جون ۱۹۹۵ء

توحید و ختمِ نبوّت کا علمبردار ★ فکرِ احرار کا ترجمان

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید....

مجھے صاف نظر آرہا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ دُور دُور تک آگ لگی ہوئی ہے، مکان جل رہے ہیں، دکانیں لُوٹی جا رہی ہیں اور قزاق عصمتیں اُڑائے سرپٹ دوڑ رہے ہیں۔ ماں بیٹے کو چھوڑ چکی ہے۔ باپ بیٹی کو ہار چکا ہے چاروں طرف قیامت کا صُور پھُک گیا ہے ——

آج ہنستے ہو کل روؤ گے، تم نہیں دیکھ سکتے، میں دیکھ رہا ہوں۔ جو کچھ بیت رہا ہے اور جو کچھ بیتنے والا ہے۔ ایک وَبا، پھوٹ چکی ہے۔ ایک وبا آرہی ہے!

امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مارچ ۱۹۴۷ء دفتر مجلس احرارِ اسلام لاہور

چکوالی فتنہ
رافضیت کا نیا رُوپ

مرزا طاہر... فیل ای اوئے
مرزا جی کی ٹیچی ٹیچی، !

انقلابِ ایران
ادھر کا پہلو - اُدھر کا پہلو

سیدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ
گورنر کوفہ

تحریک تحفظ ختم نبوۃ — شعبۂ تبلیغ — عالمی مجلس احرار اسلام پاکستان

ناقدین صحابہ

قرآن وحدیث
اور اسلاف کی نظر میں

افکار احرار

احمق

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "شریعت و طریقت" میں صحابہ کرام کے قطعی طور پر مغفور ہونے پر استدلال کرتے ہوئے سورہ آل عمران کے آخری رکوع کی آیت "فالذین ھاجروا" الی آخر استدلال کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:-

[illegible] ان کی [illegible] اور [illegible] اوپر [illegible] ان کے [illegible] ہیں اور ان کی [illegible] تاکید کے ساتھ فرماتے ہیں کہ میں ضرور بالضرور ان کے گناہوں کو دور کر دوں گا [illegible] ہمارے احمق کہتے ہیں کہ وہ تو "جنان" [illegible] ہیں۔

پاگل

مجھے کبھی اس میں [illegible] نہیں [illegible] کہ وہ صحابہ [illegible] یا عصمت [illegible] تھے۔ بلکہ وہ ان کی قوت ایمانی کی علامتیں [illegible] جس چیز کو حق سمجھتے تھے اس کی حفاظت و اعانت میں جنگ و جدل سے باک نہیں کرتے تھے۔ جو پاگل [illegible] ان کے ان اقوال و افعال کو بشری کمزوری سمجھتا ہے اس کو میں نے کبھی قابل التفات نہیں سمجھا اور [illegible] پاک [illegible] پر گہری نظر ہوگی وہ کبھی نہیں سمجھے گا۔

منافق

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "شریعت و طریقت" [illegible] مسلک اہل سنت بیان فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ "جو کوئی میرے کسی ولی سے عداوت رکھے اس کو میری طرف سے اعلان جنگ ہے" اور صحابہ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا ولی کون ہو سکتا ہے؟ "اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو! میرے صحابہ کے بارے میں میرے بعد ان کو (اعتراضات کا) نشانہ نہ بناؤ۔ جس نے میرے صحابہ سے محبت رکھی تو اس نے [illegible] سے محبت رکھی اور جس نے میرے صحابہ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض کی وجہ سے بغض رکھا جس نے میرے صحابہ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی [illegible] اللہ کو تکلیف دی [illegible] قریب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آ جائے گا"۔ (الحدیث ترمذی)

حافظ ذہبی نے اور [illegible] "کتاب الکبائر" میں نقل کی ہیں اور علماء سے نقل کیا ہے کہ ...

جو صحابہ کرام کی [illegible] یا ان کی غلطیوں کو ڈھونڈے یا ان کے عیوب کا ذکر کرے یا ان کی طرف عیوب منسوب کرے [illegible] منافق ہے۔

(منقول از فضائل صحابہ حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی)

نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

ذیقعد ۱۴۱۰ھ جون ۱۹۹۰ء ۔ جلد :۱ شمارہ:۶

رئیس التحریر : ابن امیر شریعت سید عطاالمحسن بخاری

مدیر : سید محمد کفیل بخاری

سرپرست اکابر :

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
مولانا محمد اسحٰق بہتیقی مدظلہ
مولانا حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ
مولانا محمد عبداللہ مدظلہ
مولانا عنایت اللہ چشتی مدظلہ
مولانا محمد عبدالحق مدظلہ
حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

رفقائے فکر

سید عطاء المؤمن بخاری
سید عطاء المہیمن بخاری
سید عبدالکبیر بخاری
سید محمد ذوالکفل بخاری
سید محمد ارشد بخاری
سید خالد مسعود گیلانی
عبداللطیف خالد ○ اختر جنجوا
عمر فاروق عمر ○ محمود شاهد
قمرالحسنین ○ بدر منیر احرار

زر معاونت اندرون ملک :۔/۵۰ روپے سالانہ ۔ فی پرچہ :۔/۵ روپے

زر معاونت بیرون ملک :۔/۳۰۰ روپے سالانہ پاکستانی

سعودی عرب ، عرب امارات ، مسقط ، بحرین ، عراق ، شام ، ایران ، مصر ، کویت ، بنگلہ دیش ، انڈیا ، امریکہ ، برطانیہ ، جرمنی ، کینیڈا ، جاپان ، نائجیریا ، جنوبی افریقہ ، شمالی افریقہ ، ہانگ کانگ ، تھائی لینڈ ۔

خط وکتابت کا پتہ : دار بنی ہاشم ۔ مہربان کالونی ۔ ملتان ۔ فون : ۷۲۸۱۳

پبلشر : سید محمد کفیل بخاری ۔ پرنٹر : تشکیل احمد اختر ۔

مطبع : تشکیل نو پرنٹرز ۔ پرانی غلہ منڈی ۔ ملتان ۔

مقام اشاعت : دار بنی ہاشم ۔ مہربان کالونی ۔ ملتان

آئینہ

دل کی بات	رئیس التحریر	۳
چک والی فتنہ، رفض اور باطنیت کا نیا روپ (مقالہ خصوصی)	سید عطاء المحسن بخاری	۹
جاہلانہ وقاحت کی عالمانہ وضاحت	مولانا قاضی محمد شمس الدین	۱۲
جمہوریت، الیکشن اور ترازو	ابو اسامہ	۳۹
سیدنا ولید بن عقبہ	حکیم محمود احمد ظفر	۴۱
زبان میری ہے بات ان کی	خادم حسین	۵۳
ہر روز کراچی مرتی ہے (نظم)	سرور مجاز	۵۵
اے ارض وطن (نظم)	فیض احمد فیض	۵۶
دل بھر آیا جو تیری مہر و وفا یاد آئی	ملک غلام نبی (لاہور)	
یہ انداز مسلمانی؟	عبدالواحد بیگ (المرحوم)	۵۹
میں ایرانی ایجنٹ ہوں - "رشدی" کا اعتراف		۶۰
مرزا جی کی ٹیچی ٹیچی	ادارہ	تا
مرزا طاہر... فیل ای اوئے		
ربوہ میں دو قادیانی لڑکیوں کا قبول اسلام		۶۱
انقلاب ایران -- ادھر کا پہلو ادھر کا پہلو	حافظ محمد ادریس	۶۲

اظہار تعزیت

گذشتہ دنوں مجلس احرار اسلام "مریدکے" کے ناظم نشریات جناب محمد عمر سیٹھی کے والد محترم اور حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کے دیرینہ رفیق جناب محمد شفیع گھمن انتقال فرما گئے۔

ادارہ نقیب ختم نبوت کے قلمی معاون اور نہایت مخلص دینی کارکن جناب عبدالواحد بیگ (پینٹر۔ ملتان) کی والدہ ماجدہ رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اراکین ادارہ مرحومین کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں اور غم میں برابر کے شریک ہیں۔ قارئین ان کے لئے دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کا خصوصی اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے، حسن آخرت کا معاملہ فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

ماہنامہ نقیب ختم نبوت کی ترسیل اور محکمہ ڈاک کی غفلت

ہمیں مختلف شہروں سے اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ قارئین کو ماہنامہ نقیب ختم نبوت ڈاک کے ذریعہ کبھی کبھار موصول ہوتا ہے۔ بعض جگہ ڈاک خانہ کے اہل کار رسالے ردی میں فروخت بھی کرتے ہیں۔ ہم پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ وہ رسالہ کی ترسیل میں اس شکایت کو دور فرمائیں۔ (ادارہ)

دل کی بات

حیدر آباد اور کراچی
درندوں کی بستی

ایرانی ماں اور سندھی باپ کی دختر وزارت اختر وزیر اعظم بے نظیر کا تازہ بھاشن ہے کہ سندھ میں دوسرا مجیب پیدا ہو گیا ہے (جنگ لاہور ۴ جون) بیگم زرداری صاحبہ مسئلہ آج اتنا الجھا ہوا نہیں رہا جتنا کل تھا مشرقی پاکستان میں مجیب پیدا ہوا تو آپ کے والد ماجد نے فرمایا ہم ادھر تم ادھر اور وہ بنگلہ دیش بن گیا آج خیر سے آپ ہیں۔ آپ سندھ جانے والوں کو یہ کہ کر روک دیں جو ادھر گیا میں اس کی ٹانگیں توڑدوں گی اور آنکھیں پھوڑدوں گی کہ اگر وہ پہنچ بھی جائے تو کچھ دیکھ نہ سکے جیسے محسن صدیق مرحوم اسکی زندہ مثال ہے ان دنوں آپ نے اپنا وزارتی دفتر کراچی منتقل کیا ہوا ہے جبکہ آپ کا سندھی مجیب آپ کے ماضی کی طرح لندن میں ہے بے نظیر حکومت اور اس کے جمہوری جلووں کی نسبت ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟ کہ لطاف جب تک آپ کے ساتھ تھے تو بھائی تھے اختلاف کیا تو شیخ مجیب نظر آنے لگے؟ کس کے دل میں کیا ہے؟ اس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہم تو صرف یہی کہہ سکتے ہیں۔

چوس کر شاخ کا لہو گل نے
اپنا جو بن سنوارنا چاہا

مغربی کلچر کی نمائندہ ایرانی نژاد بیگم نصرت بھٹو نے الزام لگایا ہے کہ ضیاء کی بنائی ہوئی ایم کیو ایم میں شامل بھارتی ایجنٹ قتل و غارت گری کر رہے ہیں کوئی حکومت اپنے عوام کو قتل کرنا نہیں چاہتی (جنگ لاہور ۳ مئی)

بیگم صاحبہ کا دیا کہیان درست بھی مان لیا جائے تو انہیں یاد دلاتے ہیں کہ آپ کے اور آپ کی بیٹی بے نظیر کے بیسیوں بیانات چھپ چکے ہیں کہ ضیاء باقیات مٹانا ہمارا فرض ہے کہ اب بھلا آپ اپنا فرض کیوں پورا نہیں کرتیں جمہوریت بحال ہو جانے کے بعد مارشل لاء دور کی مکروہ یادوں سے مصالحت کیا معنی؟ ہم سمجھتے ہیں آپ کے سابقہ بیانات کی روشنی میں اگر حیدر آباد و کراچی کے حالات پر غور کیا جائے تو بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پیپلز پارٹی نے طاقت اور اقتدار کے گھمنڈ میں ایم کیو ایم کو عوامی سٹائل میں ختم کرنیکی کوشش کی ہے جس کے نتیجہ میں یہ قتل و غارت عام ہوئی ہے اور نوبت یہاں تک آپہنچی ہے کہ ۷۱ء کے کیمپوں کا نقشہ نظر آرہا ہے عورتوں کے حقوق کی علم بردار حکومت عورتوں کو ہی قتل کر رہی ہے معصوم بچوں کو بھی معاف نہیں کیا گیا آپ کی جمہوریت کا یہی ثمر ہے کیا؟ یہی جمہوریت بھٹو دور میں ایف ایس ایف نے عام کی تھی اور اب پی پی پی کے جیالے براہ راست اس جہاد میں مصروف ہیں ان کرتوتوں پر بھی جمہوریت کی بحالی کا ناقوس بجایا جا رہا ہے۔

ع ۔ اے وائے بہارے اگر انیست بہارے

اور غالب کی زبان میں یہ کہے بغیر ہم رہ نہیں سکتے۔ ع ۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی

جی ایم سید، ممتاز بھٹو، حفیظ پیرزادہ، جام صادق علی اور رسول بخش پلیجو اب کیوں منقار زیر پر ہیں ۷۰ء میں جب لسانی فسادات کا آغاز ہوا تو یہ سب بھٹو کے ساتھ تھے اور ان لسانی فسادات کے بانی شمار کئے جاتے تھے ۷۷ء تک یہ ناچتے رہے پھر ان کی خباثتیں عروج پر پہنچیں تو مارشل لاء آیا، مارشل لاء نے انہیں تحفظ دیا اور یہ لوگ زیر زمین سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے انہوں نے کھل کر مہاجروں کو خیبر کے یہودی کہا مولویوں کو بھتہ دیکر خریدا انہوں نے

بھی یہی بولی بولی مساجد کو علیحدگی پسندی کے رجحانات کا اکھاڑا بنایا اب جبکہ زمین مکمل ہموار اور فضا "سندھو دیش" کے لئے مکمل سازگار ہو چکی ہے تو مہاجروں پر پانی بجلی بند کر کے انکو گھروں سے نکلنے پر مجبور کر دیا خواتین قرآن سروں پر رکھ کر گھروں سے باہر نکلیں بچوں کو سینے سے چمٹا کر جب وہ سڑکوں پر آئیں تو بچوں کی محبت سے محروم اور قرآن پر ایمان سے خالی سینے لئے علقمی زادوں نے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی عورتیں اور بچے خون میں لت پت تڑپنے لگے چیخوں اور آہوں سے فضا تھرا گئی آسمان کانپ اٹھا اور عرش ہل گیا مگر وزیر اعظم اور صدر مملکت کا دل نہیں ہلا ان کی جمہوریت جو اسلم مرزا کی مرہون منت تھی وہ بھی چپ سادھے خون کی ہولی کا تماشا دیکھتی رہی دو قومی نظریہ قائد اعظم کی "مزار اقدس" کی طرف بھاگ کھڑا ہوا یوں محسوس ہوا جیسے قائد عوام اور اس کی ذریت بغایا کی خواہشات کا عفریت ننگے بریک ڈانس میں مصروف ہے اور اس کو طول دیکر مشرقی پاکستان کی خونیں یادیں دہرا رہا ہے مارشل لاء کے زمانے میں بھی سندھ اور کراچی میں حیوانیت اور درندگی کی دہشت کے حادثات رونما ہوتے رہے مگر جمہوریت زادگان کہتے تھے کہ یہ غیر جماعتی نظام ہے اس لئے یہ خونخواری پیدا ہوئی ہے جماعتی جمہوریت کا زمانہ آیا تو حالات درست ہو جائیں گے جمہوریت کے ناہموار فرزندو! اب بتاؤ یہ جماعتی جمہوریت کے بھوت پریت اور پی پی پی کے عفریت کیا گل کھلا رہے ہیں؟ یہ ظلم و استبداد، یہ جور و جفا یہ دہشت و وحشت قتل و غارت گری، یہ خون انسان کی ارزانی اور یہ خون کی ہولی کہیں تمہاری جمہوریت کا "جمہوری عمل تو نہیں؟" اور اگر یہی جمہوری عمل تمہارے خلاف آزمایا گیا تو پھر تمہارے پالتو جمہوری بچے بلبلا اٹھیں گے اور اپنے سیاسی داتا سٹیفن سولارز یہودی کے چرنوں میں سر دے کے روئیں گے اور چلائیں گے کہ جناب جمہوریت قتل ہو رہی ہے اور اس قتل جمہوریت کی ذمہ دار ضیاء باقیات ہیں۔

سیدھی بات ہے اقتدار پر قبضہ پی پی پی اور اس کے حلیفوں کا ہے یا بکنے والوں کا اور اس تمام ستم رانی کی ذمہ داری بھی انہیں پر عائد ہوتی ہے اس کا حل تلاش کرنا اس پر عمل کرنا اور امن قائم کرنا بھی انہیں کا فرض ہے جس طرح ذلیل ہو کر انہوں نے ووٹ مانگے تھے ٹھیک اسی طرح بے نظیر کروڑوں روپے کے راحت کدہ سے باہر نکلے گلی گلی کوچہ کوچہ جائے اور اپنے پرستاروں اور جیالوں سے امن کی بھیک مانگے، صدر اسحٰق اور مرزا اسلم بیگ بے نظیر کی بیکنگ کرتے ہوئے اس کے عقب میں برابر ساتھ ساتھ چلیں اور امن قائم کریں اور اگر امن قائم نہیں ہوتا اور عورتوں بچوں جوانوں بوڑھوں کا خون ناحق یونہی بہتا رہے گا تو ان پر واجب ہے کہ جتنے افراد پی پی پی نے برسر اقتدار آ کر رہا کئے ہیں انہیں فوراً گرفتار کیا جائے ان پر ملٹری سمری کورٹ میں مقدمات چلا کر انہیں سر عام عبرتناک سزا دی جائے اور جتنے لوگوں نے سندھو دیش کا نعرہ لگا کر یہ آندھی چلائی ہے انہیں بھی قرار واقعی سزا دی جائے

محسن صدیقی کا قتل

حیدر آباد اور کراچی کے فسادات کی کڑی دھوپ اور فتنۂ قومیت کی دہکتی ہوئی آگ کو بجھانے اور جلتے ہوئے انسانوں کو چھاؤں دینے کے لئے صدیقی صاحب مرحوم آگے بڑھے مگر خود شعلوں کی لپیٹ میں آکر جل گئے اناللہ وانا الیہ راجعون آگ کا رخ ان کی طرف کس نے موڑا اسکا جواب بھی بے نظیر ہی دے کہ ملک میں تیزی سے پھیلنے والی اس ظلمت کی ذمہ دار براہ راست وزیر اعظم اور ان کی پارٹی ہے وہ دنیا اور آخرت میں بھی اس کے لئے جواب دہ ہے ٹھیک اسی طرح جس طرح جلیانوالہ باغ ۱۹۱۹ء اور ختم نبوت کی تحریک ۱۹۵۳ء کی ذمہ دار اس دور کی حکومتیں تھیں مسلم لیگ تو اب تک قرض چکا رہی ہے اور پیپلز پارٹی نے ابھی چکانا ہے۔

مخدوم خلیق الزمان کا نعرۂ حق

پی پی پی حکومت کی ستم رانیوں نے جب انسانوں کو تاریکیوں میں دھکیلنا شروع کر دیا اور محبتوں نے نفرتوں کا روپ دھار لیا اور انسانیت درندگی اور حیوانیت کے مہیب جبڑوں میں بلبلانے لگی تو پورے سندھ کے موت آسا سکوت کو ایک آواز نے یوں توڑا کہ سندھ کا باشعور اور شریف طبقہ بے نظیر کا اب نام بھی سننے کو تیار نہیں ٹی وی سکرین پر "اگنی دیوی" وزیراعظم کی تصویر آ جائے تو وہ تفو تفو کہنے لگتے ہیں انہوں نے مہاجروں کے قتل عام کا ذمہ دار حکومت کو ٹھہرایا ہے مخدوم صاحب جو روز اول سے خاندانی وجاہتوں سمیت پی پی پی کے حلیف تھے وہ ۷۰ء کے لسانی فسادات میں بھی خاموش رہے مارشل لاء کے زمانے میں ہونے والی دہشت گردی پر بھی انہوں نے یوں اظہار خیال نہ کیا اب جبکہ خون مظلومی نے تاریکیوں کا مہیب سناٹا جنم دیا تو آستیں کا لہو چیخ اٹھا مگر حیرت تو اس بات کی ہے کہ ۷۰ء میں گرجنے برسنے والا سید زادہ حضرت پیر پگاڑا اب کیوں خاموش ہے وہ خاموش ہے یا مبہوت؟ بے بس ہے یا خوش؟ عقل و ہوش گم سم ہیں یا انتقام کی چپ نے منہ سی دیا ہے؟

میں شیعہ ہوں

ہفت روزہ زندگی ۱۸ تا ۲۴ مئی کے شمارہ میں ایرانی نژاد بیگم نصرت بھٹو کے ایک ڈیکلریشن کی فوٹو شائع کر کے بھٹو خاندان کی سبائیت کو طشت از بام کیا اور وہ اس کاوش پر ہماری مبارک باد کے مستحق ہیں 14/2/81 کا یہ ڈیکلریشن مئی ۹۰ء میں چھپ جانا گو اتنی اہمیت کا حامل بھی نہیں تاہم ان حلقوں کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے جو مولوی سنی دیو بندی، بریلوی اہل حدیث اور صحابہ کی عظمتوں کے گیت گا کر اپنا آذوقہ بھی مہیا کرتے ہیں اور بھٹو خاندان کی سیاست و تدبر کے بھی قائل اور ہم نوا ہیں۔ گذشتہ الیکشن میں ان ظالموں نے اپنا ووٹ بھی کمل کر انہیں رافضیوں کو دیا اور ان کی کامیابی میں مسلک کا خون بھی شامل کیا یہاں تک کہ مولانا حق نواز جھنگوی کی شہادت و مظلومیت بھی انہیں ان کے مکروہ اقدامات سے پیچھے نہ لا سکی بلکہ ان مذہبی تاجروں نے اندرون خانہ سازش کر کے ایسے لوگ آگے لانے کی کوشش کی ہے جو سیاسی چالیں چل کر مذہب کی سودا بازی کرنے کی مہارت رکھتے ہیں اور اس فن میں وہ دو حکومتوں سے "داد و تحسین" پا چکے ہیں

ع دامن یار خدا ڈھانپ لے پردہ تیرا

ھمایوں سیف اللہ

جونیجو لیگ کے سرحدی ہیرو ہمایوں سیف اللہ بھی اپنی تمام تر بڑھکوں دعووں اور نعروں سمیت سرحدی آفتاب کی تمازتوں کے سامنے دم توڑ گئے اور ستانے کے لئے پی پی پی کے چتر شاہی کی گھنی چھاؤں تلے پناہ گیر ہو گئے اور بالکل اسی طرح جس طرح جونیجو ضیاء الحق دور کے "سیاسی ہیرو" بننے کے لئے آگے آئے مگر جلد ہی انہوں نے پینترا بدل کر اپنا ہدف ضیاء الحق کو ہی بنا لیا تھا ذرا جھک کر اس صدی کی تاریخ کے "کنوئیں" میں جھانکیں تو اس میں بہت سے سرمایہ دار جاگیر دار اور جدید سیاست کے مہرے کربل کربل کرتے نظر آئیں گے ۱۸۸۳ء سے ۱۸۹۷ء تک پھر ۱۸۹۷ء سے ۱۹۰۶ء کے دسمبر تک اور پھر ۱۹۰۶ء سے ۱۹۱۹ء تک اور ۱۹۱۲ء سے ۱۹۳۷ء کی لیگی قلابازیاں کہہ مکرنیاں اور سیاسی متھوں کی اشتری داستانیں اتنی طویل ہیں کہ ان کے ذکر خیر کے لئے بولا تھو، حمید اللہ قدسی، رئیس احمد جعفری اور ان کے افسانوی فرزند جعفر قاسی کو "ہماری نداء" کے ہزاروں صفحات خریدنا ہوں اور اس کے لئے "اقتداری حیلے" بھی تراشنا ہوں ہمایوں سیف اللہ کے "قابل فخر سیاسی" اکابر اقتدار کی لیلیٰ سے شب باشی کے لئے اپنے فرنگی باوا کے قدموں کی "خاک شفا" سونگھنے اور چومنے سے باز نہ آئے تو شیر پاؤ جوان سے بہتر مسلمان ہیں کے پاؤں پڑ گئے ہیں کوئی نئی بات نہیں اور اچنبھے کی بات

بھی نہیں کیونکہ سو پشت سے ہے پیشہ آباء زرگری اور جب فیصلہ ہی یہ ہے کہ اقتدار میں ہی رہنا ہے بلکہ اقتدار کے شہتیر کی چھپکلی بن کے جینا ہے اور مسجود جمہوریت کی دہلیز ہی پہ جبیں سائی کرنا ہے انہیں سجدہ کرنے سے کام ہے مسجود جمہوریت لیگ ہو تو اسے سہی اور معبود جمہوریت پیپلز پارٹی ہو تو یہاں سہی۔

شریعت بل

اک موج ہوا پیچاں اے میر نظر آئی
شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی

ضیاء الحق مرحوم کے آخری دنوں میں دو سینیٹروں مولانا سمیع الحق صاحب اور قاضی عبداللطیف صاحب کا پیش کردہ شریعت بل آخر کار عہد بے نظیر میں سینٹ نے منظور کر ہی لیا یوں جمہوریت زدہ علماء کا ایک گروہ دوسرے گروہ کو شکست دینے میں کامیاب ہو گیا اس شریعت بل کو ملکی قانون کی صورت اختیار کرنے میں ابھی پارلیمانی مراحل سے بھی گزرنا ہے۔

دام ہر موج میں ہے حلقۂ صدکام نہنگ
دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک

پاکستان کی مسلم پارلیمنٹ میں ایسے ایسے مسلمان بھی ہیں جو ابھی سے تلملانے لگے ہیں اور ان کی "مسلمانیاں" بھی دام ہم رنگ زمیں میں جھینگروں کے طرح شور مچا رہی ہیں یعنی گوشت خاک ہیں مگر آندھی کے ساتھ ہیں۔ برسر اقتدار طبقہ جو مغربی کلچر میں گلے گلے دھنسا ہوا ہے وہ اور ان کی ثقافتی نرتکیاں طبقہ طبقہ شور بپا کئے ہوئے ہیں کہ یہ شریعت بل آئین سے نہ صرف "ٹکر" لیتا ہے بلکہ آئین کے سراسر منافی ہے
اور "صحافتی صنعت" کے بے ضمیر بیوپاری مسلسل ان کی حوصلہ افزائی میں بگٹٹ ہیں ہم ان سے کہتے ہیں تم، تمہاری سیاست، اقتدار، تمہارا آئین و قانون تمہاری زندگی کے شب و روز اور تمہارے معاون صحافتی صنعت کار یکسر شریعت کے منافی ہو تم اس لئے پریشان ہو کہ اگر شریعت اسلامی پاکستان کا قانون بن گئی تو تمہارا تمام کافرانہ ڈھانچہ ٹوٹ کر رہ جائے گا اور تمہیں شریعت کی ماتحتی قبول کرنا ہوگی جس کے لئے نہ تم مارچ ۱۹۴۰ء میں تیار تھے نہ اب نہ تب مخلص تھے نہ اب تب تم نے اسلام کا استحصال کیا اور اب جمہوریت کا تب تم برطانیہ زدہ تھے اب امریکہ زدہ۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں یہود
تم مسلماں ہو کہ جنہیں دیکھ کے شرمائیں "ہنود"

(تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ) اقبال نے تمہارے متعلق ہی تو کہا تھا اور قائداعظم نے تمہیں اپنی جیب کا "کھوٹا سکہ" کا خطاب دیا تھا تم کسی قابل ہوتے تو مشرقی پاکستان کیوں الگ ہوتا؟ تم میں کسی قسم کی انسانی قدریں باقی ہوتیں تو کراچی حیدر آباد اور لاہور میں انسانوں کو یوں نہ مارا جاتا جس طرح جاگیر دار کیڑے مار کر اپنی فصل بچاتا ہے تم نے ہمیشہ اقتدار کو بچانے کے لئے انسانی فصل کاٹی مولوی، ملا ازم اور پاپائیت کی ناپاک اصطلاحات سے دین و شریعت کو گالی بکی اپنی فرنگ زادگی کے تحفظ کے لئے قوانین شریعت کو ملا ازم کہا اور جب بھی تمہاری جمہوریت کا راستہ اختیار کر کے علماء نے کوئی دینی سعی کی تم نے اس کے راستہ میں خوفناک رکاوٹیں کھڑی کیں ہم تم سے کسی خیر کی توقع نہ پہلے رکھتے تھے نہ اب ہے لیکن تم سے ایک سوال ہے کہ دین و شریعت کے لئے جمہوری ذرائع اختیار کرنا تو بات سمجھ میں آئی مگر دین و شریعت کے خلاف ترغیب، کنویسنگ اور بیان بازی۔ کیا یہ جمہوری عمل ہے؟ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ بحیثیت

مسلمان یہ جمہوری عمل اسلام ہے یا کفر؟ اس کا جواب پیپلز پارٹی کا زلہد شب زندہ دار میاں سراج احمد دے۔

مالیاتی قوانین

شریعت بل کی منظوری کے وفاقی شرعی عدالت کے اختیارات اور قوت نافذہ میں اضافہ چونکہ ایک واضح اور یقینی بات ہے

اس لئے یورپین کفار کے پاکستانی تابعین بڑے زور شور سے اس بات کے لئے سرگرم عمل ہیں کہ ماضی قریب میں مالیات اور ٹیکسز کے نظام کو دس برس کے لئے وفاقی شرعی عدالت کے اختیارات سے باہر رکھا گیا اب کہ جون میں فرقت کی طویل گھڑیاں جان ہار رہی ہیں اور وفاقی شرعی عدالت سے مالیاتی قوانین اور "ٹیکسی" نظام کا وصل و قبضہ قریب تر ہے۔ وہ لوگ جن کا دامن مال حرام کے شیرے سے تر بہ تر ہے اور بدرنگ ہے وہ اس کی مدت مزید بڑھوانے کی فکر میں ہلکان ہو رہے ہیں اور عدالت کے اختیارات کو محدود رکھنا چاہتے ہیں ہم ان لوگوں کو کیا کہہ سکتے ہیں جن لوگوں کے نزدیک حرام خوری اور حرام کاری دور حاضر کی ضرورت اور ثقافت ہے جن کے رگ وپئے میں حرام رچ بس چکا ہے اور جو حرام کے جوہڑ کے غوطہ خور ہیں انہیں ہماری نصیحت کا کیا اثر ہوگا؟ وہ ہماری رائے کا کیا احترام کریں گے؟ دینی و مذہبی جماعتوں کی صدائے واویلا کو وہ کیا اہمیت دیں گے؟ ہم پر روز روشن کی طرح واضح ہے ہم محض اداء فرض کرتے ہوئے انہیں کہیں گے اگر تمہارے دل کے کسی گوشے میں اللہ رسول، قرآن وحدیث کے الفاظ ہی باقی ہیں تو انہی کی دبی ہوئی صداء حق پہ کان دھرو اور شرعی عدالت کے اختیارات غصب ونہب سے مت چھینو تم خود تو فرنگی زادگی پر فخر کرتے ہو مگر اب وہ دور نہیں جہاد اسلامی کے احیاء سے تمہاری نسلیں آشنا ہیں اور جہاد جاری ہے کہیں اس کا رخ تمہاری طرف نہ مڑ جائے اور تمہاری نسلیں تم سے انتقام لینے کی نہ ٹھان لیں شریعت بل اور وفاقی شرعی عدالت کی راہ سے ہٹ جاؤ۔

افغانستان

وہ کون سی بری ساعت تھی جو افغان مجاہدین نے افغانستان کے سیاسی حل کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے سیاست بازان فرنگ کے جال میں پھنس جانے کی رائے کا اظہار کیا تھا روس، نجیب، امریکہ اور پاکستان اس بات پر متفق ہیں کہ جہاد بند ہونا چاہئے اور مجاہدین نجیبی افغان اور امپورٹڈ افغانی رافضی مل جل کر ایک حکومت بنالیں مگر اکثر مجاہدین کی جب آنکھ کھلی تو انہوں نے اس تجویز کو رد کر کے جہاد جاری رکھنے کا فیصلہ کیا نتیجہ ظاہر ہے کہ افغان مجاہدین کی امداد بند کر دی گئی اور اخلاقی تعاون بھی آہستہ آہستہ کم کر دیا گیا یہ تمام دباؤ اس لئے بڑھایا گیا تاکہ سیاسی حل کی تجویز ماننے پر مجاہدین مجبور ہو رہ جائیں پریس نے بھی آنکھیں پھیر لیں پاکستانی پریس نے دباؤ قبول کر کے قلم روک لیا اب نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ پاکستانی چوکیوں کے فوجی افغان مجاہدین کو گرفتار کر رہے ہیں جو بے غیرتی کی انتہا ہے پاکستان کی وزیر اعظم کی روس نوازی اور حبیبہ پروری کی اس سے بہتر کوئی مثال نہیں دی جا سکتی موجودہ حکومت نہ صرف جہاد افغانستان کی قاتل ہے بلکہ سبائیت کی ایجنٹ بھی ہے۔

مسئلہ کشمیر

افغانستان کے متعلق مسئلے کے ساتھ ہی کشمیر میں یدھ رچالینا جہاں اس بات کی خبر دیتا ہے کہ یہ جہاد افغانستان کی لہر اور ثمر ہے وہاں یہ غمازی بھی کرتا ہے کہ پاکستان کیلئے جتنی دلچسپی کا باعث کشمیر ہے افغانستان نہیں
کشمیر میں الجھنے کے دو فائدے ہوں گے ایک تو افغانستان کے مسئلہ میں دلچسپی کم ہوگی جو فطری امر کہلائے گا لعنت

ملامت سے بچ رہیں گے دوسرے وہ تمام پاکستانی جو کشمیر کے مسئلہ میں الجھ کر افغانستان کو بھول جائیں گے یا تقسیم ہو جائیں گے ان سے بے نظیر حکومت کی جان چھوٹ جائے گی اور افغانستان پر ان کا دباؤ بھی کم ہوجائے گا بے نظیر نے اس چومکھیا جنگ جیتنے کے لئے خارجی دورے کی ٹھانی مگر مسز زرداری کی کسی نے ایک نہ مانی البتہ چند قبروں کی پوجا پاٹ کرکے پلٹ آئی ہے رانی .. اس مکارانہ سیاسی چال کیساتھ ساتھ آزاد کشمیر کا الیکشن -- یہ بھی تو الجھانے والی بات ہے کہ لوگ افغانستان اور کشمیر کو بھول کر اپنی کرسیوں کے چکر میں ایسے الجھیں جیسے زمین دار کٹائی کے موسم میں مری ہوئی ماں کو بھولتا ہے موجودہ حکومت کی ایسی خوبصورت "جمہوری پالیسیاں" ہی امریکی وائسرائے مسٹر اوکلے اور یہودی سفیر مسٹر سٹیفن سولارز کو بہت پسند آتی ہیں اور وہ اس حکومت کی بقاء واستحکام کے لئے کبھی انہیں خلوت میں بلالیتے ہیں ۔اور کبھی ان کی خلوت میں آجاتے ہیں۔

روز ملنا رقیب سے جاکر
ہم سے اتنی صفائیاں توبہ

آخری گزارش موجودہ حکومت اندرون ملک اور بیرون ملک پاکستان کی خدمت کرنے میں بری طرح ناکام ہوچکی ہے اسے چاہئے کہ وہ چھ ماہ کی مزید مہلت مانگ کر پورے خلوص سے ملکی بقاء، استحکام امن اور یکجہتی پیدا کرنیکے لئے اپنی تمام توانائیاں صرف کرے اور اگر وہ اس کام میں پھر بھی ناکام ہوجائے تو پیر صاحب پگاڑا، غلام مصطفی جتوئی، نوابزادہ نصر اللہ خاں اور نواز شریف کو حکومت سونپ کر جمہوری تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرے اور اپنا نام نام امر کرلے۔ رہتی دنیا تک بے نظیر یاد کی جائے گی اور خمینی سے زیادہ نام پائے گی۔

من نمی گویم زیاں یا بہ فکر سود باش
اے زفرصت بے خبر در ہرچہ باشی زود باش

دار العلوم حمادیہ شاہ صدر دین کے مہتمم اور حضرۃ مولانا محمد عبد الغنی صاحب جاجروی مدظلہ کے شاگرد رشید مولانا عبد الرحیم صاحب نظامی کی گراں بہا علمی کاوشں۔ طلباء علم تفسیر کے لئے بے بہا علمی تحفہ، قرآن مجید کی مشہور تفسیر "جلالین شریف" پ۱ کی اردو شرح المسمی بہ "اغراض جلالین" طبع ہوکر منصۂ شہود پر آچکی ہے صاحب کتاب قرآن مجید کی نظم کے بعد جو عبارت نکالتے ہیں اسکے ہر ہر لفظ وجملہ کی غرض بیان کرنا اس شرح کا طرۂ امتیاز ہے جلالین شریف پڑھنے اور پڑھانیوالوں کے لئے واقعی ایک نایاب تحفہ ہے : مطالعہ شرط ہے۔

ملنے کا پتہ: نظامیہ کتب خانہ، نزد جامع مسجد اعوان ڈیرہ غازیخان شہر،

آئندہ شمارہ میں

شاہ بلیغ الدین کا خصوصی مضمون "حدیث قسطنطنیہ ---- پہلا لشکر اسلام" اور دیگر معرکۃ الارا تحریریں ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری (مدظلہ)

چک والی فتنہ۔ رفض اور باطنیت کا نیا روپ

سوہاوہ سے تلہ گنگ جاتے ہوئے راستے میں ایک قصبہ چکوال آتا ہے دو سال پہلے یہ علاقہ جہلم کی ضلعی حدود میں آتا تھا مگر جہلم والوں نے اسے دھکا دے کر الگ کر دیا اور تلہ گنگ اور چک وال کو ایک کر کے حکومت نے ضلع چک وال بنا دیا جس سے علاقہ واہل علاقہ کو بہت نفع ہوا مگر بعض چیونٹیوں کے پر نکل گئے اور وہ پروانوں کے ہمراہ اڑ کر روشنی کے منہ آنے لگیں تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ چکوال میں مظہر حسین نامی ایک صاحب نے رافضیوں سے "متھا" لگایا اور شہرت پائی رافضیوں نے مظہر حسین صاحب کا ناطقہ بند کیا تو انہوں نے اپنے مخالفین سے ڈر کر اور اپنی مخالفت کم کرنے کے لئے بعض صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) خصوصاً سیدنا معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے خلاف وہی لب ولہجہ اختیار کر لیا جو ملا باقر مجلسی اور مسٹر خمینی کا تھا اور اس یاوہ گوئی کو تحقیق کا نام دیا اور خود کو وکیل صحابہ کہنا شروع کیا دفاع معاویہ نامی کتاب لکھی اور اس میں سیدنا معاویہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری سیدنا عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں وہ کچھ لکھا کہ پناہ بخدا میں نے اس پر گرفت کی اور اڑنگے پر لا کر ایسی پٹخنی دی کہ مظہر حسین صاحب کے اوسان خطا ہو گئے۔ ان کے بعض متوسلین نے ان سے جا کر کہا کہ جواب لکھئے انہوں نے اصل مسئلہ کا جواب لکھنے کی بجائے میری ذات نسب اور گھر کے بارے میں نہایت مکروہ اور سوقیانہ باتیں لکھوائیں اور وہ ہذیان بکا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ میں نے پہلے بھی لکھا ہے اور اب بھی لکھتا ہوں کہ میں اپنی ذات کے حوالے سے جناب مظہر حسین صاحب کو کچھ بھی نہیں کہنا چاہتا اور نہ اس گرو کے چیلوں کو منہ لگانا چاہتا ہوں میری یہ قلمی جنگ تو صحابہ کے لئے ہے مظہر حسین صاحب نے سیدنا معاویہ سیدنا عمرو بن عاص سیدنا مغیرہ ابن شعبہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری سیدنا طلحہ سیدنا زبیر اور تمام معاونین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہم کو درج ذیل "تمغوں" سے نوازا ہے اور آں جناب کو اس پر اپنے حق ہونے کا دعویٰ بھی ہے میں نے اس پر گرفت کی ہے ملاحظہ ہو!

سیدنا معاویہ ...(۱) باغی تھے (۲) خطاکار تھے (۳) کم علم تھے (۴) قرآنی نصوص ان کے پیش نظر نہ تھیں (۵) ان کا اجتہاد غلط تھا (۶) حضرت علی کو معزول کرنے والے گنہگار تھے (ابو موسیٰ اشعری) (۷) یقیناً سخت نافرمان تھے۔ (۸) باطل پر تھے (۹) ظالم بادشاہ تھے (۱۰) فاسق تھے (دفاع معاویہ صفحہ ۲۲ سے صفحہ ۵۴ تک یہ مظہرات حسینی بکھرے ہوئے ہیں)

میں پوچھتا ہوں اگر یہ حق ہے تو پھر باطل کیا ہے ان گالیوں کے بعد جناب مظہر حسین کو اگر کسی برے لفظ سے نہ بھی یاد کیا جائے بلکہ یہی ہفوات ان کے نام منتقل کر دی جائیں تو ناراضگی کیسی؟ میں کہتا ہوں اگر مظہر حسین صاحب کے اس غلیظ اور بدبودار مسلک کا "رائحۂ غلیظہ" ماضی میں بھی کہیں پایا جاتا ہے اور انہوں نے بھی سیدنا معاویہ اور ان کے معاونین کو انہی گندے الفاظ سے یاد کیا ہے تو میں بلا جھجک لکھتا ہوں جناب مظہر حسین، ان کے تمام چیلے اور ماضی کے وہ تمام لوگ جنہوں نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مذکورہ بالا دشنام دی ہیں میرے نزدیک ... باغی ... باطل ... فاسق ... ظالم ... غلط ... گنہگار ... بد ترین نافرمان ... بے علم ... خطاکار ... قرآن ناشناس ... ہیں۔

جب تک مظہر حسین صاحب اور ان کے چیلے معافی نہیں مانگتے اس مسلک مردود سے تائب نہیں ہوتے میں ان تمام لوگوں کو انہی "اسماء صفات" سے پکارتا رہوں گا۔ اگر صحابہ کو ان گندے لفظوں کا مستحق سمجھا جا سکتا ہے تو انہیں کیوں ان صفات رذیلہ کا اہل نہ سمجھا جائے! صحابہ کو برا کہنے کے باوجود یہ اہل حق ہیں تو میں اور میرا حلقہ ان عجمیوں کو برا کہنے سے کیوں اہل سنت سے خارج ہو جائیں گے۔ میری اس گفتگو سے "چک والی فتنہ" کے اراکین بڑے چیں بہ جبیں ہوئے اور میرے خلاف طوفان بد تمیزی برپا کر دیا میں نے سکوت کا ارادہ کیا مگر مظہر حسین صاحب نے اپنے داماد کو سامنے لا

کھڑا کیا [illegible] برخوردار نے "حق دامادی" ادا کر دیا ان لوگوں کی ژاژ خائی اور یاوہ گوئی کے جواب میں میرے لئے رحمت الٰہی [illegible] اور خانقاہ سراجیہ کندیاں کے موجودہ اکابر اسی مسلک حق کے اظہار پر کمربستہ ہوگئے اور "ہل من مبارز" پکارتے ہوئے میدان تحقیق میں سامنے آگئے جو فقیر عطاء المحسن نے لکھا اور بیان کیا۔ میرے بزرگ حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب مدظلہ نے ایک وقیع مقالہ سپرد قلم کیا ہے۔ قارئین مطالعہ فرمائیں اور "چک والی فتنہ" کے بانی و اراکین بھی۔

- ○ ھل لکم من ماملکت ایمانکم من شرکاء
- ○ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

پہلے اسے پڑھئیے

زیر نظر مقالہ ... دراصل، جواب ہے ایک کتابچے کا، جو کچھ عرصہ پہلے بعض حضرات کی طرف سے شائع کیا گیا تھا اور جس میں حضرت ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، کی ایک تقریر کے مطبوعہ اقتباسات کے جواب کے نام پر، تہمتوں، غلط بیانیوں، جہالتوں اور کذب و تاویل کا بازار گرم کیا گیا تھا۔ علمی و اعتقادی بصیرت سے محروم اور تاریخ و تحقیق کے نام پر دجل و تلبیس کا کاروبار کرنے والوں سے توقع بھی یہی رکھنا چاہئیے (کہ یہی ہیں وہ لوگ جن کے "دلوں کی کجی" سے اللہ پاک نے قرآن میں مؤمنوں کو خبردار فرمایا ہے)! ہمارے نزدیک یہ لوگ مرفوع القلم ہیں کہ جہالت ان میں سے بہتوں کا "فن" اور بہتوں کی "فطرت" ہے اور جہالت و غباوت کو جتنا بھی چھپایا جائے آخر کو ظاہر ہو کے رہتی ہیں۔ اس لئے مناسب یہی ہوتا ہے کہ ان "چھٹے ہوئے" جہلاء کی جواب دہی کے لئے وقف ہو جانے کی بجائے، علم کو عام کیا جائے۔ حق کا بول بالا کیا جائے اور سچائیوں کو اجالا جائے اور اجاگر کیا جائے۔ اہل حق اور اہل علم کے اسی شیوہ نے جہالت کو ہمیشہ ذلت سامان موت سے دوچار کیا ہے۔

"سید عطاء المحسن بخاری کی جاہلانہ جسارت" نامی پمفلٹ کا، ہم نوٹس نہ لیتے لیکن ہمارے علم میں یہ بات لائی گئی کہ اس پمفلٹ کو بہت زیادہ تعداد میں شائع کر کے پھیلایا جا رہا ہے اور پھر اسی کی بنیاد پر، الزام و دشنام کا ایک مکروہ سلسلہ بھی تقریباً پورے ملک میں شروع ہے۔ لہٰذا اس صورت حال کے پیش نظر، ہم نے مناسب جانا کہ "ضروری جواب" کا ہدیہ معاندین کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ اس پمفلٹ میں جن نظریات کو اچھالا گیا ہے اور جن تاریخی حوالوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ... ان میں سے بیشتر کی تردید اور تغلیط، حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، کے مفصل مضمون "سیدنا معاویہ اور ان کے ناقدین" میں ہو چکی ہے۔ یہ مضمون چار قسطوں میں ماہنامہ "نقیب ختم نبوت" (جمادی الاولیٰ، جمادی الثانی، شوال المکرم، ذوالقعدہ ۱۴۰۹ھ) میں شائع ہو چکا ہے اور اب مکمل صورت میں علیحدہ بھی شائع کر دیا گیا ہے۔

جو مقالہ، اب آپ ملاحظہ فرمائیں گے، یہ بھی ان شرعی سہاگنوں کی پھیلائی ہوئی تقدس مآب گمراہی کا جواب ہے کہ جن کا نان نفقہ ہی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خطا شماری سے بندھا ہوا ہے۔ جن کے ذوق مطالعہ و تحقیق کے متعلق ظفر علی خاں مرحوم نے کہا تھا کہ

ع سر میں تیل ڈالا ہے چھچھوندر نے چنبیلی کا!

اور جن کے ہاں دیانت کے قحط کا یہ عالم ہے کہ ان کے نزدیک ہر وہ شخص "خارجی" اور "ناصبی" ہے جو "اسلام کے اولین اور مثالی عہد" سے لے کر عہد حاضر تک کی تاریخ کے مطالعہ میں عجمی عدسوں کی مدد کے بغیر ہی کامیاب ہو جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اب یہ نسب فروش، نسبتوں کے آڑھتی، منبر و محراب کے تاجر، روٹی توڑ قلندر، گریہ مسکین صوفی اور زر پرست پیر، اس تازہ مقالے کا جواب بھی نہ دے پائیں گے کہ انہیں تو ابھی تک حضرت عطاء المحسن بخاری کے پہلے

مضمون کے حوالہ جات رد کرنے کی جرأت بھی نہیں ہوئی۔ بُرا ہو اس تجدید سبائیت کے ذوق کا اور مشیخت و شخصیت سازی کے شوق کا، کہ ان دونوں نے "ناقدین صحابہ" کو "میں نہ مانوں" کے ذکر و فکر میں ہی عافیت سجھا رکھی ہے لیکن لب انہیں جان جانا چاہئیے کہ عافیت کے یہ دن کم ہونے کو آگئے ہیں۔ ایک عام مسلمان اور مؤمن کے بارے میں جو بد کلامی اور بدگمانی ناروا ہو، اسے صحابہ رسولؐ کے بارے میں آخر کب تک برداشت کیا جائے؟ اور کیوں؟ اس لئے جنتریوں، پمفلٹوں اور بے مغز کتابوں کی کمین گاہوں سے خیر القرون کے بزرگوں پر کلوخ اندازی کرنے والے، اس مقالہ کو اپنے مسلسل محاسبہ و تعاقب کا نقطۂ آغاز سمجھیں اور خاطر جمع رکھیں کہ اب امت کو ان کی پھیلائی ہوئی "عجمیت" سے ہر ہر موقع پر باخبر کیا جاتا رہے گا۔

ایک آخری ضروری بات، اس مقالہ کے لکھنے والے کے متعلق... کہ ہمارے بہت سے قارئین شاید اس نام سے مانوس نہ ہوں۔ حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین مدظلہ (ساکن موضع درویش ہری پور ہزارہ) اہل سنت کا عظیم علمی اور روحانی سرمایہ ہیں۔ عمر مبارک ستر برس سے متجاوز ہے اور ضعیفی و ناتوانی نے آلیا ہے لیکن اب بھی ایمانی قوت عمل سے سرشار اور باطل افکار و اعمال کے خلاف برسر پیکار ہیں۔ آپ کے تبحر علمی کا ایک زندہ ثبوت پیش نظر مقالہ ہے۔ آپ کئی معرکتہ الآرا کتابوں کے مصنف ہیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ آپ ابو حنیفۂ ہند حضرت مفتی کفایت اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد رشید اور قطب العالم حضرت مولانا محمد عبد اللہ رحمتہ اللہ علیہ، خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے خلیفۂ مجاز ہیں۔ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کی تاریخ "تحفۂ سعدیہ" میں آپ کے حالات زندگی کی کچھ تفصیل ملتی ہے جس کے مطابق...

"آپ ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۹۱۹ء میں موضع کوٹ نجیب اللہ تحصیل ہری پور ہزارہ میں حضرت مولانا فیروز الدین قدس سرہ، کے گھر متولد ہوئے۔ والد مرحوم معقول و منقول کے جلیل القدر عالم تھے اور نانا مولانا فیض عالم ہزاروی مؤلف نبراس الصالحین و نبراس البررہ، مشہور آفاق عالم گزرے ہیں۔ ان کی بعض تحقیقات نادرہ میں سے قریات صغیرہ میں جمعہ کے عدم جواز کا فتویٰ ہے جس کی طرف صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ نے بدیں الفاظ اشارہ فرمایا ہے "و اول من استدل بہ المولوی فیض عالم الھزاروی"۔ نیز مولانا موصوف ہی نے سب پہلے غیر مقلد عالم محمد حسین بٹالوی کے دس سوالوں کے جوابات دیئے تھے۔

غرض اس علمی ادبی گھرانے میں قاضی صاحب موصوف نے علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ پھر دورۂ حدیث ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء علامہ مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ کی خدمت میں مدرسہ امینیہ دہلی میں پڑھا۔ پہلی بیعت بزمانہ طالب علمی ۱۳۵۰ھ میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ سے کی تھی۔ مگر قاضی صاحب موصوف کے بیان کے مطابق طالب علمانہ مشاغل اور آزادہ روی تحصیل مقامات میں حائل رہی۔ درس اثناء ۱۳۵۷ھ میں حضرت پیر صاحب کا وصال ہو گیا۔ ۱۳۶۰ھ میں حضرت اقدس کی بیعت سے مشرف ہوئے اور سلوک نقشبندیہ مجددیہ کی تکمیل کے بعد مجاز طریقت قرار پائے۔

آپ علم فقہ و حدیث میں خصوصی دست گاہ کے علاوہ مذاہب باطلہ خصوصاً قادیانیت کے ابطال سے گہری واقفیت رکھتے ہیں۔ نہایت منکسر المزاج، عالی حوصلہ، بلند اخلاق اور مرنجاں مرنج بزرگ ہیں۔ حضرت اقدس کی وفات کے بعد موجودہ سجادہ نشین حضرت مولانا خان محمد صاحب قبلہ سے تجدید بیعت کر کے کسب مدارج عالیہ میں سرگرم ہیں۔"
(تحفۂ سعدیہ، ص ۳۲۱)

واضح رہے کہ حضرت موصوف نے یہ مقالہ بھی، حضرت شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد مدظلہم کے حکم خاص پر سپرد قلم فرمایا ہے ورنہ اس سے قبل آپ کو کچھ تامل تھا جس کا سبب معاندین احرار کے پروپیگنڈے کا طوفان بد تمیزی تھا۔ سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، کے نام اپنے مکتوب میں آپ خود فرماتے ہیں کہ... "فقیر کا ذہن پہلے آپ

کی طرف سے صاف نہ تھا۔ پھر فقیر خانقاہ شریف سراجیہ، کندیاں گیا اور قبلہ حضرت مولانا خان محمد صاحب سے آپ کا تذکرہ ہوا تو حضرت صاحب نے بہ تاکید فرمایا کہ "مولانا عطاء المحسن شاہ صاحب کی مکمل امداد کریں" اس حکم کی وجہ سے آپ کی طرف سے طبیعت مطمئن ہو گئی اور یہ مضمون پوری لگن سے لکھا ہے۔ خدا کرے آپ کو پسند آ جائے...!" اللہ تعالیٰ حضرت قاضی محمد شمس الدین مدظلہ، کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور ان سے تادیر اپنی مخلوق کو نفع حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قارئین سے بھی درخواست دعا ہے۔ لیجئے! اب ان کا مقالہ ملاحظہ کیجئے۔ (مدیر نقیب ختم نبوت)

مقالۂ خصوصی

حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین مدظلہ کے قلم سے

جاھلانہ وقاحت کی عالمانہ وضاحت

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مارچ ۱۹۸۸ء میں حضرت مولانا سید عطاء المحسن شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم العالیہ نے موضع بسوئی گاڑ ضلع اٹک (پنجاب) میں ایک مفصل تقریر فرمائی تھی اور اس میں شاہ صاحب نے جناب قاضی مظہر حسین صاحب چک والی کے حضرت امیر معاویہ کے بارے میں اجتہادی خطا اور اجتہادی بغاوت کے نقصان رساں نظریے پر بھی تنقید فرمائی تھی اور اٹک کے مولوی لال شاہ صاحب کے نظریہ --- حضرت امیر معاویہ کی خطاء عنادی --- پر بھی تنقید فرمائی تھی۔ اسی ضمن میں ان حضرات کے دوسرے ہم خیال حضرات، مہر حسین شاہ صاحب اور عبدالرشید نعمانی صاحب کا ذکر بھی آیا تھا۔ پھر اس تقریر کے اقتباسات عطاء المحسن شاہ صاحب مدظلہ نے اپنے مؤقر ماہنامہ "نقیب ختم نبوت" ملتان بابت ماہ مئی ۸۸ء میں شائع فرمائے۔ مولوی محمد امین شاہ صاحب، نامی کسی صاحب کا نام نہ تو اصل تقریر میں آیا تھا اور نہ مطبوعہ اقتباسات میں۔ لیکن قاضی مظہر حسین صاحب کا داعیۂ طبعی یہ ہے کہ وہ ہر ممکن طریقہ سے اپنی شخصیت کے قد کاٹھ (IMAGE) کو نمایاں کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش فرماتے رہتے ہیں (جس پر ان کی تمام تصانیف شاہد عدل ہیں) اور نئے نئے مباحث گھڑتے رہتے ہیں چنانچہ مشہور مودودیے قلم کار جناب نعیم صدیقی نے قاضی صاحب کا لقب ہی "مظہر مباحث" لکھ دیا ہے (بحوالہ کشف خارجیت، ص ۸۶ - ۸۵) کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ ... "ولی را ولی می شناسد!" ماہنامہ نقیب ختم نبوت میں اپنے تذکرے کو بھی موصوف نے ایک اچھا بہانہ محسوس فرمایا اور غالباً اپنے ایک "نائب فی الملتان" محمد امین شاہ صاحب مخدوم پوری کو توجہ دلائی کہ وہ بخاری شاہ صاحب کی تردید اور قاضی صاحب کی تائید میں ایک رسالہ چھاپیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس رسالہ کا "مسالہ" خود قاضی صاحب نے مہیا فرمایا ہو۔ چنانچہ محمد امین شاہ صاحب نے "جاہلانہ جسارت" کا ارتکاب کرتے ہوئے اسی نام سے ایک رسالہ چھاپ دیا۔ انتہائی اختصار سے اس مضمون میں، ان کی جاہلانہ جسارتیں نذر قارئین ہیں۔

پہلی جہالت یا افتراء

عطاء المحسن شاہ صاحب بخاری نے قاضی صاحب، لال شاہ صاحب، مہر حسین شاہ صاحب اور عبدالرشید نعمانی صاحب - چار حضرات پر تنقید کی تھی۔ اول الذکر نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو (جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی مبارک سے "کراماً بررۃ"۔ کرامتوں والے، پاک باز قرار دیا تھا) صورتاً خطاکار اور صورتاً باغی لکھا اور ثانی الذکر (لال شاہ

صاحب) نے اپنی کتاب "استخلاف یزید" میں حضرت امیر معاویہ کو عنادی خطا کا مرتکب قرار دیا۔ تیسرے اور چوتھے اصحاب مذکور، اول اور ثانی کے مؤید ہیں۔ لیکن اپنے رسالہ کے صفحہ ۴ پر امین صاحب لکھتے ہیں۔

"مولوی عطاء المحسن شاہ صاحب نے قائد اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ پر حسب ذیل چار الزامات لگائے ہیں۔ (۱) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہادی اختلاف کو عناد پر مبنی قرار دیا ہے۔"

جواب

بالکل غلط! شاہ صاحب بخاری نے تو الزامات چاروں حضرات پر لگائے تھے اور یہ الزام تو لال شاہ صاحب پر ہے۔ مگر امین صاحب نے گھسیٹ گھسیٹ اس الزام کو بھی قاضی صاحب کے کھاتے میں ڈال دیا اور پھر اس غلط اتہام کی صفحہ ۹ تک بے مقصد خامہ فرسائی کی ہے، بقول شاعر

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہیں
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

چنانچہ صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں "اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ حضرت قاضی صاحب مدظلہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے اختلاف کو عنادی کہتے ہیں تو وہ کسی اور مہلک مرض میں مبتلا ہے۔" تو یہ ہے امین صاحب کی سخن فہمی!

دوسری جہالت

صفحہ ۹ پر امین صاحب نے قاضی صاحب کی کتابوں پر تائیدی تبصرے کے ضمن میں لکھا "تائیدی تبصرے" مرتبہ مولانا قاری شیر محمد علوی صاحب مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور" آج تک ہمیں تو یہی معلوم تھا کہ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی مدظلہ، جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی ہیں لیکن امین صاحب کے اس انکشاف سے کہ شیر محمد علوی صاحب جامعہ اشرفیہ کے مفتی بھی ہیں ... علوی صاحب کو مبارک ہو!

تیسری جہالت

امین صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۵ پر، قاضی صاحب کی کتاب "خارجی فتنہ" حصہ اول صفحہ ۲۲۵ کا حوالہ دیا ہے۔ جو بالکل غلط ہے۔ اس صفحہ پر محولہ عبارت کا نام و نشان بھی نہیں۔

تبصروں کی حقیقت

قاضی صاحب کی کتاب "خارجی فتنہ" پر تبصرہ کے ضمن میں یہ بات ملحوظ رہے کہ تائید کنندہ حضرات قاضی صاحب کے "فاضل دیوبند" اور شیخ الاسلام حضرت مدنی کے "خلیفہ" ہونے سے مرعوب اور متاثر تھے۔ اس لئے ان حضرات نے پوری کتاب پڑھے بغیر تائید کر دی کیونکہ اگر انہوں نے صفحہ ۴۵۵ پر یہ عبارت پڑھی ہوتی، جہاں قاضی صاحب نے اپنے مزاج کی تندی کے ماتحت مشہور جلیل القدر اور قائد غزوۂ ذات السلاسل، صحابی، حضرت عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ جن کی اقتداء میں، اس غزوہ کے باقی مجاہد صحابہ کرام کے علاوہ حضرت سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا ابو عبیدہ ابن جراح نمازیں پڑھتے رہے انہیں اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کو بار بار "گناہ کا کام کرنے والے، سخت نافرمانی کرنے والے اور حکم خداوندی کے خلاف کرنے والے" لکھا لیکن تبصرہ نگاروں نے یہ عبارتیں نہیں پڑھیں ورنہ وہ

لازماً ان کا نوٹس لیتے پھر بھی ان تبصرہ نگار حضرات نے قاضی صاحب کی دل آزار باتوں کا واشگاف الفاظ میں شکوہ بھی کیا ہے۔

قاضی صاحب کی طبعی شدت

قاضی صاحب مزاجاً تند ہیں اور بے جا سخت گیر ہیں یہ فطری شدت ان کی موروثی ہے کیونکہ ان کے والد ماجد مولانا کرم دین صاحب (۱) نے بھی علمائے دیوبند کے خلاف بہت دل آزار فتویٰ دیا تھا اور نام لے کر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی مرحوم کو قطعی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ مفصل فتویٰ تو مولوی حشمت علی لکھنوی کی کتاب "الصوارم الہندیہ" طبع دوم کے صفحہ ۱۱۱-۱۱۰ پر مذکور ہے۔ اور اس کو باختصار امام اہل سنت مولانا علامہ محمد اسحاق صدیقی سندیلوی نے اپنے قیمتی رسالہ "جواب شافی" میں بھی نقل کیا ہے۔ گو کہ قاضی مظہر صاحب نے اپنی کتاب "خارجی فتنہ" (جلد اول) میں اپنے والد کے اس تکفیری فتویٰ کی خاصی لیپا پوتی کرنے کی کوشش کی ہے مگر یہ بے سود ہے۔ کیونکہ اپنے والد کے "رجوع الی الحق" کو بغیر کسی تحریری ثبوت کے وہ صرف اپنی شہادت سے ثابت کر رہے ہیں۔ حالانکہ اصول یہ ہے کہ... "التوبتہ علیٰ حسب الجنایتہ ان کانت جہراً فجہراً و ان کانت سراً فسراً..." جب کہ یہاں گناہ تو (بارہا کا) مطبوعہ ہے اور مشتہر ہے اور توبہ گھر کے اندر کی! ویسے بھی بیٹے کی شہادت باپ کے حق میں شرعاً مردود ہے... دو گواہ اور ہونے چاہئیں! مولانا کرم دین کا یہ تکفیری فتویٰ ہم نے اس مقالہ کے آخر میں بھی بطور ضمیمہ درج کر دیا ہے۔ (اور یہ مفصل فتویٰ دو روپے کے ڈاک ٹکٹ آنے پر فقیر سے علیحدہ بھی دستیاب ہے) پھر خود قاضی صاحب نے پاکستان کے معمر، نامور عالم دین، یادگار اسلاف، امام اہل سنت، حضرت علامہ مولانا محمد اسحاق سندیلوی صدیقی دامت معالیہم (سابق شیخ الحدیث و مہتمم ندوۃ العلماء لکھنؤ، حال مقیم کراچی) کو اپنی تصنیف کثیف "خارجی فتنہ" حصہ اول اور "کشف خارجیت" میں جس بھونڈے طریقے سے رگیدا ہے ان ناپاک لفظوں پر قاضی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ لیکن قاضی صاحب کے تبصرہ نگار مؤیدین، ان پھلجھڑیوں کو مشہور فارسی مقولہ "بازی بازی باریش بابا ہم بازی" کی طرح ہی سمجھتے ہیں، کیونکہ ان نقاد تبصرہ نگاروں کو یہ دل آزار انداز تحریر بہت ناپسند آیا ہے۔ چنانچہ ماہنامہ "الخیر" ملتان کے مدیر لکھتے ہیں (۲)

"مولانا سندیلوی کے نظریات پر کچھ ایسے جملے بھی، ان (یعنی قاضی صاحب) کے قلم سے نکل گئے ہیں جو مولانا سندیلوی پر جارحیت کے زمرے میں آتے ہیں۔ مثلاً قاضی صاحب لکھتے ہیں،

۱: سندیلوی صاحب اپنے آپ کو علم اور اجتہاد کے جس مقام پر سمجھتے ہیں وہ اس کے اہل نہیں ہیں۔ (اور قاضی

---

(۱) مولانا کرم دین کے متعلق مشہور یوں تھا کہ زمانہ جوانی میں موصوف "تین طلاق کے بعد نکاح بغیر حلالہ" کے جواز کا فتویٰ بیس روپے لے کر دے دیتے تھے اور ان کے متعلق ایک پنجابی رباعی بھی مشہور تھی

مولوی کرم دین بھیاں دا
نہ پتراں دا، نہ دھیاں دا
نہ سنیاں دا، نہ شیعاں دا
اوہ جنا، روپیاں ویہاں دا

(مولوی کرم دین علاقہ بھیں کے ہیں۔ نہ وہ بیٹوں سے مخلص ہیں اور نہ بیٹیوں سے! نہ وہ سنیوں کے ہیں اور نہ شیعوں کے! یہ بیس روپے قیمت کے جوان ہیں) عفا اللہ عنا و عنہ، واللہ اعلم!

صاحب اہل ہیں؟ ناقد!)

۲: (سندیلوی صاحب) اس علمی مبحث میں غلط بیانیوں اور علمی بددیانتیوں کے مرتکب ہوئے ہیں۔

۳: سندیلوی صاحب کو کون سمجھائے کہ آپ کفش بردار نہیں بلکہ کفش مار ہیں۔

۴: آپ کو انانیت نے خراب کیا ہے۔"

ہمیں تو ایسے لگتا ہے کہ حضرت علامہ سندیلوی صاحب کے آئینے کے سامنے قاضی صاحب کو اپنا سراپا نظر آ رہا ہے۔ ورنہ وہ حضرت عمرو ابن عاص، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو "ناجائز کام کرنے والے، گناہ کا کام کرنے والے اور یقیناً سخت نافرمانی کرنے والے" ہرگز نہ لکھتے۔

مدیر بینات

اسی طرح مدیر "بینات" کراچی نے بھی صفحہ ۴۹، ۵۰ اور ۵۱ پر اپنے ماہنامے میں قاضی صاحب کی تند خوئی کا رونا رویا ہے، چند نمونے ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ "ہمیں قاضی صاحب کے مقصد سے اتفاق کے باوجود، ان کے انداز بیان سے اختلاف ہے۔"

۲۔ "قاضی صاحب نے مولانا سندیلوی پر جو تنقیدات کی ہیں ان کا لب ولہجہ بہت تیز ہے۔"

۳۔ "موصوف نے حضرت مولانا سندیلوی کے خلاف جس درشتی اور تندی کا اظہار کیا ہے، ہم اس سے اتفاق نہیں کر سکتے۔"

اقراء ڈائجسٹ کا تبصرہ

قاضی صاحب نے ماہنامہ اقراء ڈائجسٹ کا تبصرہ بھی "خارجی فتنہ" حصہ دوم میں نقل کیا ہے۔ اس کے آخر میں مدیر ڈائجسٹ لکھتے ہیں، "انہوں نے (قاضی مظہر صاحب نے) اپنے بعض مخالفین کے بارے میں بہت سخت رویہ اختیار کیا ہے۔ خاص کر مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوی کے بارے میں!" (ص ۵۱)

لو سبھی کہہ رہے ہیں کہ بے ننگ و نام ہے
یہ جانتا اگر تو لٹاتا نہ گھر کو میں!

قاضی جی نے "الخیر" اور "بینات" کے تبصروں کے تعریفی حصے "کشف خارجیت" میں نقل کئے مگر تنقیدی پیرے ہضم فرمائے ہیں۔ عبرت!

لایعنی طوالت کا شکوہ

طرح طرح کا غیر متعلق مواد اور اناپ شناپ جمع کر کے قاضی جی کتاب کی طوالت بڑھاتے ہیں۔ اس کو اکثر قارئین نے بری طرح محسوس کیا ہے۔ مگر قاضی صاحب کی کفش ماری کے ڈر سے کچھ کہنے کی، کوئی بھی جرأت نہیں کرتا۔ البتہ اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو "آتی نہیں روباہی" اس کی روشن مثال حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان صاحب سواتی مدظلہ مہتمم مدرسہ عالیہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کی ہے۔ قاضی صاحب نے انہیں، اپنی "خارجی فتنہ" بھیجی اور تبصرہ کی یاددہانی کرائی تو حضرت صوفی صاحب مدظلہ نے کتاب کی جزوی تائید کے ساتھ، کتاب کی ناگوار طوالت

---

(۲) لیکن ماہنامہ "الخیر" ملتان کے مدیر کو بھی صحابہ کے معاملہ میں قاضی صاحب کی بدتمیزی اور گستاخی دکھائی نہ دی یا حسرتا! (ادارہ)

کو بھی محسوس فرمایا اور لکھا... "البتہ ایک بات محسوس ہو رہی ہے کہ کتابوں میں طوالت زیادہ ہے اگر قدرے اختصار ہوتا تو بہتر ہوتا۔" (کشف خارجیت، ص ۶۸-۶۷)

تبصرہ سے معذرت

قاضی صاحب کی عادت ہے کہ اکابر تبصروں کے لئے کتابیں بھیجتے ہیں اور پھر تبصروں کے منتظر بھی رہتے ہیں اور جب تبصرے آ جاتے ہیں تو ان کے تعریفی حصے اپنی کتاب میں شخصیت سازی کے لئے اور اپنی عزت بڑھانے کے لئے چھاپ دیتے ہیں اور اگر تنقید موصول ہو تو چپ سادھ لیتے ہیں مثلاً ہفت روزہ "خدام الدین" میں تنقید چھپی تو اپنے رسالہ "تائیدی تبصرے" میں اس کو جگہ نہ دی اور جب مولانا محمد علی سعید آبادی نے اپنے رسالہ "اصل حقیقت" کے صفحہ ۱۴ تا ۱۶ پر "خدام الدین" کا تبصرہ نقل کر دیا تو مجبور ہو کر خود قاضی جی نے بھی "کشف خارجیت" کے صفحہ ۱۷ پر اسے نقل کر دیا (۴)

ع کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے!

چنانچہ یہی کتابیں، قاضی صاحب نے، حضرت علامہ مولانا سرفراز خاں صاحب صفدر شیخ الحدیث نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کو

بھیجیں۔ پھر تبصرہ کے منتظر رہے اور جب تبصرہ نہ آیا تو جناب صوفی عبدالحمید خاں صاحب موصوف کو، یاددہانی کرائی۔ موصوف نے جواباً لکھا... "حضرت شیخ الحدیث صاحب سے آپ کی کتاب پر تبصرہ کے لئے کہا تھا۔ لیکن انہوں نے اپنی بیماری کی وجہ سے معذرت کر دی" پھر (بطور مسئلہ "پالش" - ناقد) لکھ دیا "جناب والا کا نام نامی ہی کافی سند ہے"۔ ("کشف خارجیت" ص ۶۸)

چوتھی جہالت۔ "باغی صورتاً یا حقیقتاً کا مطلب؟"

صفحہ ۹ پر، اس عنوان سے مولوی محمد امین شاہ صاحب کے نام کی آڑ لے کر قاضی صاحب نے اپنے نئے علم کلام کا مظاہرہ فرمایا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان مشاجرات میں حضرات صحابہ کرام کے تین گروہ تھے۔ ایک گروہ تو بالکل غیر جانب دار تھا۔ اس پر یہ واضح نہ تھا کہ حضرت علی حق پر ہیں یا حضرت معاویہ حق پر ہیں۔ اس لئے وہ کسی طرف بھی نہ تھا۔ دوسرا گروہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کا تھا۔ ان کا اجتہاد اور اعتقاد یہ تھا کہ حق پر صرف حضرت علی ہیں اور حضرت معاویہ اور ان کے ساتھی قطعاً باغی ہیں جن کے ساتھ احقاق حق کے لئے لڑنا واجب ہے۔ تیسرا گروہ، حضرت معاویہ اور ان کے ساتھیوں کا تھا۔ ان کا اعتقاد اور اجتہاد یہ تھا کہ حق پر صرف حضرت معاویہ ہیں اور مخالف گروہ (حضرت علی) باغی ہے اور اس کے ساتھ احقاق حق کے لئے لڑنا واجب ہے۔ (نووی، ص ۳۹۰، جلد ۲) اصل الفاظ یوں ہیں... بل اعتقد کل فریق انہ الحق و مخالفہ باغ... پھر امام نووی نے یہی بات زیادہ وضاحت سے ص ۲۷۲، جلد ۲ پر بھی لکھی ہے۔

مزید پڑھیئے

۱۔ پہلا گروہ جو بالکل غیر جانب دار تھا۔ ان کا مسلک بیان کرتے ہوئے امام ابن حزم لکھتے ہیں... وذہب سعد ابن ابی وقاص و عبداللہ ابن عمر و جمہور الصحابۃ الی الوقوف فی علی واھل الجمل واھل الصفین و بہ یقول جمہور اھل السنۃ وابوبکر ابن کیسان (ترجمہ) حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبداللہ ابن عمر اور صحابہ کی اکثریت کا، یہی مسلک تھا کہ علی اور

اہل جمل اور اہل صفین کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے۔ یعنی کسی کو بھی برا یا غلط نہ کہا جائے اور جمہور اہل سنت اور ابو بکر ابن کیسان کا بھی یہی مسلک ہے۔۔۔۔ دیکھئے اگرچہ امام ابن حزم کا اپنا یہ مسلک نہیں مگر وہ بھی اس حقیقت کے اعتراف پر مجبور ہیں کہ صحابہ کی اکثریت اور جمہور متقدمین اہل سنت کا مسلک یہی تھا کہ وہ ان مشاجرات میں توقف کے قائل تھے۔

۲۔ اور پھر امام ابن تیمیہ نے مسند اسحاق بن راہویہ کی پوری سند سے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق اپنے والد امام محمد باقر رحمہم اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ جمل و صفین میں ایک شخص جو شامیوں کی بدگوئی کر رہا تھا، حضرت علی نے اس کو یوں فرمایا... لاتقولوا الا خیراً انما ھم قوم زعموا انا بغینا علیھم و زعمنا انھم بغوا علینا (منہاج السنہ، ص ۶۱، جلد ۳)
(ترجمہ) شامیوں کے بارے میں مت بولو اچھائی کے سوا، حقیقت صرف یہ ہے کہ معاویہ اور ان کی جماعت نے یہ سمجھا کہ ہم نے ان کے خلاف بغاوت کی ہے اور ہم نے یہ سمجھا کہ معاویہ اور ان کی جماعت نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔

۳۔ تاریخ المنتقیٰ للذھبی میں ایک روایت ہے ... امام جعفر صادق اپنے والد، امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کے سامنے اہل شام کی تکفیر، ایک آدمی نے کی تو حضرت علی نے اس کو منع کیا اور فرمایا... لاتقولوا فانھم زعموا انا بغینا علیھم و زعمنا انھم بغوا علینا (ترجمہ اوپر گزر چکا ہے) (المنتقیٰ للذھبی، ص ۳۲۰ طبع مصر)!

۴۔ تاریخ ابن عساکر میں امام جعفر صادق اپنے والد محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کے سامنے ایک آدمی نے اہل شام کی تکفیر کی تو حضرت علی نے اس کو منع کیا اور فرمایا... لاتقولوا فانھم زعموا انا بغینا علیھم و زعمنا انھم بغوا علینا (ترجمہ اوپر گزر چکا ہے)! (تاریخ ابن عساکر جلد اول ص ۳۲۹ طبع دمشق، تہذیب ابن عساکر، ص ۲۷، جلد ۱)

۵۔ شیعوں کی مشہور کتاب قرب الاسناد (مؤلفہ ابو جعفر حمیری، تیسری صدی کا قدیم مصنف) کے ص ۴۵ (طبع ایران) پر ہے کہ سیدنا علی نے اپنے لشکریوں کو فرمایا... انا لم نقاتلھم علی التکفیر لھم ولم نقاتلھم علی التکفیر لنا ولکنا رائینا انا علی حق و رأوا انھم علی حق۔ (ترجمہ) ہم اہل شام سے اس لئے نہیں لڑے کہ ہم انہیں کافر سمجھتے ہیں نہ وہ اس لئے ہم سے لڑ رہے ہیں کہ وہ ہمیں کافر جانتے ہیں۔ لیکن حقیقت صرف یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں اور وہ خود کو حق پر جانتے ہیں۔

۶۔ اب آخر میں ہم جناب قاضی صاحب کے والد صاحب مولانا کرم دین صاحب مرحوم کا ایک حوالہ نقل کرتے ہیں اگر قاضی صاحب ان کے صحیح خلف ہوئے تو اپنے اباجان کی بات مان لیں گے مولانا کرم دین دبیر اپنی کتاب "آفتاب ہدایت" (مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ چکوال) کے ص ۳۶۷ پر اصل حقیقت لکھتے ہیں... "حقیقت یہ ہے کہ (جمل وصفین) یہ جنگ و جدال طرفین کی بدنیتی پر مبنی نہ تھا بلکہ ہر دو فریق کی اجتہادی غلطی تھی۔" یعنی صرف سیدنا معاویہ کی یک طرفہ اجتہادی غلطی نہ تھی! پھر چند سطر مزید لکھتے ہیں کہ "... اب اس بات پر طعن کرنا خود مورد طعن بننا ہے اگر اعتراض عائد ہوتا ہے تو ہر دو فریق پر یکساں عائد ہوتا ہے۔" پھر ص ۳۷۵ پر مزید لکھا ہے کہ ... "حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت معاویہ میں جو کچھ ہوا اور جتنے واقعات مابین صحابہ، واقع ہوئے، وہ محض خطاء اجتہادی پر مبنی تھے۔ (ہر دو فریق کا) ہر فرد اپنے آپ کو حق پر سمجھتا تھا۔" تو گویا اس "اخواننا بغوا علینا" کا مطلب بھی واضح ہو گیا۔

۷۔ خود قاضی صاحب نے جب تک اپنا خود ساختہ علم کلام جاری نہیں فرمایا تھا، آپ بھی یوں ہی لکھا کرتے تھے جیسے کہ ان کے اباجان لکھا کرتے تھے اس لئے اگر ان کو اپنا نوشتہ یاد نہ آیا تو یاد کرا دیں گے اور یہ بھی لکھیں گے کہ "اقرأ کتابک کفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیباً۔" شیخ سعدی نے سچ فرمایا ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مزاج کی بے اعتدالی

مولوی امین صاحب نے صورتاً نافرمانی اور صورتاً گناہ کو سمجھانے کے لئے اپنے رسالہ کے ص ۱۰ پر قاضی صاحب کی اچھوتی قرآنی مثال لکھی ہے۔

وعصیٰ آدم ربہ فغویٰ ... ترجمہ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا نقل کیا ہے "اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو غلطی میں پڑ گئے۔"

اس ترجمہ سے قاضی صاحب کی تسلی نہ ہوئی تو انہوں نے اپنے چک والی "پنجابی" ذوق کی تسکین کے لئے یوں لکھا کہ "آیت میں حضرت آدم کی طرف عصیاں (نافرمانی) اور غوایت (گمراہی) کی نسبت کی گئی ہے" اب اس چک والی تشریح کے مطابق ترجمہ تو یوں ہوگا "نافرمانی کی آدم نے اپنے رب کی پس وہ گمراہ ہو گیا" اس پر مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے لکھا "لیکن مراد اس سے صورتاً نافرمانی اور صورتاً گمراہی ہے نہ کہ حقیقتاً (ص ۱۱)" قارئین اسی ایک چھوٹی سی عبارت میں حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی احتیاط اور تفسیری ادب بھی ملاحظہ فرمالیں اور چک والی پنجابی کی بدبودار تحریر بھی دیکھ لیں اور موازنہ بھی خود ہی کر لیں سچ ہے

ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

سیدنا عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے ایک صاحب نے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو حضرت عباس نے فرمایا "بڑے تو حضور علیہ السلام ہیں عمر میری زیادہ ہے"... قاضی جی! ادب اس کو کہتے ہیں جب آپ نے حضرت تھانوی کا ترجمہ لکھ دیا تو پھر اپنی چک والی علمیت بگھارنے کی کیا ضرورت تھی۔

ادب جائیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

"ابن کثیر بھی باغی کہتے ہیں؟"

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

جناب قاضی صاحب اور ان کے وکیل بے دلیل کے دل کا بغض اپنی سابقہ وکالت پر پورا نہ ہوا تو انہوں نے اپنی جاہلانہ جسارت کے ص ۱۱ پر بغلی عنوان سے سیدنا معاویہ کو باغی ثابت کرنے کے لئے ابن کثیر رحمہ اللہ کو بھی اپنے جرم میں شریک کر لیا اور ان کی ایک عبارت سے یوں استدلال کیا کہ "حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ اس کو باغی گروہ قتل کرے گا اور اس ارشاد سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضرت علی حق پر ہیں اور حضرت معاویہ باغی ہیں۔" ص ۱۲

پردہ اٹھتا ہے

اس عبارت آرائی کی اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ شگوفہ سب سے پہلے سید مودودی صاحب نے کھلایا تھا یہی عبارت مودودی صاحب کی خلافت و ملوکیت کے ص ۱۳۸ پر درج ہے۔ قاضی صاحب نے سیدنا معاویہ کو بہر نوع باغی ثابت کرنے کے لئے بن سوچے سمجھے خلافت و ملوکیت سے یہ عبارت اڑالی حالاں کہ مودودی صاحب نے اس روایت کے نقل کرنے میں بڑی چابکدستی سے کام لیا ہے کہ اصل عبارت البدایہ کے ص ۲۶۶ جلد ۷ پر درج ہے مگر مودودی صاحب نے اپنی کتاب میں ص ۲۷۰ لکھ دیا۔

ایسا کیوں کیا

اور یہ سب کچھ دانستہ کیا گیا مودودی صاحب نے ایک خط کے ذریعہ اس کا مجھ سے اعتراف بھی کیا تھا۔ اصل میں اس کا سبب یہ تھا کہ مودودی صاحب کے پاس جو "البدایہ" تھی وہ مصر کی مطبوعہ تھی۔ جسے مصری مصححین نے کتاب کے مختلف قلمی نسخوں کو بڑی عرق ریزی سے مقابلہ کے بعد مرتب کیا تھا اور یہ تمام قلمی نسخے ترکی، شام اور مصر کے مخطوطات میں محفوظ تھے، عبارتوں کی ترتیب میں انہوں نے اس بات کا اہتمام کیا کہ جو عبارت جس نسخہ کتاب میں تھی اس کا حوالہ دے کر یا تو قوسین میں لکھا اور اس کا نمبر بھی دے دیا اور حاشیہ میں صراحت بھی کر دی۔ اب جو عبارت زیر بحث ہے اور جس سے قاضی مظہر صاحب سیدنا معاویہ کو بہر نوع باغی ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ بھی اسی قبیل سے ہے کہ "اخو اننا بغوا علینا" والی عبارت سرے سے مصری نسخہ میں موجود ہی نہ تھی۔ لہذا اسے بھی بریکٹ میں لکھ کر نمبر ا کا حوالہ دے کر حاشیہ میں لکھ دیا گیا کہ "سقط من المصریتہ" کہ یہ عبارت مصری نسخہ سے ساقط ہے۔ مودودی صاحب کو حوالہ کی یہ علت چوں کہ معلوم تھی، اس لئے انہوں نے صفحہ نمبر تبدیل کر کے لکھ دیا... اور بے چارے قاضی جی نقل میں مارے گئے اور مشکوک حوالے کو اپنا مستدل بنایا جو اہل علم کے ہاں نہ صرف غلط ہے بلکہ خلاف دیانت بھی ہے اس لئے کہ جب کوئی قاری حوالہ تلاش کرے گا تو بھٹک کر رہ جائے گا۔ قاضی صاحب کے پاس غالباً البدایہ کا لبنانی شیعوں کا مطبوعہ نسخہ ہے جس میں انہوں نے مصری نسخہ والے تمام تحقیقی حاشیے غائب کر دیئے کہ یہ ان کا مذہبی مشن ہے۔ قاضی صاحب نے اسی منشوش اور مشکوک حوالہ کے سہارے بڑے دھڑلے سے لکھ دیا کہ ابن کثیر بھی حضرت معاویہ کو باغی کہتے ہیں! قاضی صاحب اس منشوش اور مشکوک حوالے کے سہارے بخاری شاہ صاحب سے سوال نہ کریں بلکہ خود فرمائیں کہ آپ کی صورتاً بغاوت کا فلسفہ کس لفظ سے نکلتا ہے؟ اور آپ کی یکطرفہ بغاوت تھوپنے کی کہانی کہاں سے برآمد ہوتی ہے؟ گذشتہ صفحات میں فقیر نے چھے حوالوں سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچائی ہے کہ علی و شیعان علی اور معاویہ و شیعان معاویہ، ایک دوسرے کو پوری دیانت داری سے نہط مستقیم، باغی سمجھتے تھے۔ آپ کو یہ اتھارٹی کس نے دی ہے کہ آپ چک والی اجتہاد کی اساس پر صرف سیدنا معاویہ کو باغی قرار دیں۔

ایک بدبودار نکتہ

محاورہ ہے ساون کے اندھے کو ہریالی ہی ہریالی نظر آتی ہے۔ ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری کے خلاف الزامات کی سابقہ فہرست سے جب قاضی جی کی تسلیٔ خاطر نہ ہوئی تو شاہ صاحب کو مزید بدنام کرنے کے لئے لکھا کہ بخاری شاہ صاحب نے تلہ گنگ کی تقریر میں کہا کہ "پاکستان کا بیت الخلا دیوبند سے اچھا ہے" "میں پوچھتا ہوں، تو کیا آپ اس سے انکار کر سکتے ہیں؟ بیت الخلا ہی وہ جگہ ہے جہاں مولوی محمد امین شاہ اور قاضی صاحب ایسے لوگوں کی "مشکل کشائی" ہوتی ہے اور ذی علم لوگ سکون پاتے ہیں۔ ویسے چک والی حضرات خوب واقف ہوں گے کہ عربی میں بیت الخلا کو "مستراح" کہتے ہیں یعنی راحت کی جگہ! اور تمام ذی علم مسلمان راحت پانے کے بعد یہ پڑھتے ہیں کہ (یقیناً مولوی محمد امین شاہ اور جناب قاضی صاحب بھی پڑھتے ہوں گے)

غفرانک الحمد للہ الذی أذھب عنی الاذیٰ وعافانی

(ترجمہ) "تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہماری اذیت دور فرمائی اور ہمیں عافیت بخشی۔" مولوی محمد امین شاہ اور ان کے اسوۃ الصلحاء صاحب فرمائیں کہ پاکستان کا اتنے فوائد والا بیت الخلا دار الحرب ہندوستان میں مندروں اور مورتیوں کی پوجا پاٹ والے شہر دیوبند سے بہتر ہے کہ نہیں؟ بخاری صاحب نے اگر ایسا کہا بھی ہے تو دیوبند شہر کے دار العلوم کے

بارے میں ہرگز نہیں کہا بلکہ اس کی حربی نسبت کی بنیاد پر ایسا کہا ہے جس کی تفصیل اسی تلہ گنگ کی تقریر میں بھی موجود ہے لیکن برا ہو اس عداوت و بغض کا یہ آدمی کو اندھا کر دیتی ہے اس اندھے پن پر دونوں بزرگ (چک والی و مخدوم پوری) مبارک باد کے مستحق ہیں۔

روزی کمانے کی بات

مولوی محمد امین صاحب اپنے اس بدبودار نکتہ کے بعد ایک اور جاہلانہ جسارت کرتے ہیں اور اپنے مطبوعہ جہالت نامہ کے صفحہ ۱۳ پر رقم طراز ہیں کہ "سید عطاء المحسن شاہ صاحب، اسی دیوبندی نسبت سے روزی کما رہے ہیں۔ پھر دیوبند کے خلاف آپ نے علی الاعلان اتنا زہر کیوں اگلا؟" اسی پر بس نہیں اس جملے کی علت و حکمت بھی خود ہی وضع کر لی کہ علماء دارالعلوم دیوبند چونکہ یزید کو فاسق کہتے ہیں اور شاہ صاحب بخاری پختہ یزیدی ہیں۔ حُب یزید میں مغلوب ہیں اس لئے وہ اسوۃ العلماء قاضی مظہر حسین صاحب کے اور دیوبند کے خلاف ہیں (ص ۱۳-۱۴)

جواب

ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ العالی بڑے حق شناس عالم ہیں اور دارالعلوم دیوبند کے اکابر علماء رحمہم اللہ۔کے تابع فرمان ہیں۔ وہ تو صرف قاضی مظہر صاحب کی گلابی جمعیت والے نئے گھڑنتو اور خانہ ساز علم کلام کے مخالف ہیں اور دلائل کے ساتھ مخالف ہیں۔ اس لئے مولوی امین صاحب کے مذکورہ افتراء کا ایک حرف بھی صحیح نہیں۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ قاضی مظہر صاحب پختہ سبائی ہیں اور حب ابن سباء سے سخت مغلوب ہیں اس لئے وہ جلیل القدر صحابہ پر تبرا بکتے ہیں۔ جلیل القدر صحابہ کو "گناہوں کے مرتکب ... یقیناً سخت نافرمان ... حکم خداوندی کے مخالف" تک لکھ جانے میں بے باک ہیں۔ اس لئے وہ ہر اس شخص کے مخالف ہیں جو یزید کو فاسق نہیں کہتا۔ چاہے وہ حبر الامت، ترجمان القرآن حضرت ابن عباس ہوں یا حضرت محمد بن حنفیہ یا حضرت زین العابدین ...! چونکہ حضرت مولانا سید عطاء المحسن شاہ صاحب بخاری دامت معالیہم و مدظلہم نے قاضی صاحب کے جدید خود ساختہ چک والی علم کلام کو تسلیم نہیں کیا اور قاضی صاحب کی گلابی سبائیت کو چکوال کے چوراہے میں بے نقاب کر کے رکھ دیا ہے ... اس لئے جہاں تمام سبائی، رافضی اور مودودیئے، حضرت شاہ صاحب بخاری کے مخالف ہیں وہاں قاضی صاحب اور ان کے چیلے چانٹے بھی حضرت شاہ صاحب کے خلاف افتراء پردازیوں میں معروف و سرگرداں ہیں۔ سچ ہے ...

ع ماہ نور می فشاندو..... بانگ می زند!

باقی رہی روزی کمانے کی بات، تو شاہ صاحب بخاری کا ایمان ہے کہ روزی رساں صرف اللہ رزاق ذوالقوۃ المعین ہے۔ شاہ صاحب بخاری نہ تو کسی دیوبندی مدرسہ سے کوئی بڑی چھوٹی تنخواہ لیتے ہیں، نہ زکوٰۃ میں آئی ہوئی رقموں کو "تملیک" کا بہانہ کر کے اپنے لئے روا رکھتے ہیں۔ لیکن جناب قاضی صاحب ... حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ، کے اس بیان حق ترجمان کا کیا جواب دیں گے کہ "نعرۂ حق چار یار کی آڑ میں پیری مریدی کا ڈھونگ رچا رکھا ہے" (بحوالہ رسالہ "اصل حقیقت" ص ۱۷ طبع کراچی، مؤلفہ مولانا محمد علی صاحب سعید آبادی تلمیذ رشید حضرت مولانا عبید اللہ سندھی) شاید قاضی صاحب کے متعلق ہی یہ شعر ہے کہ

سب گاؤ مل کے یارو نعرۂ حق چار یار
اپنے سکے ڈھالتا ہے نعرۂ حق چار یار

اسی "نعرۂ چار یار" ہی کی تو برکت ہے کہ سالانہ لاکھوں روپیہ کی آمدن ہے اور اسی نعرہ کی برکت سے قاضی صاحب نے لاکھوں روپے مالیت کی دو بیش قیمت موٹر گاڑیاں رکھی ہوئی ہیں اور اپنے طے کردہ ضابطے کے مطابق وہ ذاتی ملکیت میں ہیں۔ مگر دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے ان کا نام "جماعتی گاڑیاں" رکھ چھوڑا ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

پختہ یزیدی...؟

اب آئیے رسالہ کے کے ص ۱۴ کی اس عبارت کی طرف کہ جس کے ذریعے مولوی امین صاحب مخدوم پوری (یا خود قاضی صاحب) نے حضرت شاہ صاحب بخاری کو "پختہ یزیدی" قرار دینے کا شوق پورا فرمایا ہے۔ عبارت باختصار اوپر گزر چکی ہے۔

جواب

حضرت شاہ صاحب بخاری مدظلہ، کو بہ صمیم قلب اعتراف ہے کہ یزید کا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے موازنہ کرنا کسی پہلو سے بہتر نہیں بالکل اسی طرح جیسے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا موازنہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے درست نہیں۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بضعتہ الرسول ہیں آپ کے محبوب تر نواسہ ہیں۔ سیدہ فاطمتہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لخت جگر ہیں اور چوتھے خلیفہ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ شہید غیرت ہیں اور صحابی ہیں۔ "رضی اللہ عنہم" کی رداء رضا و غفران میں لپٹے ہوئے ہیں۔ نہ یزید کو حسین پر فضیلت ہے نہ اس کے والد ماجد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا حسین کے والد پر اور نہ یزید کی والدۂ ماجدہ بی بی میسون کو سیدہ فاطمتہ الزہراء پر اور نہ یزید کے نانا کو سیدنا حسین کے مقدس و مطہر نانا جان پر! یزید، عمر میں بھی سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما سے بہت چھوٹا ہے۔ یزید کو تو سیدنا حسین کے قدموں میں بیٹھنے کی سعادت بھی حاصل ہو جاتی تو یہ امر یزید کی بزرگی و شرف کا باعث تھا، غرض کہ حسین پروردۂ نبوت ہیں۔ دنیوی اور اخروی سعادتوں اور کرامتوں کے پیکر جمیل ہیں۔ لیکن ان تمام باتوں سے ہٹ کر، یزید بھی ایک کاتب وحی اور مقبول عندالرسول صحابی حضرت امیر معاویہ کا بیٹا تھا۔ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا تھا اور اس نسبت سے خود حضور علیہ السلام یزید کے پھوپھا تھے۔ پھر یزید، حضرت عمر بن عبدالعزیز کا خالو تھا کہ جن کو امت نے خلیفہ راشد مانا ہے۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز کی سگی خالہ سیدہ ام مسکین، جو سیدنا فاروق اعظم کی پوتی تھیں۔ وہ یزید کی اہلیہ محترمہ تھیں۔ پھر یزید، قرن اول کے تابعین کے اونچے اور پہلے طبقہ (علیا و اولیٰ) کا تابعی تھا (ابن کثیر ص ۲۲۷ ج ۸) فضیلت فقہ میں وارد مشہور حدیث مبارک "من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین" یزید نے اپنے والد ماجد حضرت معاویہ کے واسطہ سے حضور علیہ السلام سے روایت کی ہے (ابن کثیر، ص ۲۲۶ ج ۸) اور یزید کو صحابہ کے مشورہ سے حضرت معاویہ نے خلیفہ نامزد کیا جس طرح سیدنا حسن کو سیدنا علی نے اپنا جانشین نامزد کیا تھا۔ (ابن کثیر، ص ۲۴۹ جلد ۷) ابن کثیر نے لکھا ہے کہ یزید کو اللہ نے خلافت بخشی... "اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یزید کو ان کے والد سیدنا معاویہ کے بعد خلافت بخشی" (ابن کثیر، ص ۱۴۵، ج ۸) اور پھر یزید کی ولی عہدی کی بیعت؟، تو سوائے حضرت عبداللہ ابن زبیر کے، امت کی اکثریت یزید کی بیعت پر متفق ہو گئی تھی۔ ابن خلدون لکھتے ہیں... ولم یبق فی المخالفتہ لھذہ العھد الذی اتفق علیہ الجمھور الا ابن الزبیر (مقدمہ ابن خلدون، ص ۱۷۶) (ترجمہ) "اور یزید کی اس ولی عہدی کی بیعت پر جمہور امت متفق ہو گئے صرف ایک ابن زبیر ہی مخالف رہے۔" امام ابن کثیر لکھتے ہیں... فاتسقت البیعت لیزید فی سائر

البلاد (ابن کثیر، ص ۸۰ ،ج ۸) (ترجمہ) "یزید کی ولی عہدی کی بیعت تمام شہروں میں مسلسل ہوئی۔" پھر ۶۰ھ میں سیدنا معاویہ کی وفات کے بعد یزید کی بیعت خلافت پوری ملت اسلامیہ نے دوبارہ کرلی اور حضرت عبداللہ ابن عمر، عبداللہ ابن عباس حسین ابن علی، عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم باقی رہ گئے۔ لیکن ان میں سے سیدنا عبداللہ ابن عمر اور سیدنا عبداللہ ابن عباس نے بھی یزید کی بیعت کرلی اور سیدنا حسین اور سیدنا ابن زبیر باقی رہ گئے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں ... فلمامات معاویتہ سنتہ ستین بویع لیزید فبایع ابن عمر وابن عباس وصمم علی المخالفتہ الحسین وابن الزبیر (ج ۸، ص ۱۵۱) پھر ۶۰ھ میں جب سیدنا حسین پر کوفیوں کی غداری اور فریب کاری واضح ہوگئی تو آپ نے اپنی مشہور تین شرطین پیش فرمائیں جن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ "مجھے دمشق جانے دو۔ میں وہاں امیرالمومنین (یزید) کی بیعت کرلوں گا" (طبری، ص ۲۲۲، ج ۶) اور یوں ارادہ کے اعتبار سے تو سیدنا حسین، یزید کی بیعت میں داخل ہوگئے تھے۔ لیکن اس پر عمل کا غداران کوفہ نے آپ کو موقعہ ہی نہ دیا اور آپ پر اچانک حملہ کر کے، شہید کر دیا۔ اب امین شاہ صاحب اور قاضی صاحب بتائیں کہ اگر سیدنا حسین دمشق پہنچ جاتے اور یزید کی بیعت کرلیتے تو کیا اس کو فاسق و فاجر سمجھ کر بیعت کرتے یا صالح مسلمان سمجھ کر؟ انصاف شرط ہے اور "سن من" "سنی" یہ باتیں جوشیلے جذبات سے بالاتر ہو کر پڑھیں۔

سیدنا حسین کی ایک مثالی نورانی عظمت

کربلا پہنچ کر سیدنا حسین نے جب یہ جانا کہ جن فریب کار، گپ باز کوفیوں نے سیدنا حسین کو اتنا تکلیف دہ اور طویل سفر کرنے پر مجبور کیا تھا وہی بدبخت نہ صرف یہ کہ ساتھ چھوڑ گئے بلکہ مدمقابل بن کر جان حسین کے درپے ہو گئے ہیں تو آپ نے مزید خون خرابہ سے بچنے کے لئے کسی بھی اقدام کا ارادہ یک لخت ترک فرما دیا۔ مدینہ منورہ سے ان کا پہلا قدم جو اٹھا وہ پورے اخلاص اور للٰہیت پر مبنی تھا۔ کسی دنیاوی منصب یا جاہ طلبی کے لئے ہرگز نہ تھا۔ لیکن کوفیوں کی دعوت کے بعد جب آپ مکہ مکرمہ سے نکلے تو جس دعوت کی بنیاد پر آپ نے تکلیف دہ سفر کیا تھا اس کی تکمیل ہوتی بھی دکھائی نہ دی تو آپ کی فراست ایمانی اور بصیرت قرآنی نے آپ کی یہی رہنمائی کی کہ اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کا تحفظ حکومت سے مصالحت کرلینے میں ہی ہے۔ تو سیدنا حسین نے اس حسینی زاویہ سے مسلمانوں کو بچانے اور اسلام کو سربلند کرنے کے لئے اپنے بزرگ بھائی سیدنا امام حسن کے اسوۂ طیبہ کے عین مطابق اس مصالحت میں بھی کوئی عار محسوس نہ فرمائی اور اپنی مشہور تین شرائط پیش فرمائیں کہ

۱۔ میں مدینہ منورہ واپس چلا جاؤں۔

۲۔ اسلامی سرحدوں پر جا کر وہاں کے جاری جہاد میں شامل ہو جاؤں۔

۳۔ خود دمشق جا کر براہ راست یزید کی بیعت کرلوں۔

پہلی شرط میں بھی یہی مصالحت کا جذبہ کارفرما دکھائی دیتا ہے کہ آپ مدینہ منورہ واپس تشریف لے جاتے تو وہاں بھی حاکم مدینہ سے تجدید بیعت ہو سکتی تھی اور اسلامی سرحدات پر جانے کی دوسری شرط میں بھی مصالحت کا رویہ واضح تھا کہ سرحدوں پر بھی جس کہ .. کی ماتحتی میں کفار روم سے جہاد فرماتے۔ اس میں بھی حکومت وقت کے ساتھ مصالحت ہو جاتی۔ اور تیسری شرط تو سبحان اللہ سیدنا حسین کی عزیمت ایمانی کی بلند ترمثال ہے کہ آپ کو قتل کی دھمکی، سفر کی کلفت، مکہ و مدینہ کا فراق، نہ جھکا سکا لیکن امت مسلمہ کی بہتری اور اسلام کی سربلندی کے عظیم مقاصد کے لئے اپنی رائے بدل لی۔ کیونکہ دعوت دینے والوں کی غداری کے بعد برسرپیکار رہنے کا کوئی شرعی جواز باقی نہ رہ گیا تھا... مگر افسوس، صد ہزار افسوس! یہودی سازش کے اہل کاروں نے آپ پر حملہ کر کے، آپ کو ظلماً شہید کر دیا۔ ان غداروں کے پیش نظر تین باتیں تھیں۔ اول حکومت سے اپنی چاندی کھری کرنی۔ دوم، بنوھاشم اور بنوامیہ میں خانہ ساز موروثی

عداوت کو ثابت کرنا اور تیسرے وہ ہزاروں کی تعداد میں خطوط جو ان غداروں نے سیدنا حسین کو لکھے تھے، ان کا حصول! ان کو خطرہ تھا کہ اگر یہ ہزاروں خطوط ابن زیاد تک پہنچ گئے تو ان تمام صوبائی غداروں کو برباد و فنا کر دیا جائے گا۔ اس لئے انہوں نے ان خطوط کو حاصل کر کے تلف کر دیا۔ تاکہ نہ وہ ہزاروں خطوط ابن زیاد تک پہنچ پائیں اور نہ لے سیدنا حسین کو دعوت دینے والے لوگوں کی اطلاع ہو سکے۔ چوروں کی اصطلاح میں "مدعا" ہی غائب ہو جائے۔ یعنی "نہ رہے بانس نہ بجے بانسری"!

پھر پڑھیئے

چونکہ یہ واقعہ بڑا ہی اہم ہے اذیت ناک اور دل خراش داستان ہے اور داستان گو لوگوں نے اس میں رطب و یابس ملا کر اسے کفر و اسلام کا مسئلہ بنا دیا ہے اس لئے ضروری محسوس ہوا کہ اس واقعہ سے متعلق امور کو سمجھانے کے لئے مزید گفتگو کی جائے لہذا اس قصہ کو پھر ملاحظہ فرمائیں۔ کربلا کے واقعہ کا تعلق براہ راست سبائیوں کی اس سازش سے ہے جس کا آغاز سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں وہ کر چکے تھے اور بہ ظاہر وہ کامیاب بھی تھے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے مسلمانوں میں افتراق انتشار کی آگ بھڑک اٹھی جنگ جمل جنگ صفین اسی افتراق امت اور سازش ابن سبا کا شاخسانہ تھیں۔ جس میں ۳۵ ہزار مسلمان شہید ہوئے اس کامیابی کے بعد سبائیوں کی نگاہ میں سب سے زیادہ کھٹکنے والے بزرگ سیدنا علی سیدنا معاویہ اور سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم تھے۔ چنانچہ سبائیوں نے "سترہ رمضان کے آپریشن" کی سکیم کے ماتحت تینوں صحابہ پر ایک ہی تاریخ میں حملہ کیا سیدنا علی سبائیوں کے قاتلانہ حملہ میں شہید ہو گئے اور باقی دو بزرگ صاف بچ گئے۔ سبائیوں کے لئے یہی صدمہ تھوڑا نہ تھا کہ اتنے میں سیدنا امام حسن نے سیدنا معاویہ سے صلح کر کے خلافت کی زمام ان کے حوالے کر دی اور سیدنا حسن و حسین نے سیدنا معاویہ کی بیعت بھی کر لی اور سیدنا حسن بھی اس اہم عمل کے بعد سبائیوں کے نرغے سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ گو زخمی ہو گئے تھے۔ اس سے سبائیوں کو جو ذلت ناک

ھزیمت ہوئی وہ اس پر سانپ کی طرح بس گھولتے رہے اور اپنی زیر زمین عجمی سازشوں کا جال بچھاتے رہے مگر سیدنا معاویہ بیس سال ان کے سینہ کمینہ پر مونگ دلتے رہے اور چن چن کر تمام اشتریوں اور سبائیوں کو موت کے گھاٹ اتارتے رہے۔ ۶۰ھ رجب میں سیدنا معاویہ کی وفات ہوئی، تو اب میدان میں، بنوھاشم میں سے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ باقی تھے اور بنوامیہ میں سے یزید (نامزد خلیفہ) تخت خلافت پر جلوہ گر، باقی تھا۔ سبائیوں کو پھر موقع ملا تو انہوں نے تیسرا منصوبہ بنایا اور سیدنا حسین کو خلافت کے قیام کی دعوت دی اور پے بہ پے قاصدوں اور خطوط کے ذریعہ مجبور کر کے سفر کوفہ کے لئے تیار کیا اور یوں بنوامیہ اور بنوھاشم کی محبت و مروت کو عداوت و قتال میں منقلب کر دیا۔ سبائی بخوبی جانتے تھے کہ چند افراد جب اقتدار سے قتال کریں گے تو شہادت اس کا لازمی نتیجہ ہے اور اس مظلومیت و شہادت کو اموئیوں کے خلاف قیامت تک ایک خوف ناک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا سکے گا۔ یوں امت کا استحصال آسان ہو جائے گا۔ اموی بدترین زمانہ سمجھے جائیں گے۔ امت بٹ جائے گی اور سبائی اپنی مسلسل میدانی شکستوں کا انتقام لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ چنانچہ کوفی عین موقع پر عبیداللہ ابن زیاد کے ساتھ مل گئے۔ سفیر حسین، مسلم بن عقیل تنہا رہ گئے اور شہید کر دیئے گئے۔ سیدنا حسین تک اطلاع نہ پہنچ سکی اور وہ نکل کھڑے ہوئے جب واپسی کا ارادہ کیا تو سارے راستے انہی کوفیوں نے بند کر دیئے تھے۔ ابن زیاد کے اقتدار کے حلیف بن کر، سبائی اشتریوں نے ابن زیاد سے عہدے بھی لئے اور مال بھی کمایا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کی اکلوتی نشانی سیدنا حسین کو ظلماً و قہراً شہید بھی کر دیا اور یزید کو قیام قیامت تک مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے ... ذرا ذہن میں تازہ کیجئے کہ مناصب، مال اور دعوتی خطوط سبائیوں نے حاصل کئے۔

شہادت و مظلومیت بنوھاشم کے حصہ میں آئی اور ظلم، ذلت اور تہمت بنوامیہ کے کھاتے میں ڈال دیئے گئے۔ (۳)

فراست سید نا حسین سلام اللہ علیہ

لیکن جب سید نا حسین کا اور حر بن یزید کا آمنا سامنا ہوا اور اس نے کہا کہ ہمیں تو حکم یہ ملا ہے کہ آپ کو روکے رکھیں، نہ واپس جانے دیں اور نہ آگے بڑھنے دیں ... غیر ان لا نقتل الامن قاتلک (ابن کثیر، ص۱۶۵، ج۸) (ترجمہ) "البتہ جو تمہارے ساتھ لڑے اس سے تم بھی لڑنا۔" اسی بنا پر حر جب اپنا فوجی دستہ لے کر قریب ہوا اور نماز ظہر بھی سید نا حسین کی اقتدا میں پڑھی تو کہا انا لم نؤمر بقتالک (ترجمہ) "ہمیں آپ سے جنگ کرنے کا حکم نہیں ملا۔" (ابن کثیر، ص۱۷۲، ج۸) اس معروضی صورت حال پر سبائی منافقین کا ماتھا ٹھنکا کہ اگر سید نا حسین بھی سید نا حسن کی طرح بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تو سبائیوں کی سالہا سال کی سازش کے تار و پور بکھر جائیں گے اور ذلتوں کا سارا غبار سبائیوں پر آ پڑے گا۔ اموی اور ہاشمی مل بیٹھیں گے۔ اسی لئے انہوں نے سید نا امام حسین کی مذکورۃ الصدر، تینوں شرطوں میں سے ایک نہ مانی حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کیا خوب لکھا ہے۔

فانہ، (سید نا حسین) رضی اللہ عنہ لم یفارق الجماعۃ ولم یقاتل الا وھو طالب الرجوع الی بلدہ اوالی الثغر اوالی یزید داخلاً فی الجماعۃ معرضاً عن التفریق بین الامۃ (صلی اللہ علی جدہ محمد و علیہ و بارک وسلم) منہاج السنۃ، ص۲۵۶، ج۲

(ترجمہ) "سید نا حسین رضی اللہ عنہ نہ جماعت سے الگ ہوئے نہ انہوں نے قتال (کا آغاز) کیا نہ امت میں تفرقہ ڈالا۔ وہ تو مدینہ واپسی چاہتے تھے یا سرحد پر جانا چاہتے تھے یا یزید کے پاس جانا چاہتے تھے اور اس تفرقہ انداز سے کنارہ کش ہونا چاہتے تھے ... مگر سبائیوں نے ان کی ایک نہ چلنے دی اور اپنی سابقہ شکستوں کا وہ انتقام لیا کہ امت کو فتنہ و فساد کی وادی میں دھکیل دیا۔

فسق یزید

ع یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خوں ریز ہے ساقی؟

مولوی محمد امین شاہ صاحب اپنی جاہلانہ جسارت میں رقم طراز ہیں کہ سید عطاء المحسن بخاری، ہر اس شخص کے مخالف ہیں جس کے نزدیک یزید فاسق ہے، اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ قاضی صاحب ہر اس شخص کے مخالف ہیں جو یزید کو فاسق نہیں مانتا اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر یزید کا فاسق ہونا صحیح روایات سے ثابت ہو جائے تو چشم ما روشن دل ماشاد! کسی کو کیا تکلیف؟ اس طرح دو دعوے ہوئے اور دلائل کے ساتھ جب تک ان دعووں کو ثابت نہ کیا جائے دونوں بے وزن ہیں ... یہاں ہم پہلے دعویٰ کے دلائل لکھتے ہیں قارئین انصاف کریں اور فیصلہ کریں کہ قاضی صاحب کی دور مار توپ نے کن کن اکابر کو داغا ہے اور کن کن اکابر امت کو یزیدی کہا ہے۔

"یزیدی کون ہے؟ کون نہیں؟

۱۔ ... وقد اورد ابن عساکر احادیث فی ذم یزید بن معاویہ کلھا موضوعۃ لا یصح شئ منہا و اجود ما اورد ما ذکر ناعلیٰ ضعف اسانیدہ و انقطاع بعضہ (ترجمہ) ابن عساکر یزید بن معاویہ کے ذمہ میں جتنی احادیث پیش کرتا ہے وہ تمام کی تمام موضوع

---

(۳) یہی سبائی و اشتری سازش تھی، پوری امت جس کا صید زبوں ہے اور قیامت تک یہ سبائی، مختاری اور اشتری حادثہ کرب و بلا کی آڑ میں سنی شیعہ فتنہ و فساد اور قتل و غارت گری کو سنت ابن سبا مان کر جاری رکھے ہوئے ہیں اور یہ ایسی ہولناک اور دہشتناک خلیج ہے جسے پاٹنا اب کسی طور ممکن ہی نہیں رہا خصوصاً ایران کے کافرانہ انقلاب کے بعد! (ادارہ)

ہیں ان میں سے کچھ بھی درست نہیں ہے اور سب سے بہتر وہ تنقید ہے جو ہم نے اس کی سندوں کے ضعف اور انقطاع پر کی ہے۔" (البدایہ، ص۲۳۱، ج۸)

۲۔ ... بخاری شریف ج۲ کتاب الفتن، باب اذا قال عنہ قوم شیئاً ثم خرج فقال بخلافہ ... اس "ترجمتہ الباب" کے متعلق علامہ عینی نے لکھا ہے کہ اہل مدینہ یزید کے پاس دمشق گئے تو وہاں اور طرح کی باتیں کرتے رہے اور جب دمشق سے واپس آئے تو دوسری طرح کی باتیں کرنے لگے آگے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث لکھی ہے اور اس "ترجمتہ الباب" کا مطلب امام عینی نے یہ بیان فرمایا کہ سیدنا ابن عمر نے اہل مدینہ کے اس دوہرے رویے کو ایک قسم کی غداری سے تعبیر کیا ہے (نوع من الغدر)! اس سے آگے بخاری میں ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی اولاد اپنے ملازمین کو جمع کیا اور انہیں مخاطب فرماتے ہوئے کہا "ہم نے یزید کی بیعت اللہ اور رسول کی بیعت سمجھ کر کی ہے اور میں اس سے بڑی غداری کوئی نہیں سمجھتا کہ ایک آدمی (یعنی یزید) کی بیعت اللہ اور رسول کی بیعت سمجھ کر کی جائے پھر غداری کر کے اس سے بیعت توڑی جائے اور اس سے جنگ کی جائے (ثم ینصب لہ القتال) اگر مجھے پتہ چل گیا کہ تم میں سے کسی نے یزید سے بیعت توڑلی ہے تو میرا اس سے بائیکاٹ ہے (کانت الفیصل بینی و بینہ)

۳۔ ... طبقات ابن سعد میں بھی یہی روایت بیان کی گئی ہے صرف آخری جملہ اس میں یوں ہے ---- کانت القیام بینی و بینہ (اور اسے تلوار سے بھی سیدھا کروں گا)

۴۔ مسلم شریف، ج۲ کتاب الامارۃ باب تحریم الخروج من الطاعتہ و مفارقتہ الجماعتہ، ص۱۲۸ پر تین سندوں سے امام مسلم نے حضرت نافع کی روایت لکھی ہے (سند اول عن زید بن محمد عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہم، سند ثانی عن عبداللہ ابن الاشجع عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہم، سند ثالث عن زید بن اسلم عن اسلم عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہم) اور یہ روایت اس پس منظر کے ماتحت لکھی ہے کہ جب سیدنا معاویہ کے بیٹے یزید کی خلافت میں اس کے خلاف بغاوت (واقعہ حرہ) کی کھچڑی پک رہی تھی تو سیدنا عبداللہ ابن عمر، حضرت عبداللہ ابن مطیع کے گھر تشریف لے گئے تو عبداللہ ابن مطیع نے ابن عمر کے لئے گدا بچھانے کو کہا مگر ابن عمر نے فرمایا کہ میں تمہارے ہاں بیٹھنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ میں تو تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سنانے آیا ہوں کہ "جو شخص کسی سے بیعت کے بعد اس عہد کو توڑے گا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے یوں حاضر ہو گا کہ اس کے پاس کوئی حجت نہ ہو گی۔ جو کسی کی بیعت کا قلادہ اپنی گردن میں ڈالے بغیر مر جائے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔" (استغفر اللہ) حدیث پاک کی اصل عربی عبارت یوں ہے۔ قال جاء عبداللہ بن عمر الی عبداللہ ابن مطیع حسین کان زمن الحرۃ ماکان زمن یزید بن معاویتہ فقال اطرحوا لابی عبدالرحمٰن وسادۃً فقال آنی لم اتک لاجلس اتیتک لاحدثک سمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من خلع یداً من طاعتہ لقی اللہ یوم القیمتہ ولا حجتہ لہ، ومن مات ولیس فی عنقہ بیعتہ مات میتتہ الجاھلیتہ! ... ظاہر ہے کہ اس حدیث پاک کے سنانے کا مایک ہی مقصد تھا کہ یزید سے بیعت توڑ کر جاہلیت کی موت نہ مرا جائے۔

۵۔ ... ترجمان القرآن، حبر الامتہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خود یزید کی ولی عہدی کی بیعت کی۔ پھر رجب ۶۰ھ میں سیدنا معاویہ کی وفات ہو گئی تو حضرت ابن عباس اپنے گھر میں تھے اور انہیں ابھی تک حضرت معاویہ کی وفات کی اطلاع نہ ہوئی تھی۔ آپ کھانے کی تیاری کر رہے تھے۔ دستر خوان بچھ چکا تھا تو سیدنا معاویہ کی وفات کی خبر ملی تو آپ اس قدر غمگین اور افسردہ ہوئے کہ دستر خوان اٹھوا دیا بہت دیر تک سکوت چھایا رہا فضا ساکت و اداس ہو گئی۔ پھر فرمایا کہ ... "بخدا، معاویہ اپنے پہلوں کے برابر تو نہ تھے مگر ان کے بعد ان جیسا بھی کوئی نہ آئے گا اور بے شک ان کا بیٹا یزید ان کے خاندان کا نیک آدمی (صالح اہلہ) ہے۔ پس تم لوگ چلو اور امیر مدینہ کے پاس جا کر یزید کی بیعت کرو۔" پھر خود بھی تشریف لے گئے اور یزید کی بیعت کی (انساب الاشراف، بلاذری، ص۴ ج۴) اور ابن قتیبہ دینوری کی

کتاب میں یہ بھی ہے کہ "وان ابنہ لخیر اھلہ" یعنی وہ اپنے خاندان کا اچھا آدمی ہے (الامامتہ والسیاستہ جلد اول ص ۱۷۴)... یہ تھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مبارک رائے، یزید کے متعلق!

۶- ... اوپر گزرا ہے کہ سیدنا حسین نے میدان کربلا میں پہنچ کر جب کوفی سبائیوں کی غداری دیکھی تو اپنی مشہور تین شرائط پیش کی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ فناشدھم الحسین، اللہ والاسلام ان یسیروہ الیٰ امیر المومنین فیضع یدہ فی یدہ (طبری جلد ۶ ص ۲۲۲) کہ سیدنا حسین نے کوفیوں کو اللہ پاک اور اسلام کا واسطہ دے کر کہا کہ مجھے امیر المومنین (یزید) کے پاس لے چلو، میں وہاں اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دوں گا... (قارئین متوجہ ہوں کہ خود حضرت حسین، یزید کو "امیر المومنین" فرمارہے ہیں)... اب موجودہ زمانہ کے دشمنان یزید، جو فاسق بناتے ہوئے تھکتے نہیں، ایمان سے بتائیں کہ اگر حضرت حسین، دمشق میں یزید کے پاس پہنچ جاتے تو اس کو فاسق سمجھ کر اس کی بیعت کرتے یا غیر فاسق، مومن سمجھ کر؟

کیا ہے مدعی نے فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا!

مناظرہ باگڑ سرگانہ

... موقعہ کی مناسبت سے ۱۹۵۶ء کا "مناظرہ باگڑ سرگانہ" یاد آگیا۔ اس میں سنی مناظر مولانا عبدالستار تونسوی نے شیعوں کی بڑی معتبر کتاب "تلخیص الشافی" کا حوالہ دیا تھا کہ شیعوں کے بلند پایہ محقق ابو جعفر طوسی نے لکھا ہے کہ یہ تین شرطین حضرت حسین نے کوفیوں کے سامنے پیش کی تھیں۔ اور تیسری شرط کے الفاظ یہ ہیں... اوأن أضع یدی فی ید یزید (ترجمہ) "یا میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دوں گا۔" (تلخیص الشافی، ص ۱۷۴) اس حوالہ پر شیعہ مناظر اسمٰعیل گوجروی نے ہتھیار ڈال دئیے تھے۔ (ملاحظہ ہو مناظرہ باگڑ سرگانہ، ص ۲۱۶)

یہی روایت شیعوں کی دوسری معتبر کتابوں ناسخ التواریخ (ج ۶، ص ۲۳۷) اور آل محمد فی کربلا (ص ۴۷، طبع مصر) میں بھی موجود ہے اور سنیوں کی کتب... الاصابہ، البدایتہ والنھایتہ، تاریخ ابن اثیر، کامل ابن اثیر، تاریخ الخلفاء، منہاج السنہ، انساب الاشراف، ماثبت بالسنتہ، نبراس، تاریخ اسلام (اکبر شاہ خاں نجیب آبادی)، تاریخ اسلام (عبدالرحمٰن شوق امرتسری) اور دوسری بے شمار چھوٹی بڑی کتب میں یہ روایت مل جاتی ہے۔

۷- ... تمام حسینی سادات کے واحد جد امجد، حضرت سیدنا زین العابدین ابن سیدنا حسین (رضی اللہ عنہم) نے یزید کی بیعت کی اور فرمایا... "اللہ تعالیٰ امیر المومنین (یزید) کے ساتھ صلہ رحمی کرے اور ان کو جزاء خیر عطا کرے" (طبقات ابن سعد جلد ۵... حالات حضرت زین العابدین)

پھر جنگ حرہ کے موقعہ پر حضرت زین العابدین نے جنگ بازان مدینہ کی جنگی تیاریوں کی تفصیل لکھ کر دمشق میں یزید کے پاس بھیج دی اور واقعہ حرہ میں تمام بنو طالب اور بنو عبدالمطلب، یزید کی اطاعت پر مستقیم اور جنگ بازوں سے الگ تھلگ رہے۔ جب شامی فوج مکہ مکرمہ سے واپس مدینہ پہنچی تو حضرت زین العابدین نے شامی مجاہدین کو خوراک اور ان کے جانوروں کے لئے دانہ چارہ مہیا کیا۔ جس پر یزید کی طرف سے بہت زیادہ خوشنودی کا اظہار کیا گیا۔

سیدنا حضرت زین العابدین کے متعلق یہ تفصیل تو سنیوں کی کتب میں مذکور ہے اور اس میں ان کی شان سے گری ہوئی کوئی ایسی بات نہیں کہ جس سے ان کی بے ادبی کا پہلو نکلتا ہو۔ مگر شیعوں کی کتب میں یہ تک لکھا

ہوا ہے کہ حضرت زین العابدین نے یزید سے فرمایا... (ترجمہ) "میں آپ کی ہر بات مانتا ہوں، جو آپ چاہیں! کہ میں تو آپ کا مجبور غلام ہوں" (استغفر اللہ)! (فروع کافی، کتاب الروضہ ص ۱۱۰)

۱۰۔ ... حضرت محمد بن حنفیہ، جو سیدنا حسین کے چھوٹے بھائی تھے اور حضرات حسنین کریمین کے بعد اولاد علی میں سب سے زیادہ مدبر اور سمجھدار تھے، یزید کے متعلق افواہوں کی تحقیق کے لئے اور اس کے حالات سے باخبر ہونے کے لئے ایک "مطالعاتی دورے" پر خود دمشق تشریف لے گئے اور یزید کے پاس کافی عرصہ مقیم رہے۔ پہلی ہی ملاقات میں، دوران گفتگو یزید نے پوچھا کہ آپ پر کچھ قرض بھی ہے؟ حضرت محمد بن حنفیہ نے فرمایا کہ نہیں، مجھ پر کوئی قرض نہیں ہے۔ اس پر یزید نے اپنے بیٹے خالد بن یزید سے کہا کہ... دیکھو، تمہارے یہ چچا (محمد ابن علی) خسیس پن اور جھوٹ سے کتنے دور ہیں؟ اگر دوسروں کی طرح ہوتے تو یہ بھی کہہ دیتے کہ مجھ پر اتنا قرضہ ہے (انساب الاشراف جلد ۳ ص ۲۷۸)

یزید حضرت محمد بن حنفیہ کے ساتھ انتہائی اکرام سے پیش آتا تھا۔ جب آپ نے دمشق سے واپس کا قصد فرمایا تو یزید نے آپ سے عرض کی کہ... آپ مجھ میں جو خامیاں دیکھتے ہیں، ان سے مجھے آگاہ فرمائیں تاکہ میں انہیں چھوڑ دوں... اس پر آپ نے فرمایا

(ترجمہ) "اللہ کی قسم! اگر میں تم میں کوئی برائی دیکھتا تو ضرور تمہیں آگاہ کرتا۔ مگر میں نے تم میں صرف خیر (اور بھلائی) دیکھی ہے..." پھر جب حضرت محمد بن حنفیہ رخصت ہونے لگے تو یزید نے پانچ لاکھ نقد اور ایک لاکھ کے تحائف پیش خدمت کئے جو آپ نے قبول فرمالئے (انساب الاشراف جلد ۳ ص ۲۷۸)

پھر جب واقعہ حرہ کے موقعہ پر اہل مدینہ وفد بنا کر آئے اور ابن حنفیہ کو اپنے ساتھ ملانا چاہا تو آپ نے سختی سے ان لوگوں کو جھڑک دیا اور ان کے اعتراضات کے جواب میں فرمایا.... وقد صحبتہ اکثر ما صحبتموہ فما رائیت عنہ سوأ (ترجمہ) "میں دمشق میں یزید کے پاس تم سے زیادہ عرصہ مقیم رہا ہوں۔ میں نے تو اس میں کوئی خرابی نہیں دیکھی" (انساب الاشراف جلد ۳ ص ۲۷۹) اور تاریخ ابن کثیر (جلد ۸ ص ۲۱۸) میں ہے کہ جب اہل مدینہ نے حضرت محمد بن حنفیہ کو اپنا ہم نوا بنانے کے لئے ان پر زور دیا تو ابن حنفیہ نے

- بڑی سختی سے یزید کی بیعت توڑنے سے انکار کر دیا (فامتنع من ذالک اشد الامتناع)
- یزید کی حمایت میں ان کے ساتھ مناظرہ اور جھگڑا کیا (وناظرھم وجادلھم فی یزید)
- شراب نوشی اور نمازیں چھوڑنے کے جو الزامات اہل مدینہ نے یزید پر لگائے تھے ان کی تردید کی (ورد علیھم ما اتھموہ من شرب الخمر و ترکہ بعض الصلوٰۃ)!

پھر ص ۲۳۳ پر ابن کثیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ... ابن حنفیہ نے اہل مدینہ سے فرمایا

- یزید کی جو برائیاں تم بیان کرتے ہو میں نے تو یزید میں وہ برائیاں نہیں دیکھیں (فقال لھم ما رائیت منہ ما تذکرون)
- میں اس کے پاس (دمشق میں) ٹھہرا رہا۔ میں نے تو اسے نمازوں کا پابند پایا ہے (فقد حضرتہ واقمت عندہ، فرائیتہ، مواظباً علی الصلوٰۃ)
- وہ نیکیوں کی تلاش میں رہتا تھا (متحریاً للخیر)
- وہ سنت نبوی کی پابندی کرتا تھا (ملازماً للسنتہ)
- فقہ کے مسائل پوچھتا رہتا تھا۔ (یسئل عن الفقہ)

اس پر وہ لوگ (اہل مدینہ) حضرت ابن حنفیہ سے کہنے لگے "وہ (یزید) یہ سب گندے کرتوت آپ سے چھپا کر کرتا تھا" تب حضرت محمد ابن حنفیہ نے فرمایا... "تو کیا یزید یہ کرتوت تمہارے سامنے کرتا تھا؟ (اگر ایسا تھا) تو پھر تم بھی اس کے محرم

راز اور شریک جرائم ہوئے"... اہل مدینہ کہنے لگے کہ... "ہم نے اپنی آنکھوں سے تو یزید کو یہ برے کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن جو کچھ ہم کہتے ہیں، وہ حق ہے!" اس پر حضرت محمد بن حنفیہ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ تو (تمہاری) اس بات کو نہیں مانتا۔ وہ تو فرماتا ہے، الامن شھد بالحق وھم یعلمون (شہادت کے لئے یقینی علم ضروری ہے)"... حضرت محمد بن حنفیہ سے لاجواب ہو کر، وہ لوگ شرمندہ ہو کر واپس چلے آئے!... دل میں کہتے تو ہوں گے کہ یہ ہاشمی بھی پکا یزیدی نکلا!

۹۔ بعض صحابہ نے تو یزید کو امام تک کہا ہے (الف) مشہور صحابی حضرت ابوسعید خدری، سیدنا حسین کو نصیحتاً فرماتے ہیں... اتق اللہ فی نفسک والزم بیتک ولا تخرج علیٰ امامک (ترجمہ) "اپنی جان کے متعلق اللہ سے ڈرو، اپنے ہی گھر میں بیٹھے رہو اور اپنے امام (یزید) کے خلاف خروج نہ کرو" (ابن کثیر جلد ۸ ص ۱۶۲)... (ب) اور حضرت نعمان بن بشیر (انصاری صحابی) اہل کوفہ سے فرماتے ہیں (اس زمانہ میں آپ گورنر کوفہ تھے) واللہ الذی لا الہٰ الا ھو، لان فارقتم امامکم و نکثتم بیعتکم لاقاتلنکم (ترجمہ) "اللہ لا الہٰ الا ھو کی قسم! اگر تم اپنے امام (یزید) سے جدا ہوئے اور تم نے اس کی بیعت توڑ دی تو میں تمہارے ساتھ جنگ کروں گا۔" (ابن کثیر جلد ۸ ص ۲۵۲)

یہاں تک تو پہلے دعویٰ کے متعلق تحقیق تھی کہ یزید فاسق نہیں ہے اور اسے فاسق نہ مان کر، کون کون "یزیدی" ثابت ہوتا ہے؟ اس دعویٰ کے اثبات میں بطور نمونہ تین جلیل القدر صحابیوں... حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت عبداللہ ابن عباس (ہاشمی) اور حضرت حسین ابن علی (ہاشمی) رضی اللہ عنہم اور دو جلیل القدر تابعیوں... حضرت محمد ابن حنفیہ (ہاشمی) اور حضرت علی زین العابدین (ہاشمی) رحمتہ اللہ علیہم کے پاکیزہ اقوال و مواقف بیان ہوئے ہیں جو بحمداللہ اثبات مدعا کے لئے کافی، وافی اور شافی ہیں۔ قارئین کرام خود ملاحظہ فرمائیں کہ ایک طرف تو ایسے جلیل القدر صحابہ اور تابعین کو یزید میں، خیر نظر آتی ہے اور دوسری طرف یہ ہمارے قاضی جی ہیں کہ جنہیں فسق ہی فسق سوجھتا ہے۔ سچ ہے کہ

ع "اپنا اپنا ہے مقدر، اپنا اپنا ہے نصیب!"

فسق یزید کی حقیقت!

اب دوسرے دعویٰ کے متعلق کچھ تفصیل عرض کی جاتی ہے اور اس موقع پر کہ

ع "شاید کہ اتر جائے کسی دل میں کوئی بات!"

واقعہ یہ ہے کہ فسق یزید کی اس سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں ہے کہ یہ بھی سبائی سازش ہی کا ایک شاخسانہ ہے ۱۳۲ھ میں بنو امیہ (بنو عبشم) کے زوال کے بعد، عباسیوں کے عہد حکومت میں ایرانی قلم کاروں کو کھلی چھٹی مل گئی۔ انہوں نے تاریخ اسلام اور خصوصاً بنو امیہ کی تاریخ کو جس طرح مسخ کیا اور بنو امیہ کی مذمت میں کتابوں پر کتابیں لکھ ڈالیں... یہ ایک مستقل دردناک داستان ہے۔ کوفہ، ایران اور خراسان میں جعلی روایات اور جعلی احادیث گھڑنے کی ٹکسالیں کھل گئیں۔ مقدمہ "صحیح مسلم" (ص ۱۰) میں جابر جعفی کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے ستر ہزار حدیثیں گھڑیں۔ علامہ علی قاری نے "موضوعات کبیر" (ص ۱۰۶) میں لکھا ہے کہ بنو امیہ کی مذمت اور اہل بیت کی تعریف میں رافضیوں نے تین لاکھ حدیثیں گھڑیں۔ علامہ نورالحسن شاہ بخاری نے "کشف الحقائق" (ص ۸۴۸) پر لکھا ہے کہ ایک شیعہ راوی، ابوالعباس بن عقدہ نے چھے لاکھ حدیثیں گھڑیں اور پھر بڑے سلیقے سے انہیں آگے چلایا۔ (اس ضمن میں مزید تفصیلات کے لئے "کشف الحقائق" ہی کا مطالعہ فرمائیں)!

قارئین کو جس تلخ حقیقت سے آگاہ کرنا مقصود ہے وہ یہی ہے کہ شیعوں کی بیداری اور ہوشیاری کا عالم تو یہ تھا اور سنیوں کی قابل افسوس سستی یہ تھی کہ (الاماشاءاللہ) یہ بہت کم نقد و جرح کی طرف توجہ دیتے تھے۔ افسوس، صد ہزار افسوس! کہ کم و بیش یہی صورت حال آج بھی موجود ہے اور آج بھی گویا سنی کے لئے "سن من" ہونا (یعنی دینی

معلومات سے بے خبری) لازمی ٹھہرا ہے۔

درس نظامی، سبائی سازش کی زد میں...!

عیار سبائیوں نے ہماری درسی کتابوں تک میں، اپنی شیطانیت کو اس طرح سمو دیا کہ سنیوں کو پتہ ہی نہ چلا۔ مثلاً

۱۔ ... عربی ادب کی ابتدائی درسی کتاب "مفید الطالبین" کے ص ۱۷ پر، ایک شیر، بھیڑیئے اور لومڑ کے شکار پر جانے کا قصہ لکھا ہے۔ اس میں سبائی قصہ گو نے شیر کی زبان سے لومڑ کو کہلوایا ہے کہ ... ھات انت یا ابا معاویہ (ترجمہ) "اے ابو معاویہ، اب تقسیم کرنے کا طریقہ تم بیان کرو" سبائی قصہ گو، لومڑ کی کنیت ابوالعیش، ابوالطیش وغیرہ بھی لکھ سکتا تھا لیکن اس دشمن معاویہ نے لومڑ کی کنیت "ابو معاویہ" بیان کی اور یہ سبائی تصور پڑھنے والے کے ذہن میں منتقل کیا ہے کہ ... ایک تو یہ لومڑ، معاویہ کا باپ تھا اور دوسرے یہ کہ معاویہ بھی لومڑ کی طرح چالاک تھا (معاذاللہ!) اس طرح، اسی ایک جملہ میں یہ سبائی خبیث حضرت معاویہ پر دو تبرے بک گیا!... لیکن آج تک نہ کسی استاد کو اس طرف توجہ کو توفیق ہوئی اور نہ کسی شاگرد کو، کہ کیا پڑھا اور پڑھایا جا رہا ہے!

۲۔ ... تفتازانی ایرانی (متوفی ۷۹۲ھ) نے "مختصر المعانی" بحث مسند الیہ، ص ۷۱ پر ایک مثال بات سمجھانے کے لئے لکھی ہے کہ .... رکب علی وھرب معاویتہ (ترجمہ) "علی سوار ہوا معاویہ فرار ہوا" اور تفتازانی نے لکھا ہے کہ "علی" کے لفظ میں علو و سربلندی کا مفہوم پایا جاتا ہے اور "معاویہ" کے لفظ میں عوایتہ الکلب (کتے کی ایک مذموم غلت)!... یہ کتاب بھی صدیوں سے مدارس عربیہ کے سنی طلبا و علماء پڑھتے پڑھاتے چلے آ رہے ہیں لیکن سیدنا معاویہ کی شان کے خلاف اس سبائی تبصرہ کی طرف کس کا خیال گیا؟ ہاں، مگر خیال آیا تو ایک "اموی" کو! یعنی حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمتہ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں اس طرح توجہ دلائی کہ "(ترجمہ) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں جو بے ادبی اور جرأت اس مکروہ مثال میں پائی جاتی ہے وہ پوشیدہ نہیں۔ یہ بے ادبی، حضرت معاویہ کے منصب کے بالکل خلاف اور نامناسب ہے بلکہ ہم اگر اس کو ایک فرضی مثال پر محمول کرتے ہوئے علی اور معاویہ کے ناموں سے کوئی دوسرے آدمی بھی مراد لیں، تو بھی یہ مثال موہم بے ادبی ضرور ہے" (حاشیہ مختصر المعانی ص ۷۱)

اس میں ہرگز شک نہیں کہ ہمارے اکابر رحمھم اللہ تعالیٰ برسوں بخاری شریف اور مسلم شریف پڑھاتے رہے۔ لیکن یہ ممکن تو ہے کہ احادیث ما نحن فیہ میں ان کو ذہول ہو گیا ہو یا وہ ادھر پوری توجہ نہ دے سکے ہوں اور یہ بھی مسلمہ امر ہے کہ ہمارے متاخرین بزرگوں نے (جو اخلاص اور تقویٰ کے پیکر اور دیانت للہیت کے مجسمے تھے) دیانت کا تقاضا یہ سمجھا کہ جو روایت، جس طرح پچھلی کتب میں درج مل جائے، اسے ویسے کا ویسا (من وعن) بیان کر دیں (سچ، جھوٹ راوی کی گردن پر)! ان حضرات کو یہ خیال نہ آیا کہ جو روایت وہ بیان کر رہے ہیں اس روایت کو تحقیق اور تنقید کی کسوٹی پر اگر پرکھ لیا جائے تو اس کا کیا حشر ہو گا؟

ایک "مظہری" روایت

یہاں ہم ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ پھر اس کی تنقید تحریر کریں گے، جس سے زیر بحث مسئلہ پر ہماری گزشتہ گفتگو کو سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی۔

"خارجی فتنہ،" حصہ اول کے ص ۲۵۶ پر بعنوان "حکمین خطا کریں گے" ... قاضی مظہر صاحب چک والی نے ایک روایت لکھی

ہے یہی روایت اپنی دوسری تصنیفات میں بھی انہوں نے دہرائی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ خصائص بیہقی سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ایک حدیث نقل کی ہے۔ جس کے مطابق واقعہ تحکیم کے حکمین (حضرت عمرو بن عاص اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما) خود بھی گمراہ ہو جائیں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔ عربی کے اصل الفاظ یہ ہیں.... ضلا وضل من اتبعھما (ترجمہ) "وہ دونوں خود بھی گمراہ ہوگئے اور جو ان کے پیروکار بنے وہ بھی گمراہ ہوگئے"

روایت پر تنقید

اب اس روایت کی تنقید نقل کی جاتی ہے

۱۔ بیہقی، خود ایرانی الاصل ہیں۔

۲۔ یہ حاکم ایران کے شاگرد ہیں اور ایرانی حاکم شیعہ تھے (ابن کثیر ص۳۵۵ ج۱۱)

۳۔ خود قاضی مظہر صاحب نے "بشارت الدارین" (ص۵۹) میں "بیہقی" کو غیر معتبر کتب میں تسلیم کیا ہے۔

۴۔ امام ابن کثیر نے ہی لکھا ہے کہ بیہقی، بہت بڑے بڑے جھوٹے راویوں (کذابین) اور بہت بڑے بڑے جھوٹی روایتیں گھڑنے والوں (وضاعین) کی روایتیں نقل کر لیتا ہے (ابن کثیر ص۲۵۲ ج۵)

۵۔ اسی مذکورہ بالا حدیث (ضلا وضل من اتبعھما) کے متعلق، ابن کثیر نے لکھا ہے کہ.... فانہ حدیث منکر ورفعہ موضوع (ترجمہ) "یہ حدیث منکر ہے اور اس کی حضور علیہ السلام کی طرف نسبت، موضوع ہے" (ابن کثیر ص۲۸۴ ج۷)

۶۔ پھر امام ابن کثیر نے اس روایت کے موضوع ہونے کا قرینہ لکھا ہے کہ اس حدیث کی روایت خود حضرت علی سے ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں... اذلو کان ھذا معلوما عندہ لما وافق تحکیم الحکمین حتیٰ لایکون سببا لاضلال الناس کما نطق بہ ھذا الحدیث وآنہ ھذا الحدیث ھوزکریا بن یحییٰ الکندی الحمیری الاعمیٰ قال ابن معین لیس بشیٔ (ترجمہ) "اور اگر یہ حدیث حضرت علی کو معلوم ہوتی تو وہ حکمین کے فیصلے سے موافقت نہ کرتے (جب کہ انہوں نے تحکیم کا فیصلہ تسلیم کر لیا تھا) تاکہ لوگوں کی گمراہی کا سبب یہ حدیث نہ بنتی جیساکہ اس حدیث کا منطوق (بیان) ہے۔ (اور) اس حدیث کے منکر اور موضوع ہونے کا باعث، زکریا بن یحیی کندی ... اندھا، ہے۔ ابن معین نے کہا ہے کہ یہ اندھا کچھ بھی نہیں!" (تاریخ ابن کثیر ص۲۸۴ ج۷)

۷۔ اس سے قبل ابن کثیر ص۱۶-۲۱۵ (ج۶) پر لکھتے ہیں... "(ترجمہ) بیہقی نے یہ حدیث ایسے ہی بیان کی ہے اور ایک ذرہ بھی اس پر تنقید نہیں کی جب کہ یہ حدیث منکر ہے اور اس کی آفت (باعث) وہی زکریا بن یحییٰ ہے اور وہ کندی حمیری، اندھا ہے اور ابن معین نے اس (زکریا) کے متعلق کہا ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں ہے ... (اور) وہ دونوں حکمین، بہترین صحابہ میں سے تھے۔ حضرت عمرو بن عاص السہمی، اہل شام کی طرف سے حکم نامزد ہوئے تھے اور دوسرے حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس الاشعری اہل عراق کی طرف سے حکم نامزد ہوئے تھے۔ ان دونوں کو اسلئے حکم بنایا گیا تھا کہ وہ فریقین کے درمیان صلح کرادیں اور کسی ایسی بات پر متفق ہو جائیں جس سے جانبین میں نرمی پیدا ہو اور مسلمانوں میں خون ریزی بند ہو جائے چنانچہ ایسی ہی ہوا (کہ خون ریزی بند ہو گئی) اور اس تحکیم کی وجہ سے، سوائے خارجی فرقہ کے، کوئی ایک بھی گمراہ نہ ہوا۔ چنانچہ صرف خارجیوں نے تحکیم کے اس فیصلے کو رد کر دیا اور حکمین (کو تسلیم کرنے) سے انکار کیا۔ ان کو (حکمین کے ماننے والوں کو) کافر قرار دیدیا اور ان کے مقابلے میں نکل آئے۔ حضرت ابن عباس نے ان (خارجیوں) کے ساتھ مناظرہ کیا۔ بالآخر حضرت علی نے (بمقام نہروان) ان سے جنگ کی!"

۸۔ امام بیہقی کی "سنن کبریٰ" کی تنقید میں، امام علاءالدین ابن الترکمانی نے، ۷۵۰ھ میں ایک ضخیم کتاب "الجواہر النقی فی الرد علی البیہقی" لکھی۔ پھر امام قاسم حنفی نے ۸۷۹ھ اس کتاب کی تلخیص "کشف الظنون اول بحث

السنن بیہقی" کے نام سے کی۔

تو یہ ہے وہ روایت، جس کے سہارے قاضی صاحب نے دو جلیل القدر صحابیوں کو "گناہ کا کام کرنے والے، حکم الٰہی کی یقیناً سخت نافرمانی کرنے والے" (وغیرہ وغیرہ) قرار دیا ہے اور گرج دار لہجہ میں للکار رہے ہیں کہ "...آپ کسی محدث (کے قول) سے ثابت کریں کہ یہ حدیث موضوع ہے" (رسالہ "موعودہ خلافت راشدہ" ص ۶۰) ... اب قاضی صاحب بتائیں کہ ابن کثیر کی تحقیق کے مطابق، وہ گمراہ ہیں یا نہیں؟

قارئین اندازہ فرمائیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی علمی عظمت اور جلالت شان کے باوجود، وہ موضوع روایت نقل فرمائی جس کی تنقید آپ کے سامنے ہے جب کہ وہ فن حدیث کے مانے ہوئے استاد ہیں اور فن حدیث کا ایک مسلمہ اصول یہ ہے کہ (الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقد قال من شاء ماشا) (ترجمہ) "دین کی بنیاد سندوں کی صحت پر ہے اور اگر سندوں کی صحت کی تحقیق نہ کی جائے تو ہر شخص جو چاہے بیان کرتا پھرے"... اب دیکھئے اس سند کی تحقیق نے ہی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی اس روایت کو رد کر دیا ہے۔

فسق یزید پر اصرار کیوں؟

اب لوٹ آئیے قاضی صاحب کے "مرغوب" موضوع "فسق یزید" کی طرف۔ ہمارے نزدیک، بنوامیہ کے بے رحمانہ زوال کے بعد عباسی دور حکومت میں سبائیوں نے بنوامیہ کی مذمت میں جو لاکھوں کی تعداد میں جعلی روایتیں گھڑی تھیں اور جو صحیح اسناد سے ہرگز ثابت نہیں کی جاسکتیں (ومن ادعیٰ فعلیہ البیان مع البرھان)... ان ہی میں یزید کی مذمت والی روایتیں بھی ہیں۔ یزید کا فسق اگر کسی قابل استناد، صحیح روایت سے ثابت ہوسکے تو چشم ماروشن، دل ماشاد! ہم نے جب حضور علیہ السلام کے چچا اور امیر المومنین حضرت علی کے والد ابوطالب ہاشمی کے صریح کفر اور حضور کے دوسرے چچا ابولہب ہاشمی کے منصوص کفر کو تسلیم کیا ہوا ہے تو یزید کا فسق ماننے میں، ہمیں یا کسی بھی مسلمان کو کیا تامل ہوسکتا ہے۔ لیکن کوفہ اور ایران کے کوچہ گرد، گپ بازوں کے جعلی ڈھکوسلوں سے خواہ مخواہ، رجماً بالغیب، تو یزید کو فاسق نہ بنایا جائے۔ یزید، بے نصیب کی مثال تو ایک قابل نفرت لاش جیسی بنادی گئی ہے کہ جو پاس سے گزرتا ہے دو پتھر مار جاتا ہے۔ یہ سب بے اصل، اور بے حقیقت خانہ ساز روایتیں یار لوگ دھڑلے سے دہرائے چلے جا رہے ہیں۔ محض اس لئے کہ انہیں کسی متاخرین نے نقل کر دیا ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)!

مولانا جسٹس تقی عثمانی کا فیصلہ

آخر میں ہم قاضی صاحب کو مولانا جسٹس محمد تقی عثمانی زید مجدہ، کا فیصلہ بھی سنائے دیتے ہیں مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے جماعت اسلامی کے، ملک غلام علی کے ساتھ برسوں کے قلمی مناظرے میں جو تحقیق کی۔ اس کے نتیجہ میں لکھتے ہیں

"بلاشبہ یزید کا فسق و فجور کسی قابل استناد روایت سے ثابت نہیں" (ماہنامہ "البلاغ" کراچی، بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ، ص ۲۵، سطر ۲۷)

ہمارا بھی چالیس برس کا حاصل مطالعہ یہی ہے اور ہم پوری دیانت اور ذمہ داری کے ساتھ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے بنیادی ہدف یہی یزید ہے اور اس کے بعد حضرت امیر معاویہ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم!... چنانچہ خمینی نے صاف لکھا ہے کہ ... "ہم ایسے خدا کو خدا نہیں مانتے جو یزید اور معاویہ اور عثمان جیسے بدمعاشوں کو حکومت دیتا ہے" (معاذاللہ)! (دیکھئے خمینی کی کتاب "کشف الاسرار" ص ۱۰۷ بحوالہ ایرانی انقلاب، ص ۶۹ مؤلفہ

مولانا منظور نعمانی)

اور یہ حقیقت ہے کہ روز اول سے آج تک اسی ایک مسئلہ فسق یزید کے بل بوتے پر، سبائیت اپنی تمام اکڑفوں دکھا رہی ہے۔ اگر آج فسق یزید کے فرضی کھونٹے کو درمیان سے ہٹا دیا جائے تو بلند بام قصر سبائیت دھڑام سے زمیں بوس ہو جائے۔

یزید کو امیر المومنین کہنے کی بحث

قاضی مظہر حسین صاحب نے "خارجی فتنہ" (حصہ دوم) کے ص۳۴۸ پر، یزید کو "امیر المومنین" کہنے پر، بڑے لے دے کی ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز سے منسوب ایک روایت بھی لکھی ہے کہ آپ کے سامنے کسی شخص نے یزید کو امیر المومنین کہہ دیا تو آپ نے، اسے بیس (۲۰) کوڑے مارنے کا حکم دیا تھا... اس روایت میں ایک راوی نوفل بن ابی عقرب کی توثیق کے لئے قاضی صاحب کو کوئی حوالہ ہی نہ مل سکا، فیاللاسف!

جواب

۱- قاضی صاحب کو یزید غریب کے ساتھ ذاتی عناد ہے اور یہ موروثی بھی ہے۔ قاضی صاحب کے والد صاحب، عام جلسوں میں یزید پر لعنت کیا کرتے تھے (مناظرہ میرپور ص ۱۲) حالاں کہ حدیث میں آتا ہے کہ مومن، لعان نہیں ہوتا (صحیح بخاری) اور مومن پر لعنت کرنا، اس کو قتل کرنے کے برابر ہے (صحیح مسلم) ابن خلکان نے امام غزالی کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے کہ کسی مومن پر لعنت کرنا جائز نہیں اور جو کسی مسلمان پر لعنت کرے وہ خود ملعون ہے وفیات الاعیان، ج۳ ص۲۸۸) اسی طرح قصیدہ "بدُالامالی" کی شرح میں علامہ علی قاری نے لکھا ہے کہ یزید بن معاویہ پر سلف صالح میں سے کسی نے لعنت نہیں کی۔ البتہ غالی رافضی، اس پر لعنت کرتے ہیں جو کہ غلو کرنے والے اور حد سے تجاوز کرنے والے ہیں (ضوء المعالی شرح بدُالامالی ص۸۵) بلکہ ان روافض کے مورث اعلیٰ ابن جریر طبری نے تو حضرت امیر معاویہ کو لعنت اللہ علیہ لکھا ہے!

۲- ... علامہ علی قاری کی تصریح سے معلوم ہوگیا کہ ... "یزید بن معاویہ پر لعنت کرنے والے غالی رافضی اور حد سے گزر جانے والے ہیں اور وہ (لوگ) خود بھی یزید پر لعنت کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی لعنت کرنے کے لئے ابھارتے ہیں"... اب چوں کہ اس غلو میں قاضی صاحب اپنے والد کے صحیح جانشین ہیں اس لئے مذمت یزید میں کسی ضعیف بلکہ موضوع روایت پر بھی نظر پڑ جائے تو نقل فرمالیتے ہیں۔

۳- ... قاضی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یزید کو خود سیدنا حسین (شہید و مظلوم کربلا بہ تیغ مفسدین آل سبا) نے "امیر المومنین" فرمایا ہے۔ سیدنا حسین، کربلا میں جب سبائیوں کے گرداب میں پھنس گئے تو اپنی مشہور تین شرائط پیش کیں۔ تیسری شرط کو مؤرخ طبری نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے "فناشدھم الحسین اللہ والاسلام ان یسیروہ الیٰ امیر المومنین فیضع یدہ، فی یدہ" (ج۶، ص۲۲۲) ... (ترجمہ) "حضرت حسین نے کوفیوں کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر فرمایا کہ وہ انہیں امیر المومنین کے پاس لے چلیں تاکہ حضرت حسین، یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دے سکیں (یعنی اس کی بیعت کرلیں)"... یزید کے متعلق اس روایت میں تو صرف "امیر المومنین" کا جملہ ہی ہے اور یزید کا لاحقہ نہیں ہے لیکن ابن اثیر جزری نے یہ روایت یوں بیان فرمائی ہے "فناشدھم الحسین اللہ والاسلام ان یسیروہ الی امیر المومنین یزید فیضع یدہ فی یدہ" (تاریخ کامل لابن اثیر جزری ج۴، ص۲۴) اور یہی روایت بعینہ انہی الفاظ میں امام ابن کثیر نے بھی نقل کی ہے (الفاظ پھر پڑھ لیجئے) فناشدھم الحسین اللہ والاسلام یسیروہ الی امیر المومنین یزید فیضع یدہ فی یدہ (ابن کثیر ج۸، ص۱۷۰)

۴- ... مشہور ہاشمی صحابی حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب (جن کے والد ربیعہ بن حارث بھی صحابی ہیں) جو ترتیب نسب میں سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی، حضرات حسنین کریمین کے

ماموں اور حضور علیہ السلام اور امیر المومنین علی المرتضیٰ کے بھتیجے لگتے تھے، انہوں نے یزید بن معاویہ کو اس کے زمانۂ خلافت میں اپنا وصی بنایا تھا چنانچہ "اصابہ" میں ہے.... لماحات (عبدالمطلب) اوصیٰ الیٰ یزید ابن معاویۃ وھوامیرالمومنین (اصابہ ج۲، ص۷۴۴) ... (ترجمہ) "جب عبدالمطلب کا وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے یزید ابن معاویہ کو اپنا وصی بنایا جبکہ یزید "امیر المومنین" خلیفۂ وقت تھا۔"... اس حوالہ سے یہ بھی صاف معلوم ہو گیا کہ یزید اپنے زمانۂ خلافت میں بھی فاسق اور بدمعاش نہ تھا ورنہ ایک ہاشمی صحابی کے صحابی فرزند اس کو اپنا وصی کبھی نہ بناتے اور "اصابہ" کی اس روایت کو ہو بہو ابن کثیر نے بھی نقل کیا ہے (ابن کثیر ج۸، ص۱۴-۲۱۳)

۵- ... "امام" ابن حزم اندلسی، جو یزید کے بلکہ سب بنوامیہ کے سخت مخالف ہیں اور مخالف اس لئے ہیں کہ موصوف، ایران کے خاندان غلاماں میں سے ہیں اور ان کا اوپر کا ایک ایرانی الاصل دادا سفیان بن یزید، حضرت یزید بن ابوسفیان اموی رضی اللہ عنہما کا غلام تھا۔ یوں عربی آقا اور ایرانی غلام کی عداوت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے (ابن کثیر ج۱۳، ص۹۱) تو یہ "امام" ابن حزم بھی جب حضرت معاویہ کی اولاد کا ذکر کرتے ہیں تو یوں لکھتے ہیں کہ (ولابنہ) یزید امیر المومنین.... (یعنی) "امیر المومنین یزید، حضرت معاویہ کے بیٹے ہیں۔" (جمہرۃ انساب العرب ص۱۱۲، طبع بیروت)

۶- ... دوسری صدی میں مشہور محدث حضرت لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن (متوفی ۱۷۵ھ) ہو گزرے ہیں۔ لیث بن سعد بہت مضبوط، بہت پختہ اور مشہور امام حدیث ہیں۔ ان کے متعلق حافظ ابن حجر "تقریب التہذیب" میں ثبت، ثقہ، امام مشہور ... جیسے الفاظ لکھتے ہیں اور ان لیث بن سعد کے تذکرے میں امام ابن عربی (العواصم من القواصم ص۱۲۸ طبع لاہور) لکھتے ہیں کہ ... "لیث بن سعد جیسے عادل محدث نے یزید (بن معاویہ) کے عادل ہونے کی یوں شہادت دی ہے کہ توفیٰ امیر المومنین فی یوم کذا.... (امیر المومنین (یزید) فلاں دن فوت ہوئے)! تو یزید کی حکومت کے ختم ہو جانے اور اس کے اقتدار کے زائل ہو جانے کے بہت بعد بھی لیث نے یزید کو امیر المومنین کے باعزت لفظ سے یاد کیا ہے۔ اگر لیث بن سعد، یزید کو عادل نہ سمجھتے تو یوں لکھتے کہ یزید فلاں دن فوت ہوا"

۷- ... امام ابن کثیر نے اپنی کتاب کے بہت سے مقامات پر یزید کو امیر المومنین لکھا ہے۔ مثلاً

- عمر بن سعید بن عاص کا قول نقل کیا ہے کہ "ان امیر المومنین عزلنی عنہا" (ابن کثیر ج۸ ص۲۱۸)
- پھر جہاں یزید کے سوانح حیات لکھے ہیں کہ ھو یزید بن معاویہ ... امیر المومنین ابو خالد الاموی ... (یعنی) "یزید بن معاویہ (بن حرب بن امیہ بن عبد شمس) امیر المومنین، ابو خالد الاموی"! (ابن کثیر ج۸، ص۱۲۶)
- پھر امیر یزید کے بیٹے معاویہ (بن یزید بن امیر معاویہ) کے متعلق لکھا ہے ... وصلی علیہ معاویۃ بن یزید امیر المومنین... (یعنی) "یزید کی نماز جنازہ معاویہ بن یزید امیر المومنین، نے پڑھائی"! (ابن کثیر ج۸، ص۱۳۶)

۸- ... "طبقات ابن سعد" میں ہے کہ حضرت علی زین العابدین نے مسلم بن عقبہ کے جواب میں فرمایا... وصل اللہ امیر المومنین.... (یعنی) "اللہ تعالیٰ امیر المومنین (یزید) کو اچھا بدلہ (صلہ) دے!"

۹- ... عبدالملک بن مروان کی جب خلافت قائم ہو گئی تو شیخ الصحابہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی اور اپنی اولاد کی طرف سے اقرار بیعت کی تحریر بھیجی تو اس کی عبارت یہ تھی اور ملحوظ رہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر نے خلیفہ عبدالملک بن مروان کو دو جگہ "امیر المومنین" لکھا ہے۔ اصل عبارت، بخاری شریف کتاب الاحکام جلد دوم کے سینتیسویں (۳۷) باب (کیف یبایع الامام الناس ... "خلیفۂ وقت لوگوں سے کیسے بیعت لے") کی پانچویں حدیث ہے کہ حضرت ابن عمر نے خلیفہ عبدالملک بن مروان کو ان الفاظ میں اپنی بیعت لکھ کر بھیجی ... الیٰ عبداللہ عبدالملک امیر المومنین انی اقر بالسمع والطاعۃ لعبداللہ عبدالملک امیر المومنین علیٰ سنۃ اللہ وسنۃ رسولہ فیما استطعت وان بنی قد اقروا ذالک بمثل... (ترجمہ) "عبداللہ ابن عمر کی طرف سے اللہ کے بندے امیر المومنین عبدالملک کی خدمت میں، میں اقرار

کرتا ہوں کہ اللہ کے بندے عبدالملک امیرالمومنین کا حکم مانوں گا اور مقدور بھر اطاعت بھی کروں گا، اللہ کی سنت اور اس کے رسول کی سنت کی پیروی میں! اور یہی اقرار میرے بیٹوں کی طرف سے بھی ہے۔"!

اب یہاں جو بات قارئین کے علم میں لانا مقصود ہے وہ یہ ہے کہ عبدالملک بن مروان سے تو یزید بن معاویہ کا رتبہ کہیں اونچا ہے۔ یزید تو عبدالملک کا استاذ حدیث تھا۔ امام ابن کثیر لکھتے ہیں ... وعنہ ابنہ، خالد و عبدالملک بن مروان ... (یعنی) "یزید سے اس کے بیٹے خالد بن یزید اور عبدالملک بن مروان نے حدیثیں روایت کی ہیں۔" (ابن کثیر ج۸، ص۱۲۷) اور امام ابوزرعہ نے فرمایا ہے کہ .... لہ احادیث ... (یعنی) "یزید سے بہت سی احادیث مروی ہیں" (ابن کثیر ج۸، ص۲۲۷) جب عبدالملک بن مروان کے مقابلہ میں یزید کا یہ بلند مقام تھا اور شیخ الصحابہ حضرت عبداللہ ابن عمر کی نگاہ مبارک میں خلیفہ عبدالملک بن مروان کا یہ مقام تھا کہ مذکورہ مختصر سی تحریر (بیعت) میں دو جگہ حضرت ابن عمر نے خلیفہ عبدالملک کو "امیرالمومنین" لکھا ہے تو اس کے مقابلہ میں یزید کے علو مرتبت کا اندازہ بآسانی ہو جاتا ہے ... اور قارئین خود ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ ہم نے تو سرسری سی تلاش پر ہی یزید کے "امیرالمومنین" ہونے پر بارہ (۱۲) حوالے پیش کر دیئے ہیں۔

"ایرانیوں کو بنوامیہ سے محبت نہیں ہو سکتی؟"

شیخ الصحابہ حضرت عبداللہ ابن عمر کی نگاہ میں عبدالملک بن مروان کا مقام، قارئین ابھی پڑھ چکے ہیں۔ ہم یہاں ایک اور ضروری وضاحت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر نے عبدالملک کو اس لئے بھی امیرالمومنین لکھا کہ وہ "ایرانی" نہیں تھے۔ جی ہاں! اسی خلیفہ عبدالملک کا، اموی ہونے کے جرم میں ایرانیوں کی نگاہ میں کیا مقام تھا اور مجوسیوں کے اخلاف، ایرانی "مسلمانوں" کو بنوامیہ سے کس قدر عداوت تھی؟ اس کے متعلق ادبیات ایران کے ایک بہت بڑے ماہر (جنہوں نے چالیس برس تک ایران میں ادبیات پڑھائی ہیں) علامہ محمد عمر بستوی اپنے طویل اور عمیق مطالعہ کا نچوڑ یہ بتاتے تھے کہ ... ایرانیوں کو بنوامیہ سے محبت ہو ہی نہیں سکتی۔ خواہ وہ شیخ سعدی شیرازی ہوں یا خواجہ حافظ شیرازی! بلکہ بعض ادیبوں کی نفرت عربوں اور اسلام تک جا پہنچتی ہے ... اور اس کی واضح مثال زمانہ حال کا ایک ایرانی ادیب سعید نفیسی ہے۔ جس کے مضمون "طاق کسریٰ پس از ہزار سال" میں فاتحین ایران، مجاہدین صحابہ کرام کو اجڈ اور جانگلی تک لکھا گیا۔ بطور نمونہ چند جملے ملاحظہ ہوں... "ایک دن مغرب (عربستان) کی طرف سے ایک تند و تیز سیاہ آندھی اٹھی (مراد ایران پر صحابہ کا حملہ ہے) اور اس کے ذلت و خواری کے گرد و غبار سے سارا جہان تیرہ و تار ہو گیا۔ (عرب کے) اجڈ جاہلوں کا ایک وحشی گروہ جو سر سے پاؤں تک ننگ دھڑنگ تھا اور ان کے سروں اور چہروں پر صدیوں کی بیاباں گردی اور صحرانوردی کی مٹی تہہ در تہہ چمٹی ہوئی تھی۔ اس شہر (مدائن) پر چڑھ دوڑا!... ایران کا درفش کادیانی ان اجڈوں کے گندے اور ان دھلے ہاتھوں میں آ گیا... ان اجڈوں کی جہالت اس حد تک پہنچی ہوئی تھی کہ ایک جانگلی نے کافور دیکھا تو نمک سمجھ کر چکھ لیا اور دوسرے نے ایک چمکتا ہوا سرخ لعل دیکھا تو چنگاری سمجھ کر ڈر گیا۔" ... اس ایرانی عداوت کی صحیح تصویر تو پورا مضمون پڑھنے سے سامنے آتی ہے اور رونے کی بات یہ ہے کہ یہ دل آزار تبرا نامہ "سفینہ دانش" نامی ایک کتاب میں شامل تھا جو "منشی فاضل" میں سنی مسلمانوں کو پڑھائی جاتی تھی۔

چلئے، سعید نفیسی تو زمانہ حال کا ایک شیعہ نوجوان ہے لیکن خلیفہ عبدالملک بن مروان کے متعلق تقریباً بارہ سو سال پہلے کے ایک "سنی حنفی" مگر ایرانی مفسر کی تفسیر سے بھی ایک عبارت سنئیے ...! مفسر صاحب نے "قال لاینال عھدی الظلمین" کے ماتحت حضرت امیر معاویہ اور خلیفہ عبدالملک بن مروان کے متعلق جو گل افشانیاں فرمائی ہیں۔ وہ تو

مل کتاب دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ اس جگہ ہم صرف خلیفہ عبدالملک بن مروان کے متعلق ایرانی ذہن کی ایک جھلک دکھانا چاہتے ہیں، لکھتے ہیں ... لم یکن فی العرب ولا آل مروان افجر ولا اکفر ولا اظلم من عبدالملک بن مروان... (ترجمہ) "نہ صرف اموی مردوں بلکہ پورے عرب میں کوئی بڑے سے بڑا فاجر، کوئی بڑے سے بڑا کافر اور کوئی بڑے سے بڑا ظالم، اس عبدالملک بن مروان سے بڑھ کر ہوا ہی نہیں "! (تفسیر "احکام القرآن" رازی حنفی، متوفی ۳۷۰ھ... ص۱۷)

گویا حضرت عبداللہ ابن عمر نے جو فرمایا وہ مدنی اور اسلامی ذہن ہے اور رازی نے جو کچھ لکھا وہ ایرانی ذہن ہے اور ان رازی صاحب نے چند ہی سطر بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ اور بھی دل خراش ہے (فاناللہ وانا الیہ راجعون)! کاش کہ "سنی" اس سے عبرت حاصل کریں۔

"یزید" -- نام کی بحث

اپنی "جاہلانہ جسارت" کے ص۱۳ پر مولوی امین صاحب نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی طرف ایک روایت منسوب کی ہے کہ آپ نے فرمایا... "کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید نہیں کہہ سکتا... اور یہ بھی کہ حضرت امیر شریعت نے یزید کو "پلید" کہا ہے!

جواب

یزید کا لفظ کوئی ایسا نجس اور ناپاک لفظ تو نہیں جو زبان پر ہی نہ لایا جاسکے۔ خود قرآن پاک میں جابجا یہ لفظ اپنے لغوی معنی اور صیغہ مضارع، واحد مذکر غائب میں آتا ہے۔ مثلاً... یزید فی الخلق مایشاء... اور... یزید ھم من فضلہ وغیرہا پھر سیکڑوں صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، محدثین اور اولیاء، یزید نام کے ہو گزرے ہیں۔ (تفصیل کے خواہش مند حضرات، کتب اسماء الرجال... فصل الیاء میں یزید نام تلاش کرلیں۔ اصل بات تو وہی ہے جو ہم واضح کر آئے ہیں کہ ایرانی سبائیوں نے انتہائی منصوبہ بندی سے بنوامیہ کے متعلق عموماً اور حضرت امیر معاویہ اور یزید کے متعلق خصوصاً گالی گلوچ کا جو عالمگیر طوفان برپا کیا، اس کا مقصود ہی یہ تھا کہ معاویہ و یزید کے ناموں کو گالی بنادیا جائے۔ طبری نے "معاویتہ علیہ اللعنتہ" تک لکھ مارا (طبری... ج۱۳، ص۲۳) آج تک رافضیوں کی کتب میں دھڑلے سے شمر کو خنزیر پسر، یزید کو پلید، مروان کو علیہ اللعن، معاویہ کو ذوالبادیہ اور ابوسفیان کو نسل شیطان لکھا جارہا ہے۔ ہمارے دور کے سبائیوں نے بھی یزید کو کافر، خنزیر اور حرامی تک لکھا ہے۔ برصغیر میں یہ سبائی اثرات تب پہنچے، جب دور مغلیہ میں ایرانی یہاں دخیل ہوئے اور فضا کو مسموم کردیا۔ آج بھی جو علاقے ایران سے دور ہیں مثلاً سوڈان، لیبیا، تیونس، مراکش، الجزائر وغیرہ... وہاں آج بھی سیکڑوں لوگ معاویہ، مروان، سفیان، یزید (وغیرہ) نام کے مل جاتے ہیں۔ خود سیدنا حسین نے اپنے ایک صاحبزادے کا نام یزید بن حسین رکھا تھا۔ جو واقعہ کربلا میں موجود تھے (بحوالہ تصریح الاذکیا، جلد دوم ص۵۳۶، طبع نولکشور، لکھنؤ) پھر حضرت عبداللہ بن جعفر (ہاشمی) نے اپنے ایک صاحبزادہ کا نام معاویہ رکھا اور پوتے کا نام یزید یعنی... یزید بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ہاشمی (جمھرۃ انساب العرب لابن حزم ص۶۸، طبع بیروت)! صحاح ستہ کی مشہور کتاب "سنن ابن ماجہ" کے مؤلف کا نام محمد بن یزید ہے۔ مشہور ولی اللہ خواجہ "بایزید" بسطامی ہو گزرے ہیں۔ کچھ برس پہلے مراکش کے ایک وزیر پاکستان آئے تھے، ان کا نام محمد بن یزید تھا۔ اس لئے حضرت امیر شریعت علیہ الرحمتہ کی طرف جو روایت منسوب کی گئی ہے، اگر صحیح بھی ہو تو وہ حقائق اور واقعات کے خلاف ہے... والانسان مرکب من الخطاء والنسیان (انسان بھول چوک کا پتلا ہے۔)

حضرت امیر شریعت فن خطابت کے بادشاہ تھے، مجاہدین آزادی کے قافلہ سالار تھے۔ بزرگان دین میں بہت ممتاز تھے۔ لیکن مؤرخ اور محقق نہیں تھے۔ جو جملے ان سے منسوب کئے گئے ہیں۔ (اگر فی الواقعہ انہوں نے فرمائے ہیں) تو انہوں نے یا دفع الوقتی کی ہے یا پھر اس موضوع سے متعلق جو مسموم فضا صدیوں کی محنت سے پیدا کر دی گئی ہے۔ اس سے متاثر ہو کر یہ بات کہی۔ اور پھر حضرت امیر شریعت کے اس جملہ سے محض بیان واقعہ بھی تو مقصود ہو سکتا ہے۔ کہ آج اذہان اس قدر مسموم ہو چکے ہیں کہ کوئی مسلمان یزید نام رکھنے کا روادار نہیں۔ لیکن اہم بات یہ ہے کہ (جس کا ہمیں ذاتی طور پر علم ہے) کہ محمود احمد عباسی صاحب مرحوم کی کتاب "خلافت معاویہ و یزید" جب بازار میں آئی تو حضرت نے کتاب گہری دلچسپی سے پڑھی اور اس کے بعد تو وہ "مروجہ موقف" (یعنی مبینہ فسق و فجور) کے بالکل قائل نہیں رہے تھے۔ اور اس باب میں معاندت اور استنکار کا کوئی گوشہ ان کے ہاں بہرحال نہیں رہا تھا اور یہ بات حضرت کے جاننے والے بخوبی جانتے ہیں۔

"امیر شریعت کے گھر میں خارجیت"؟

ص ۱۴ پر ہی مولوی امین صاحب نے حضرت امیر شریعت کی طرف سے یہ بات بھی منسوب کی ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا "میرے گھر میں بھی خارجیت پیدا ہو جائے گی" جبکہ یہ بات سرے سے خود ساختہ، بے اصل اور بے حوالہ ہے اور محض مولوی صاحب کے "شیطانی الہام" کا نتیجہ ہے۔ مولوی امین صاحب نے ص ۱۵ پر اسی "پیش گوئی" کا مصداق، ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کو بنانے کی مذبوحی وقاحت کا ارتکاب کیا ہے۔ اور ثبوت میں لکھا ہے کہ حضرت ابن امیر شریعت نے مخدوم پور میں اپنے ایک درس قرآن میں کہا تھا کہ یزید کی بیعت (۳۶۰) تین سو ساٹھ صحابہ نے کی۔ اس پر مولوی امین صاحب نے ثبوت مانگا تو شاہ صاحب بخاری ثبوت نہ دے سکے۔

جواب

یزید کی ولی عہدی کی بیعت ۵۶ھ میں ہوئی تھی اور اس پر سوائے حضرت عبداللہ بن زبیر کے تمام صحابہ نے اتفاق کر لیا تھا (تفصیلات پیچھے گزر چکی ہیں) پھر یزید کی خلافت کی بیعت کے بھی صرف حضرت حسین اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم مخالف تھے۔ پھر سیدنا حسین بھی کربلا میں، مشہور تین شرائط پیش فرما کر داخل فی الجماعتہ ہو گئے اور حضرت ابن زبیر یکہ و تنہا مخالف رہ گئے۔۔۔۔۔۔ اب مولوی امین صاحب ۵۶ھ سے آخری صحابی کی وفات تک تاریخ ابن کثیر کی ورق گردانی شروع کر دیں۔ انشاءاللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ تعداد بھی (جو مولوی صاحب نے یقیناً خود ہی شاہ صاحب بخاری سے منسوب کر دی ہے) کم و بیش دستیاب ہو جائے گی۔

بحمداللہ سبحانہ، مولوی امین صاحب مخدوم پوری اور قاضی صاحب چکوال کی تمام جاہلانہ وقاحتوں کی عالمانہ وضاحتیں، اتمام کو پہنچیں۔ حضرت امیر شریعت کے ساتھ بے لوث محبت اور قبلہ حضرت صاحب کندیاں شریف کے ارشاد کی تعمیل میں، فقیر نے محنت اور کوشش سے یہ مضمون لکھا ہے اللہ پاک اس محنت کو قبول فرمائے (آمین)

واللہ سبحانہ، الحمد ولمنتہ والصلوۃ والسلام علی خاتم الانبیاء وآلہ واصحابہ و بارک وسلم

ضمیمہ نمبر (۱)

(اکابر علمائے دیوبند کے بارہ میں مولانا کرم الدین چکوالی مرحوم کا تکفیری فتویٰ)

"فتوائے بھیں ضلع جہلم"

باسمہ سبحانہ حسام الحرمین میں جو کچھ لکھا ہے عین حق ہے۔ دیوبندی جن کے سرکردہ خلیل احمد و رشید احمد

ہیں۔ نجدی گروہ متبعین محمد بن عبد الوہاب نجدی سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ کیونکہ نجدی تو پہلے ہی سے مسلمانان مقلدین سے الگ تھلگ ہوگئے مسلمانوں کو ان کے عقائد خبیثہ سے آگاہی ہوگئی اور ان سے مجتنب ہوگئے لیکن دیوبندی حنفی وہابی شا حنفی مسلمانوں سے شکر وشیر ہو کر گویا حلوے میں زہر ملا کر ان کو ہلاک کر رہے ہیں "لعاذنا اللہ منہم" اور اب تو ابن سعود نجدی کے مداح بن کر عملاً مسلمانوں سے انہوں نے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ بہر حال نجدی اور دیوبندیوں کے دلوں میں خدا اور رسول خدا کی کچھ عظمت نہیں ہے۔ "امکان کذب باری" کے قائل ہو کر انہوں نے توہین باری تعالیٰ کے جرم کا ارتکاب کیا حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان میں مشرکین سے بھی بڑھ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم معاذ اللہ حیوانات اور مجانین کی طرح اور شیطان کے علم سے کم بتایا۔ میلاد النبی کو "کنہیا کے سوانگ" سے تشبیہ دی اور میلاد کرنے والوں کو مشرک کہا آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین" اور چونکہ ان لوگوں کے دلوں میں حب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذرہ بھر موجود نہیں اس لئے یہ خارج از اسلام اور کافر ہیں۔ جیسا کہ علمائے حرمین شریفین کا مدلل اور مفصل فتویٰ ان کی نسبت صادر ہو چکا ہے۔

والسلام خاکسار ابو الفضل محمد کرم الدین عفا اللہ عنہ از بھیں، تحصیل چکوال ضلع جہلم۔

الجواب صحیح احمد دین واعظ الاسلام۔ از بادستھائی ضلع جہلم

صح الجواب محمد فیض الحسن عفا عنہ (مولوی فاضل) مدرس عربی گورنمنٹ ہائی سکول چکوال ضلع جہلم

ضمیمہ نمبر (۲)

قاضی مظہر حسین صاحب چکوالی کی کتاب پر ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور کا تنقیدی تبصرہ

تبصرہ نگار مولانا محمد سعید الرحمن علوی

" اپنی ادارتی زندگی میں پہلی بار کسی کتاب کے تعارف کے سلسلہ میں میرا قلم رک رک رہا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ ہمارے یہاں دینی معتقدات اور تاریخی روایات کو اس طرح گڈمڈ کر دیا گیا ہے کہ ایک جویائے حق کے لئے بڑی ہی کٹھن صورت پیدا ہو جاتی ہے ہماری سوچی سمجھی رائے ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے بعد جس یہودی عنصر نے منافقت کا روپ دھارا تھا اس نے ارتحال نبوی کے دل ہلا دینے والے حادثہ کے بعد خلافت کے مسئلہ میں جو روش اختیار کی اس نے افراتفری کی صورت پیدا کی گو کہ شروع دور میں انہیں زیادہ پر پرزے نکالنے کا موقع نہ ملا لیکن بالآخر ایسا وقت آیا کہ وہ ایرانی سطوت کی تباہی کا انتقام لینے کے لئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے میں کامیاب ہوگئے اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مظلومانہ شہادت نے رہی سہی کسر پوری کر دی اس کے بعد جو دو کیمپ بنے اور ان کے درمیان جو لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوا ان کے نتیجہ میں ملت کے انتہائی قیمتی انسان شہید ہوئے خود خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی افراتفری کے زمانے میں مسجد کوفہ میں منافقین کے خنجر کا شکار ہوگئے۔ تا آنکہ ان کے بعد حضرت معاویہ اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تدبر صلح جوئی اور جذبات کی فراوانی نے امت کو جوڑ دیا لیکن یہ جوڑ یار لوگوں کو ایک لمحہ گوارا نہ ہوا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے حلیم و مدبر خلیفہ راشد کے بعد وہ پھر پر پرزے نکالنے لگے تا آنکہ انکی دسیسہ کاریوں کے سبب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مظلومانہ شہادت کا واقع ہائلہ پیش آیا پھر سر آغا خان اول کے الفاظ میں بنو امیہ کی عظیم الشان خادم اسلام حکومت و سلطنت پارہ پارہ ہوئی پھر بنو عباس ہٹے، بغداد تباہ ہوا اور پھر ایسا سکون لٹا کہ الامان! حتی کہ دور آخر کی عثمانی سلطنت، اس سے پہلے مغل سلطنت اور ٹیپو کی شہادت جیسے تمام تر واقعات اسی سازشی ٹولہ کی دسیسہ کاریوں کے سبب

پیش آئے ماضی قریب میں رفض وسبائیت کے نام لیواؤں کی مکروہ فطرت کا تجزیہ کرتے ہوئے بعض اہل قلم نے بہت کچھ لکھا لیکن ہمیں اعتراف ہے کہ وہ رد عمل میں ایسی باتیں کہہ گئے جو کسی طرح مناسب نہ تھیں رد عمل کے طور پر جذباتیت سامنے آتی ہے اور جذباتیت بہر طور اچھی نہیں۔ پھر کچھ ایسے حضرات سامنے آئے جنہوں نے دو انتہاؤں کے درمیان حقائق کو نکھارا اور حضرات صحابہ علیہم الرضوان کی قرآن وسنت میں متعین حیثیت قائم رکھتے ہوئے تاریخی روایات کی چھان پھٹک کی اس قسم کے باہمت افراد کا ہاتھ بٹانا وقت کی ضرورت تھی تاکہ ایک طرف رفض وسبائیت کا طوفان بلاخیز ختم ہو تو دوسری طرف رد عمل کی تحریکوں کو دائرہ عمل میں رکھا جاسکے۔ لیکن افسوس کہ ایسا کرنے کے بجائے ان شخصیات کو نشانہ پر رکھ لیا گیا جس کی افسوسناک مثال یہ کتاب ہے۔ ہمیں ذاتی طور پر معلوم ہے کہ مولانا محمد اسحٰق سندیلوی نے کراچی جیسے شہر میں کتنا اہم کام سر انجام دیا لیکن انہیں خارجی ثابت کرنے کی یہ کوششیں کسی طرح مستحسن قرار نہیں دی جاسکتیں۔ دراصل یہ المیہ اس لئے رونما ہو رہا ہے جیسا کہ ہم نے عرض کیا معتقدات دینی اور تاریخی روایات کو باہم گڈمڈ کر دیا گیا ہے اور اختلاط کا نتیجہ بہر طور صحت مند نہیں ہوتا۔ ایران میں خمینی کے خونی انقلاب اور پاکستان میں اس کے بڑھتے ہوئے اثرات پر قابو پانے کے لئے اہل سنت کے دعویدار بزرگوں کا باہمی ربط وارتباط ضروری ہے اسی جذبہ صادقہ کے تحت ہم اپنے مخدوم ومعظم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب زید مجدھم سے درخواست کریں گے کہ جن حضرات پر انہیں اس قسم کی بدگمانی ہے ان سے مجلس گفتگو کا اہتمام فرمائیں اور علمی انداز سے مسائل کو حل کر کے امت کی بہتری کا سامان فراہم کریں ـــ اللہ رب العزت مسلک حقہ کے خدام کو اس پر پیچ دور میں جادہ اعتدال پر رہنے اور مسائل کو احسن طریق سے نمٹانے کی توفیق دے ـــ۔ کاش! قاضی صاحب جیسے عظیم المرتبت انسان کے بالغ قلم سے ایسی تحریر منصۂ شہود پر نہ آتی (ہفت روزہ خدام الدین لاہور صفحہ ۲۴۔ ۱۳ مئی ۱۹۸۳ء)

چکوالی فرقہ کے گلابی شیعوں کا نیا فلسفہ

گلابی شیعوں کے ان جدید نمائندوں نے ایک نیا فلسفہ تراشا ہے کہ علماء متاخرین کی اجتہادی خطا تسلیم کرنا تو جرم ہے مگر حضرت معاویہ کی خطائے اجتہادی ماننا لازمی ہے اور جو نہ مانے وہ خارجی ہے۔ اسی طرح چکوالی فرقہ کے نزدیک حضرت علی کے متعلق تو سیاسی تدبیر میں خطاء اجتہادی تک ماننا بھی گناہ ہے۔ لیکن حضرات حکمین کو ضال ومضل، مخالف قرآن، سنت نافرمان وغیرہ کہنا اور حضرت معاویہ کو نہ صرف سیاسی بلکہ عقائد اور اصول تک میں شرعی خطا کرنے والا ماننا نہایت ضروری ہے۔

بقیہ از صنک

خاکروب جھاڑو لگانے والا اور ہیرامنڈی کی طوائف کا ووٹ برابر ہے جبکہ سب کی سوچ میں اور دماغی صلاحیتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے جب ووٹر تولے جائیں گے تو بھلے سے وہ ڈاکٹر ہو یا ہسپتال کا ڈسپنسر وہ عالم ہو یا جاہل انجینئر ہو یا مزدور... کوئی ہوا اس سے کیا فرق پڑتا ہے جو صحت مند اور خوب پلا پلایا ہوگا وہ اپنے امیدوار کی جیت کا سبب بنے گا آہا بڑا مزا آئے گا... تو آخری عرض کہ اب جمہوریت میں الیکشن کے ساتھ ترازو کا اضافہ کر دیا جائے اور شناختی کارڈ کی بجائے ووٹر لنگوٹ کس کے ترازو پر سے گزرے تاکہ بے ایمانی اور دھاندلی کا اندیشہ نہ رہے ممکن ہے کوئی منچلا کپڑوں میں پتھر یا اور کوئی بھاری چیز جیب میں ڈال لے ----- اس "جدید جمہوریت" میں عمر کی بھی قید نہ ہوگی بھلے سے آپ دودھ پیتے بچے کو بھی ساتھ لے آئیں.... آنے والی روح کا بھی ووٹ ضائع نہ ہوگا ------- سب ووٹ بمع ووٹر بمع امیدوار محفوظ رہیں گے

ذرا یہ نسخہ آزما کر تو دیکھیں!

جمہوریت۔ الیکشن اور ترازو

کمال ہو گیا حد ہو گئی ۔۔۔۔ دیکھا کتنا بڑا اجتماع تھا ۔۔ ایسا بڑا اجتماع دیکھا نہ سنا ایک تو لوگوں کی عادت سی ہو گئی ہے کہ ہر چمکتی چیز کو سونا سمجھ لیتے ہیں عوام الناس QUALITY (معیار) QUANTITY (مقدار) کو ایک ہی کشتی میں لے کر چپو ہلاتے رہتے ہیں معیار اور چیز ہے مقدار اور چیز ہے اب تو صرف مقدار دیکھ کر مقبولیت کے اندازے مقرر کر لئے جاتے ہیں واہ واہ ہوتی ہے داد کے ڈونگرے برستے ہیں

اب دیکھیں ناں .... ۲۰ مارچ کو وزیراعظم بے نظیر زرداری صاحبہ نے قرارداد پاکستان کی گولڈن جوبلی کے سلسلے میں مینار پاکستان کے سائے تلے ملک کے سارے وسائل جھونک دیئے اربوں روپیہ برباد کر ڈالا .... صرف نمائش .... دکھاوا ۔۔ جھوٹی شہرت، جھوٹی انا، ہٹ دھرمی ۔۔ اپنی فرعونی طاقت کا زعم ...... اپنا کھوٹا سکہ جمانے اور منوانے کا شوق ۔۔ رات کی تاریکی میں روشنیوں سے جگمگ کرتے مینار تلے جانے کون سا عہد دہرایا گیا باتیں تو بہت خوب صورت ہوئیں گھن گرج بھی تھی .... باتیں لچھے دار ..... مزیدار، کراری، رنگین، قوس قزح کے رنگ لئے ہوئے ..... قوس قزح کے رنگ مستقل کب ہوتے ہیں بارش برسنے کے بعد چند لمحے افق پر نظر آتے ہیں اور پھر غائب ۔۔۔

ایسے ہی ہمارے سیاسی لیڈر، ان کی نازک اندام جمہوریت، ان کے کھوکھلے جلسے جلوس ..... یہ لوگ سٹیج پر قوس قزح کی طرح چند لمحوں کو نظر آتے ہیں اور پھر جانے کہاں غائب ہو جاتے ہیں

۲۰ مارچ کے بعد ۲۳ مارچ کو دوسری پہلوان ٹیم نواز شریف کی قیادت میں لنگوٹ کس کر مینار پاکستان کے وسیع و عریض سٹیج پر نمودار ہوئی اس کے ساتھ کئی رنگ برنگے چھوٹے بڑے، دراز قد، پستہ قد اور کھٹے میٹھے پہلوان تھے ان میں الطاف حسین جیسے پہلوان بھی تھے جو کچھ عرصہ پہلے دوسری ٹیم میں اپنی پہلوانی کے جوہر دکھا رہے تھے اچانک وہاں چت ہوئے تو ادھر آ نکلے ..... انہی کے بارے میں کہا گیا ہے

ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے

یہ جلسہ بھی خوب تھا پورا ٹریفک نظام معطل ہو کے رہ گیا پکڑ دھکڑ جاری رہی بسیں ویگنیں اور سوزوکیاں یوں سہمی سہمی اور چھپتی پھر رہی تھیں جیسے شیر کی دھاڑ سے جنگل کے کمزور جانور سہم جائیں یا بھیڑیے کے حملے سے گلے کی بکریاں سر چھپانے اور جان بچانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے لگیں

یہاں اکھاڑے میں پہلوانوں کی طاقت نہیں بلکہ عوام کی طاقت تولی جاتی ہے جس طرف وزن زیادہ نکلا پلڑا جھکا بس وہ فاتح قرار پایا۔

تو صاحب بات ہو رہی ہے اربوں روپے کے ضیاع کی ایک محتاط تجزیئے کے مطابق گزشتہ سوا سال میں آئی جے آئی اور پی پی پی نے جلسوں پر کم از کم چودہ ارب روپے خرچ کر ڈالے ہیں تقریباً سات ارب روپے آئی جے آئی اور سات ارب پی پی پی نے ....

"صدقے تھیواں انہوں نے کوئی وکھری ٹائپ کے جلسے کئے ہیں"

کیا ہی اچھا ہوتا یہ رقم اللوں تللوں میں اور فضول اڑانے کی بجائے عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کی جاتی اور رقم عوام پر "جمہوری طریقے" سے خرچ ہونی چاہیئے کیونکہ اس ملک میں صدیوں بعد جمہوریت کا ایک ننھا سا پودا پھوٹا ہے ..... ہائے اللہ ..... آنکھ پھوٹے تو انسان اندھا ہو جاتا ہے .... مقدر پھوٹے تو زندگی اجیرن ..... زخم پھوٹے تو پیپ اور خون ..... یہ جو جمہوریت پھوٹی ہے تو اندر سے مہنگائی بے حیائی بے شرمی بے غیرتی کا لاوا پھوٹ نکلا ہے ..... ہاں تو یہ جو پودا پھوٹا

ہے کہیں ایسے نہ ہو مرجھا جائے ہمارے سیاسی لیڈروں کو اس کا بڑا خیال ہے وہ اپنی ساری توانائیاں اور صلاحیتیں اسے بچانے پر صرف کر رہے ہیں ہارس ٹریڈنگ بھی تو اسی لئے ہے کہ ممبروں کی خرید و فروخت سے جمہوریت کو تقویت ملے گی اگر کسی ممبر کو کروڑوں روپیہ نہیں ملے گا وہ کیسے اس "ننھے منے جمہوری پودے" کی حفاظت کریگا۔

اقدار بدل گئی ہیں جہاں ہر چیز بک رہی ہے وہاں اب مارکیٹ میں انسان بھی بکنے لگا ہے اسے بھی "قیمت کی چٹ" لگا کر اوپن مارکیٹ میں رکھ دیا گیا ہے جس کی جیب اجازت دے اسے خرید لے ہر چیز گراں ہے قیمتیں چڑھ گئی ہیں اسمبلی ممبران بھی بہت مہنگے اور نایاب جنس ہیں نایاب نہ ہوتے تو اتنی بولیاں کیسے لگتیں ظاہر ہے ممبر اور ممبری بکنیکی چیزیں ہیں بار بار بکیں گی.........

جہاں زندگی کی ان گنت اقدار بدل گئی ہیں وہاں اب جمہوریت کا طریقہ کار بھی بدلنا چاہیئے جمہوریت کا اصول ہے کہ "اس میں انسان گنے جاتے ہیں تولے نہیں جاتے"

ہم کہتے ہیں یہ گنتی اور شمار فضول ہے اسے چھوڑیں اب انسانوں کو تولنا چاہیئے آخر تولنے میں ہرج ہی کیا ہے دنیا میں ان گنت اشیأ تولی جارہی ہیں انسان کو ترازو میں تول لیا گیا تو کیا ہوا بلکہ ہماری رائے ہے کہ ووٹنگ کا طریقہ کار بدلنا چاہیئے ایک جدید قسم کا خودکار ترازو ہونا چاہیئے جو کمپیوٹرائز COMPUTERIZE ہو جس لمحے ووٹنگ شروع ہو ہر ووٹر اس پر سے گزرے اور یوں وزن جمع ہوتا رہے جب ایک ممبر کے ووٹر بھگت لیں تو دوسرے ترازو میں تلیں .... کمپیوٹر میں ایسا نظام بھی ہونا چاہیئے کہ کوئی اگر دوبارہ بطور ووٹ اپنا وزن لے کر ترازو میں آئے تو کمپیوٹر اسے دھکا دے کر اتار دے اور اسے ہمیشہ کے لئے فارغ کر دیا جائے تاکہ باقی ماندہ ایسی نازیبا حرکت سے باز آجائیں آخر جمہوریت ہے کوئی مذاق تو نہیں اور جب سب ووٹر وزن جمع کرا چکیں تو کمپیوٹر اعلان کر دے کہ ہر ممبر کو کتنے ٹن کتنے من کتنے سیر اور کتنے چھٹانک وزن ملا ہے جس پارٹی ممبر کا وزن زیادہ نکلے اسے فاتح قرار دے دیا جائے جمہوریت کے اس جدید طریقہ کار میں فوائد اتنے بے شمار ہیں کہ آپ کو بچپن میں یاد کئے ہوئے "پہاڑے" بھی بھول جائیں گے کیونکہ ہر امیدوار کی کوشش ہوگی کہ وہ پلے پلائے موٹے تازے صحت مند ووٹر تلاش کرے دیکھیں ناں جب عوامی نمائندوں کو یقین ہوگا کہ اگر ہمارے ووٹر صحت مند اور بھاری بھرکم ہوں گے تو تب ہی ترازو میں تل کر ہماری جیت کا سبب بنیں گے تو وہ الیکشن جیتنے کے بعد بھی انہیں اپنے در پر سے دھتکاریں گے نہیں بلکہ جب وہ ملنے آئیں گے انہیں پیار سے بٹھائیں گے... مکھن کھلائیں گے لگائیں گے... تاکہ ان کی صحت برقرار رہے

اس سے ایسے ایسے عظیم الشان فوائد نکلیں گے کہ ملکی معیشت کو چار چاند لگ جائیں گے ویسے چاند ایک ہی ہوتا ہے جانے یہ چار وہ کس کہکشاں سے ڈھونڈ لائے ہیں بس جی ہم تو کہتے ہیں بہت سی باتیں سمجھ سے بالا تر ہوتی ہیں آپ بھی مان لیں چار چاند ہوتے ہیں -------- تو بات چل رہی تھی۔ گولی چلے یا بات چلے دونوں اگر صحیح سمت چلیں گی تو فائدہ ہوگا غلط سمت چلیں گی تو نقصان ہوگا... فی الحال ہمارا گولی کا پروگرام نہیں ویسے اگلے وقتوں میں بادشاہوں کے ہاں کام کرنے والی بھی "گولی" کہلاتی تھیں .... زمانہ بدل گیا .... اقدار بدل گئیں .... "گولی" کی بھی اقدار بدل گئیں اب جو گولی نکلتی ہے وہ اپنے پرائے کی تمیز کئے بغیر چاٹ لیتی ہے اسے کیا چاٹنے والے تو بس چاٹا کرتے ہیں

چار چاند چھوڑ کر ہم دور نکل آئے ----- معیشت کو چار چاند لگا رہے تھے جب ووٹر تولے جائیں گے تو پیداوار کا خاص خیال رکھا جائے گا کیونکہ وہ جتنا زیادہ کھائیں گے اتنے زیادہ موٹے ہوں گے اور خوراک پیدا کرنے کے لئے محنت بھی زیادہ کرنی ہوگی محنت کے لئے افرادی قوت کی ضرورت ہوگی افراد ہونگے تو روزگار کھلے گا بہتوں کا فائدہ ہوگا لاکھوں بیروزگار جمہوریت کو دعائیں دیں گے

اور سب سے بڑی بات "جمہوریت" پر سے یہ اعتراض اٹھ جائے گا کہ اس میں ایک سکالر ڈاکٹر انجینئر عالم صدر وزیر اعظم

(بقیہ صفحہ ۴۴ پر

حکیم محمود احمد ظفر (سیالکوٹ)

(آخری قسط)

سیدنا ولید بن عقبہؓ ——— گورنر کوفہ

آپ شجاعت، جود و سخا اور خلق و مروت میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ مزید برآں نہایت بہترین ادیب اور باکمال شاعر بھی تھے۔ چنانچہ ابن اثیر نے لکھا ہے :۔

وکان من رجال قریش ظرفاً وحلماً وشجاعةً وادباً وکان من الشعراء المطبوعین۔

آپ قریش کے بہترین آدمیوں میں سے تھے عالی ظرفی کے لحاظ سے حلم اور شجاعت کے لحاظ سے اور ایک بہترین ادیب اور باکمال شاعر تھے۔

(اسد الغابہ جلد ۵ ص۹۱، الاصابہ جلد ۳ ص۶۰، تہذیب التہذیب جلد ۱۱ ص۱۴۶)

اصمعی اور ابو عبیدہ کا قول ہے :۔

وکان شاعراً کریماً۔

اور آپ ایک کریم النفس شاعر تھے۔

(اسد الغابہ جلد ۵ ص۹۱)

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں :۔

وکان الولید شجاعاً شاعراً جواداً، قال مصعب الزبیری وکان من رجال قریش وشعرائھم۔

ولیدؓ شجاع، بہادر، شاعر اور صاحب جود و سخا آدمی تھے، مصعب زبیری کہتے ہیں کہ وہ قریش کے بہترین آدمیوں میں سے تھے اور شعراء میں سے تھے۔

(اصابہ جلد ۲ ص۶۰۱، نسب قریش ص۱۳۸)

ایسا ہی علامہ ابن عبد البرؒ نے بھی لکھا ہے، ملاحظہ ہو استیعاب جلد ۲ ص۵۵۶)

جیساکہ سعید بن العاصؓ کے تذکرے میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ وہ بہت سخی تھے اور اگر کسی سائل کو دینے کے لئے ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تو وہ ایک یادداشت بطور ہنڈی لکھ کر دے دیتے اور جب ان کے پاس روپیہ آتا تو سائل وہ یادداشت دکھا کر رقم لے لیتا اور وہ ہر جمعہ کو اپنے غلام کے ہاتھ درہم و دینار کی تھیلیاں بھر بھر کر بھیجتے۔ اسی وجہ سے وہ تین لاکھ درہم یا تیس لاکھ درہم کا قرض چھوڑ کر فوت ہوئے (ملاحظہ ہو استیعاب جلد ۲ ص ۵۵۶، اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۱۱، البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۸۱ - ۸۳) یہ سخاوت کی انتہا تھی، لیکن مؤرخین نے لکھا ہے کہ سیدنا ولیدؓ، سیدنا سعید بن العاصؓ سے بھی زیادہ سخی تھے۔ چنانچہ علامہ ابن عبد البرؒ نے لکھا ہے:

وکان الولید اسخیٰ منہ	ولیدؓ سعیدؓ سے بھی زیادہ سخی، زیادہ
واسن والین جانبًا	عمر رسیدہ اور زیادہ نرم خو تھے۔

(استیعاب جلد ۲ ص ۵۵۶)

سیدنا ولیدؓ کو جب کوفہ کی گورنری سے معزول کیا گیا اور ان کی جگہ سیدنا سعیدؓ کو گورنر مقرر کیا گیا تو کوفہ کے بعض شاعروں نے کہا ؎

یا ویلنا ذھب الولید | وجاءنا من بعدہٖ مجوّعًا سعید
ینقص فی الصاع ولا یزید

ہائے ولید چلا گیا اور ان کے بعد سعید، جو بھوکا مرنے والا ہے گورنر بن کر آیا ہے وہ پیمانہ میں کمی کرتا ہے زیادتی نہیں کرتا،

(استیعاب جلد ۲ ص ۵۵۶)

علامہ ابن جریر طبری نے لکھا کہ سیدنا ولیدؓ کو جب معزول کیا گیا تو کوفہ کی لونڈیاں سیاہ لباس پہن کر یہ اشعار پڑھتی تھیں ؎

یا ویلنا قد عزل الولید	وجائنا مجوّعًا سعید
ینقص فی الصاع ولا یزید	فجوّع الاماء والعبید

ہائے ولیدؓ معزول ہو گئے اور سعید جو بھوکوں مارنے والا ہے ہمارا گورنر بن کر آیا ہے۔

وہ پیمانہ میں کمی کرتا ہے نہ زیادتی نہیں کرتا ، پس اب لونڈیاں اور غلام بھوکے مر گئے
(طبری جلد ۳ صفحہ ۴۳۰)

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سیدنا ولید بن عقبہ رضؓ کس قدر سخی اور صاحبِ علم و مروت انسان تھے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کی یہ سخاوت اور مروّت ان کے ماں جائے بھائی سیّدنا عثمان بن عفانؓ کی آئینہ دار ہے ۔

اس طرح کے اور کئی واقعات تاریخ کی کتابوں میں سیدنا ولید بن عقبہ رضؓ کے بارہ میں ملتے ہیں جن سے ان کی ذاتی شرافت اور نسبی شرافت کا پتہ چلتا ہے ، لیکن تعصب سے اندھے حضرات نے سیدنا عثمان کے ماں جائے بھائی ہونے کے ناطے ان کی شخصیت کو بھی مختلف اعتراضات سے مجروح کیا جن میں ایک شراب نوشی کا الزام بھی ہے ۔ اس الزام کی حقیقت کیا ہے ہم اس کو ذرا تفصیل سے بیان کرنا چاہتے ہیں ۔

سیدنا ولید بن عقبہ رضؓ امیر المؤمنین سیّدنا عثمانؓ کی جانب سے پانچ سال تک گورنری کے منصبِ جلیلہ پر فائز رہے ۔ انہوں نے اپنے تدبر و سیاست اور علم و بردباری سے کوفہ میں عدل و انصاف کا بول بالا کیا اور اس کو ایک مثالی صوبہ بنا دیا ۔ لیکن اس دوران ایک ایسا واقعہ پیش آ گیا جس کی وجہ سے کوفہ کے شر پسند عناصر آپ کے سخت مخالف ہو گئے ، اور انہوں نے آپ پر شراب نوشی کا گھناؤنا الزام لگا دیا ، اور سیّدنا عثمان رضؓ نے ان پر حد جاری کر کے انہیں گورنری سے معزول فرما دیا ۔ اس سازش اور غلط الزام کی تفصیلات جو ابن جریر طبری اور دوسرے مؤرخین نے ذکر کی ہیں حسب ذیل ہیں :-

ابو زینب ازدی ، جندب ازدی ، اور ابو مورع کے بیٹوں نے ایک رات ایک کوفی نوجوان علی بن الحیسمان کے ہاں نقب لگائی اور انہیں قتل کر دیا ۔ ان کے پڑوس میں اس وقت مشہور صحابی رسول ابو شریح الخزاعی رضؓ اور ان کے صاحبزادے ٹھہرے ہوئے تھے ۔ پڑوس میں شور سن کر ان دونوں حضرات کی آنکھ کھل گئی ۔ انہوں نے اس مظلوم کو بچانے کی انتہائی کوشش کی لیکن ان کی کوئی پیش نہ گئی اور وہ نقب زن ابن الحیسمان کو قتل کر گئے ۔ سیدنا ولید رضؓ کے ہاں مقدمہ پیش ہوا ۔ سیّدنا ابو شریح رضؓ اور ان کے صاحبزادے نے قاتلوں کے خلاف گواہی دی ، اس گواہی کی بنا پر سیدنا ولید رضؓ نے قاتلوں کو

قصاص میں قتل کر دیا۔ اس واقعہ سے اشرار کوفہ نے سیدنا ولیدؓ کے خلاف ایک محاذ بنا لیا۔

مقتولین کے باپ اور عزیز و اقارب سیدنا ولیدؓ کے سخت مخالف ہو گئے۔ اور وہ سب اس موقع کی تلاش میں رہنے لگے کہ کب سیدنا ولیدؓ سے اس بات کا انتقام لیا جائے۔ چنانچہ طبری کے الفاظ ہیں :۔

.... ابا زینب وابا مورّع وجندبًا وھم یحقرون له منذ قتل ابناءھم ویصنعون لعیون۔	ابو زینب، ابو مورّع اور جندب جب سے سیدنا ولیدؓ نے (قصاص میں) ان کے بیٹے قتل کئے، ولید کے بارہ اپنے دل میں بغض و کینہ رکھنے لگے۔

(طبری جلد ۳ صـــ۲۲۷)

سیدنا ولیدؓ شعر و ادب سے بھی خاصا لگاؤ رکھتے تھے۔ ان کا بنو تغلب کا ایک نصرانی شاعر دوست تھا اور اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس کے ننھیال اُسے اس وجہ سے بہت تنگ کرنے لگے تھے۔ سیدنا ولیدؓ نے اُس کا اس بارہ میں بہت مدد کی تھی۔ اس وجہ سے وہ ان کا بہت ممنونِ احسان تھا۔ پرانے تعلقات اور اس احسان کی وجہ سے وہ کبھی کبھی انہیں ملنے کے لئے آجاتا تھا۔ ایک روز وہ انہیں ملنے کے لئے آیا تھا اور جیسا کہ لکھا جا چکا ہے کہ انہوں نے اپنے مکان کو دروازہ تک نہیں لگایا ہوا تھا تاکہ کسی شخص کو ان کے پاس آنے میں رکاوٹ نہ ہو۔ جب یہ نومسلم شاعر آپ کے پاس آیا ہوا تھا تو ابو مورّع اور دیگر چند اشرار کوفہ اچانک ان کے مکان میں آگئے۔ سیدنا ولیدؓ نے ایک خوان میں کچھ انگور رکھے ہوتے تھے اور یہ دونوں حضرات کھا رہے تھے۔ جب یہ اشرار کوفہ اچانک مکان میں آدھمکے تو سیدنا ولیدؓ نے وہ خوان تخت کے نیچے چھپا لیا۔ ان لوگوں کو شبہ ہوا کہ شاید یہ کوئی شراب کی بوتل تھی جو سیدنا ولیدؓ اس نومسلم شاعر کے ساتھ مل کر پی رہے تھے جس پر وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔

اشرافِ کوفہ کو جب ان کی اس حرکت کا علم ہوا تو انہوں نے ان شرپسندوں کو ملامت کی، لیکن سیدنا ولیدؓ نے چشم پوشی فرماتے ہوئے اشراف کوفہ کے غصہ کو ٹھنڈا کر دیا۔ مگر سیدنا ولیدؓ کی چشم پوشی نے انہیں بجائے پشیمان ہونے کے دلیر بنا دیا۔ ابو مورّع اور اس کے ساتھی سیدنا عثمانؓ کے پاس

پہنچ گئے اور سیدنا ولید رضؓ کی معزولی کا مطالبہ کر دیا۔ لیکن سیدنا عثمان رضؓ نے ان کے اس مطالبہ کو درخور اعتنار نہ سمجھا اور وہ ناکام واپس آئے۔

اس دوران میں ایک اور واقعہ رونما ہوگیا۔ وہ یہ کہ ایک جادوگر کوفہ آیا۔ اس کی بعض حرکات کی وجہ سے قاضیٔ کوفہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضؓ نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔

سیدنا ولید رضؓ اس کو قتل کرنے ہی لگے تھے کہ ان اشرار میں سے ایک نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کو قتل کر دیا۔ سیدنا ولید رضؓ نے اس قاتل کو اقدام بے جا کے الزام میں قید کر دیا۔ اشرارِ کوفہ نے اس موقع پر پھر ان کی معزولی کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے اور ان کے دلوں میں گورنر کوفہ کے بغض و عداوت کی آگ تیز تر ہوگئی۔

اب ان لوگوں نے ایک اور سازش تیار کی۔ ایک رات سیدنا ولید رضؓ کے ہاں مجمع زیادہ تھا۔ مجلس برخاست ہونے کے بعد جب سب لوگ چلے گئے تو ابوموزع اور ابوزینب چلے جانے کی بجائے ایک کونے میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ سیدنا ولید رضؓ تکان کی وجہ سے تکیہ پر سر رکھ کر لیٹ گئے۔ اور ان کی آنکھ لگ گئی۔ ان دونوں نے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ سے انگوٹھی اتار لی اور بھاگ گئے۔ سیدنا ولید رضؓ جب بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ہاتھ میں انگوٹھی نہیں ہے۔ سخت پریشان ہوئے۔ آپ کو بعد میں معلوم ہوگیا کہ انگوٹھی اتارنے والے کون تھے؟ آپ نے اپنے آدمی دوڑائے تاکہ انہیں ڈھونڈھ نکالا جائے۔ لیکن وہ یہ انگوٹھی مدینہ منورہ لے کر چلے آئے۔ یہاں آکر انہوں نے سیدنا ولید رضؓ پر شراب نوشی کا الزام عائد کر دیا اور اپنے اس الزام کو صحیح ثابت کرنے کے لئے دلیل یہ دی کہ وہ نشے میں مدہوش تھے اور اس حالت میں ہم نے ان کے ہاتھ سے انگوٹھی اتاری ہے ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس نے اپنی آنکھوں سے انہیں شراب پیتے دیکھا ہے اور دوسرے نے یہ کہا کہ اس نے شراب کی قے کرتے دیکھا ہے، جس پر سیدنا عثمان رضؓ نے گورنر کوفہ سیدنا ولید رضؓ کی طلبی فرمائی اور ان پر حد جاری کی اور انہیں اس عہدہ سے معزول کر دیا۔

یہ تھا وہ واقعہ جو طبری اور ابن اثیر نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ نہ اس میں یہ مذکور ہے کہ انہوں نے نشہ کی حالت میں نماز پڑھائی اور نہ ہی "اور پڑھاؤں" کے الفاظ مذکور ہیں۔ معلوم نہیں ابن عبدالبر اور چند اور حضرات نے یہ الفاظ کہاں سے لئے ہیں۔ طبری نے شیعہ ہونے کے باوجود یہ الفاظ

نقل نہیں کئے۔

یہ ایک سازش تھی جو سیدنا ولیدؓ کے خلاف اشرارِ کوفہ نے کی۔ اس میں حقیقت کا کوئی شائبہ نہیں تھا اور اس سازش میں پیش پیش ابوزینب بن عوف اور ابو مورّع تھے۔ جن کے لڑکوں کو قتل کے قصاص میں سیدنا ولیدؓ نے قتل کروایا تھا۔ چنانچہ طبری نے لکھا ہے:۔

"اشرارِ کوفہ، کوفہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے سیدنا ولیدؓ کو معزول کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے لئے شراب نوشی کی سازش ابوزینب اور ابو مورّع نے تیار کی اور شہادت بھی انہوں نے دی۔" (طبری جلد ۳ صہ ۳۲۹)

طبری ہی میں ہے کہ سیدنا ولیدؓ کو جب گورنری سے معزول کرکے مدینہ طیبہ بلایا گیا تو ابو مورّع اور ابوزینب نے اس بات کی شہادت دی کہ سیدنا ولیدؓ نے شراب پی ہے۔ سیدنا ولیدؓ نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے شراب نہیں پی، لیکن شہادتیں پیش ہو چکی تھیں۔ (خواہ وہ جھوٹی ہی تھیں) اس وجہ سے سیدنا عثمانؓ نے ان پر حد جاری کرنے کا حکم فرمایا لیکن ساتھ ہی فرمایا:۔

فنقیم الحدود ویبوء شاهد الزور بالنار فاصبر یا اخی (طبری ج ۳ صہ ۲۲۹)	ہم تو حد جاری کریں گے اور جھوٹے گواہ جہنم میں جائیں گے۔ اے میرے بھائی تم صبر کرو!

ایک اور روایت میں ہے کہ سیدنا ولیدؓ نے دربارِ خلافت میں عرض کی:۔

"امیر المؤمنین! میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ یہ دونوں (گواہ) میرے دشمن ہیں، اور مقتولین کے وارث ہیں۔ زخم خوردہ ہیں۔ سیدنا عثمانؓ نے فرمایا۔ میرے بھائی! فکر نہ کرو۔ ہم تو اس شہادت کے مطابق عمل کریں گے جو ہمارے پاس پہنچ چکی ہے۔ ظالم سے خُدا بدلہ لے گا اور مظلوم کو جزا دے گا۔"

(طبری جلد ۳ صہ ۳۲۹)

شاہدین نے کیا شہادت دی۔ یہ ابن کثیرؒ کے الفاظ میں سنئے:۔

شهد بعضهم علیه انه شرب الخمر و شهد اخر انه راٰه یتقایاها	بعض نے ان کے خلاف یہ گواہی دی کہ انہوں نے شراب پی اور دوسروں نے کہا کہ انہوں نے شراب کی قے کرتے

(البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص۱۵۵) | دیکھا۔

علامہ طبری نے لکھا ہے کہ سیدنا ولید رضؓ کے خلاف دو گواہوں نے گواہی دی۔ ان گواہی دینے والوں میں ابوزینب اور ابو مورع نہ تھے، بلکہ ایک حمران تھا اور دوسرا ایک اور شخص۔ سیدنا عثمان رضؓ نے جب ان گواہوں سے پوچھا کہ تم کس بات کی گواہی دیتے ہو؟

اتشهدان انكما رأيتماه يشرب الخمر۔	کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ تم نے ولید کو شراب پیتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے؟
انہوں نے جواب دیا	
لا وخافا	نہیں اور وہ دونوں ڈرے۔

، یعنی اس واقعہ کو چشم دید اور آنکھوں دیکھا کہتے ہوئے ڈرے۔

سیدنا عثمان رضؓ نے پوچھا کہ پھر تم کس بات کی شہادت دیتے ہو؟ جواب دیا کہ وہ قے کر رہے تھے اور شراب کے قطرے ان کی ڈاڑھی سے ٹپک رہے تھے۔

(طبری ج ۳ صفحہ ۳۳۰)

یہ شہادت نہ تو قطعی تھی اور نہ ہی چشم دید، لیکن اس کے باوجود آپ نے سیدنا سعید بن العاص رضؓ کو حد جاری کرنے کا حکم فرمایا۔ اس پر سیدنا سعید رضؓ نے کہا:

یا امیر المؤمنین! انشدك الله فوالله انهما لخصمان موتوران	امیر المؤمنین! خدا کی قسم یہ دونوں دشمنی کی وجہ سے ان سے انتقام لینا چاہتے ہیں۔

لیکن امیر المؤمنین رضؓ نے اس کے جواب میں فرمایا!

"تم حد جاری کرو۔ ہم تک جو چیز پہنچی ہے ہم اس کے مطابق عمل کریں گے۔ جس نے کسی پر دست درازی کی، اللہ تعالیٰ خود اس کے بدلہ میں ظالم سے نمٹ لیں گے۔ اور مظلوم کو اس کی جزا دیں گے۔" (طبری جلد ۳ ص ۳۲۹)

جن لوگوں نے آپ کے خلاف شہادت دی تھی ان میں سے ایک شخص کا نام بعض روایات میں حمران نقل کیا گیا ہے۔ حمران کیسا شخص تھا اس کے بارہ میں الاستاذ محب الدین الخطیب فرماتے ہیں۔

وہ سیدنا عثمانؓ کے غلاموں میں سے تھا۔ سیدنا ولیدؓ کے خلاف شہادت دینے سے سے پہلے بھی وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہتا تھا۔ اس نے مدینۃ الرسول میں ایک ایسی مطلّقہ عورت سے شادی کر لی تھی جو ابھی پہلے خاوند کی عدّت میں تھی۔ وہ اس کے پاس گیا جس جس پر سیّدنا عثمانؓ اس پر سخت غصے ہوئے۔ اس وجہ سے اور دوسرے کئی ایک امور کی وجہ سے سیدنا عثمانؓ نے اسے اپنی خدمت سے برطرف کر کے شہر بدر کر دیا تھا۔ وہ کوفہ چلا گیا تھا اور وہاں بھی فساد و فتنہ برپا کرنے کی حرکات کرنے لگا وہاں اس نے ایک عابد اور صالح شخص عامر بن قیسؓ پر افترا پردازی کی اور ارباب حکومت کے پاس اس کی جھوٹی خبریں پہنچائیں۔ اس پر اسے شام بھیج دیا گیا"

(العواصم من القواصم ص ۹۸ تعلیقہ)

یہی شخص سیدنا ولید بن عقبہؓ کے خلاف گواہی دینے کے لئے مدینہ طیبہ آیا یا لایا گیا تھا، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سازش تھی جو سبائیوں نے سیدنا ولیدؓ کے خلاف کی تھی، اس جرم سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

چنانچہ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ :-

ویقال ان بعض اهل الكوفة تعصبوا عليه فشهدوا عليه بغير الحق - (الاصابہ ج ۳ ص ۶۰۱)	اور کہا جاتا ہے بعض اہل کوفہ نے ولیدؓ کے ساتھ تعصب سے کام لیا اور ان کے خلاف ناحق شہادت دی۔

اس واقعہ کے بارے میں کچھ مزید لکھنے سے قبل ہم ایک حدیث کے بارہ میں کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں جس کو امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔

حدثنا حضين بن المنذر ابو ساسان قال شهدت عثمان بن عفان اتى بالوليد قد صلى الصبح ركعتين ثمّ قال ازيدكم فشهد عليه رجلان احدهما	ہم سے حدیث بیان کی حضین بن المنذر ابو ساسان نے، وہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان بن عفانؓ کے پاس اس وقت موجود تھا۔ جب ولید بن عقبہؓ کو لایا گیا۔ انہوں نے صبح کی دو رکعتیں پڑھی تھیں اور پھر کہا تھا " اور زیادہ کروں"

حمران انه شرب الخمر وشهد آخر انه رأه يتقياء فقال عثمان انه لم يتقيا حتیٰ شربها فقال يا علی قم فاجلده -

(مسلم جلد ۲ ص۷۲)

پس ان پر دو آدمیوں نے گواہی دی، جن میں ایک حمران تھا - اس نے گواہی دی کہ سیدنا ولید رضؓ نے شراب پی اور دوسرے نے گواہی دی کہ میں نے اسے شراب کی قے کرتے دیکھا، اس پر سیدنا عثمان رضؓ نے فرمایا کہ قے تو تب ہی کی جب اس نے شراب پی - پھر آپ نے فرمایا اے علی رضؓ! اٹھو اور اس کو کوڑے لگاؤ -

یہ ذہن میں رہے کہ خلافت فاروقی اور خلافت عثمانی میں مجرموں پر سزا نافذ کرنے کا عمل سیدنا علی بن ابی طالب رضؓ کے سپرد تھا - سیدنا عثمان رضؓ نے جب سیدنا علی رضؓ کو سزا دینے کے بارہ میں کہا تو حدیث میں آتا ہے :-

فقال علی قم يا حسن فاجلده فقال الحسن ولّ حارها من تولّیٰ قارها فكانه وجد عليه فقال يا عبد الله بن جعفر قم فاجلده وعلی يعدّ حتیٰ بلغ اربعين فقال امسك!

(مسلم جلد ۲ ص۷۲)

سیدنا علی رضؓ نے اپنے بیٹے حسن رضؓ سے کہا کہ اٹھو اور اس کو کوڑے لگاؤ سیدنا حسن رضؓ نے کہا کہ اس کی گرمی اسی کے سپرد کیجئے - جس نے اس کی ٹھنڈک کا مزہ لیا - پس انہوں نے کہا کہ اے عبد اللہ بن جعفر رضؓ! تم اٹھو اسے کوڑے لگاؤ - چنانچہ عبد اللہ بن جعفر رضؓ نے اسے کوڑے لگائے اور سیدنا علی رضؓ گنتے رہے - جب وہ چالیس کوڑوں پر پہنچے تو سیدنا علی رضؓ نے فرمایا بس کرو!

اس حدیث کے مطابق گواہوں نے جو گواہی دی وہ صرف اتنی تھی کہ ایک گواہ نے کہا کہ میں نے ولیدؓ کو شراب پیتے دیکھا اور دوسرے نے کہا کہ میں نے اسے شراب کی قے کرتے دیکھا - یہ کسی گواہ نے نہیں کہا کہ انہوں نے صبح کی دو رکعتیں پڑھا کر کہا تھا کہ "کیا اور پڑھاؤں" یہ بیان حضین بن المنذر کا ہے اور انہوں نے غالباً یہ بات اس شہرت کی بنا پر کہی جو ان کی روایت بیان کرتے وقت تک ہو چکی تھی - اس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا نفسِ واقعہ سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ گواہوں نے اپنی گواہی میں نماز کا کوئی ذکر نہیں کیا اور حضین اس واقعہ کے نہ تو گواہوں کی فہرست میں موجود ہیں اور نہ اس واقعہ کے وقت وہ کوفہ میں موجود تھے۔

عجیب بات یہ ہے کہ یہی روایت حضین بن المنذر سے مسند احمد میں تین مقامات پر نقل ہوئی ہے اور صحیح مسلم میں جس شخص نے یہ واقعہ حضین سے سنا ہے مسند احمد میں بھی وہی راوی ہے (ملاحظہ ہو مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۸۲، صفحہ ۱۴۰، صفحہ ۱۴۴، صفحہ ۱۴۵) جلد اول کے صفحہ ۸۲ اور صفحہ ۱۴۰ پر جہاں یہ حدیث بیان ہوئی ہے ان دونوں مقامات پر حضین کی زبان سے نماز کا کوئی ذکر نہیں اور نہ ہی کسی دوسرے نے نماز کا ذکر کیا ہے - شاید بعد والے راویوں نے یہ محسوس کیا کہ نماز کی بات گواہوں کی بیان کردہ تو نہیں ہے اس لئے انہوں نے صرف حد پر اقتصار کیا لیکن مسند احمد کے تیسرے مقام (جلد ۱ صفحہ ۱۴۴) پر جہاں یہ حدیث بیان ہوئی ہے وہاں نماز کا ذکر "مسلم" کی روایت کی طرح حضین کی زبان سے نقل ہوا ہے، لیکن وہاں دو رکعتوں کی بجائے چار رکعتوں کا ذکر ہے جو مسلم کی روایت سے معارض ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں سے ایک روایت میں تحریف ہوئی ہے۔

ان دونوں حالتوں میں نماز کا ذکر گواہوں کا نہیں بلکہ حضین بن المنذر کا ہے اور وہ گواہ نہیں ہیں اور نہ ہی وہ جائے واردات پر موجود تھے، لہذا نماز کا ذکر سبائیوں اور فتنہ پردازوں کی ایجاد ہے۔

اس کے علاوہ طبری اور ابن اثیر نے اپنی تاریخوں میں اس بارہ میں جو روایات نقل کی ہیں ان میں بھی نماز کا کوئی ذکر نہیں - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ولیدؓ کی طرف شراب پینے کا یہ فعل سازش کے تحت منسوب کیا گیا ہے - حقیقت میں وہ اس فعل کے مرتکب نہیں ہوئے تھے - ان کے خلاف دربار خلافت میں جو گواہ پیش ہوئے ان کے ناموں میں بھی اختلاف ہے اور اگر اختلاف نہ بھی مانا جائے (جو کہ درحقیقت ہے) تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ دو گواہوں نے ان کے خلاف گواہی دی

وہ گواہ ابو زینب اور ابو مورّع کو مان لیا جائے یا حمران یا دوسرے ایک شخص کو، پھر بھی یہ روایت کہ انہوں نے شراب پی کر نماز پڑھائی غلط معلوم ہوتی ہے کیونکہ وہ گورنر کوفہ تھے۔ نماز میں ان کے پیچھے دو نہیں بلکہ بہت زیادہ شخص ہوں گے۔ دو رکعت یا چار رکعت پڑھانے کے بعد ان کا یہ کہنا کہ "کیا اور پڑھاؤں" صرف دو شخصوں نے نہیں سنا ہوگا بلکہ بہت سارے لوگوں نے سنا ہوگا

یا اگر دو نے بھی سنا ہوگا تو اس جملہ سے انہوں نے وہاں شور مچا دیا ہوگا اور یہ بات کئی کانوں تک پہنچی ہوگی۔ اس وجہ سے صرف دو آدمیوں ہی کو بارگاہِ خلافت میں گواہی نہ دینی چاہئے تھی بلکہ بہت سارے آدمیوں کو گواہی دینا چاہئے تھی۔ کیونکہ یہ گواہی کسی معمولی آدمی کے بارہ میں نہ تھی بلکہ گورنر کوفہ کے خلاف تھی۔ لہٰذا زیادہ لوگوں کو گواہی دینا چاہئے تھی۔ لیکن روایات میں صرف دو گواہوں کا نام آتا ہے اور وہ دو بھی ان کے مخالفین میں سے تھے جیسا کہ روایات میں آتا ہے اور سیدنا ولید بن عقبہ رضؓ نے حد جاری کرتے وقت سیدنا عثمان رضؓ سے کہہ بھی دیا تھا۔ (ملاحظہ ہو طبری جلد ۳ صفحہ ۳۲۹)

بخاری کی ایک روایت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سیدنا عثمان رضؓ بھی بات سمجھ رہے تھے کہ گواہوں کو غلط گواہی دینے کے لئے پڑھا کر لایا گیا ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے گواہوں کے گواہی دینے کے باوجود حد جاری کرنے میں تأمل کیا۔ جس پر بعض لوگوں نے صحابئ رسول سیدنا عبیداللہ بن عدی رضؓ کو سیدنا عثمان رضؓ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے بارگاہِ خلافت میں حاضر ہو کر کہا "امیر المؤمنین! آپ ولید رضؓ پر کیوں حد جاری نہیں کرتے؟" آپ نے جواب میں فرمایا "یہ کیسی باتیں میں سن رہا ہوں۔ کیا میرا ان لوگوں پر وہ حق نہیں ہے جو سیدنا ابو بکر رضؓ اور سیدنا عمر فاروق رضؓ کا تھا۔"

فاما ما ذکرت فی شان الولید بن عقبۃ فسنأخذہ فیہ ان شاء اللہ بالحق۔	اور جو کچھ آپ نے ولید بن عقبہ رضؓ کے بارہ میں کہا تو ہم ان شاء اللہ اس کو جلد ہی حق کے ساتھ پکڑیں گے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۴۶۔ صفحہ ۵۴۷)

بخاری جو کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے اس میں بھی نماز کا ذکر نہیں ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ سازش کے تحت ان کے ذمہ لگایا گیا تھا۔ حقیقت الامر میں ان

سے یہ فعل صادر نہیں ہوا تھا اور گواہوں نے بالکل جھوٹی گواہی دی تھی۔

اس بحث سے ابن عبدالبرؒ کی ان روایات کی قلعی بھی کھل جاتی ہے جو انہوں نے اپنی کتاب میں نقل کی ہیں، کیونکہ وہ اصمعی، ابو عبیدہ اور کلبی سے مروی ہیں اور یہ تینوں کذاب ہیں۔

(ملاحظہ ہو میزان الاعتدال)

یہ تھا مختصر سا جواب سیدنا ولید بن عقبہؓ کے اس الزام کے بارہ میں جس کو دشمنانِ صحابہ موقع بےموقع اچھالتے رہتے ہیں، اور ایک صحابئ رسول پر اتہام لگاتے انہیں ذرا حیا نہیں آتی۔ حالانکہ سیدنا ولیدؓ کا مقام نہایت بلند تھا اور وہ نہ صرف سیدنا عثمانؓ کی خلافت میں ایک اہم عہدہ پر فائز ہوئے۔ بلکہ سیدنا ابوبکرؓ اور سیدنا عمرؓ نے بھی اپنی خلافتوں میں ان کو اہم عہدوں پر فائز فرمایا۔

میں ایرانی ایجنٹ ہوں ○ رشدی کا اعتراف

اس سوال پر کہ "شیطانی آیات" لکھ کر ساری دنیا کے مسلمانوں کو تم نے اپنا دشمن بنالیا۔ کبھی تأسف محسوس نہیں ہوا؟ رشدی بولا: تأسف کاہے کا؟ میں نے زندگی کی بہترین کتاب لکھی۔ لوگوں کے شدید رد عمل سے میں اپنی تخلیق کو برا بھلا کیوں کہنا شروع کر دیتا؟ یہاں تو لوگ اپنی ناجائز اولاد کو بھی برا نہیں کہتے۔ جبکہ میں نے "سٹینک ورسز" پر بہت محنت کی۔ "پینگوئن" نے اسے بڑی محنت اور کاوش سے شائع کیا۔

جس روز ایران کے ایک بڑے ملّانے میرے قتل کا فتویٰ جاری کیا اس روز مجھے یک بارگی ڈر سا لگا اور دل میں ہلکا سا، ایک لمحے کے لئے خیال آیا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے لیکن پھر دل نے تقویت پکڑلی۔ یہ فتویٰ میرے فن اور میرے قلم کی پختگی کی عالمی قبولیت ہے۔ خمینی کے قاتلانہ فتوے کی اطلاع مجھے میرے دوست طارق علی (معروف پاکستانی اشتراکی دانشور، جو خاصے عرصے سے لندن میں مقیم ہے اور گاندھی اور بھٹو پر متنازعہ فیہ کتابیں لکھ کر عالمی شہرت کما چکا ہے) نے دی تو مجھے ایک لمحے کے لئے خوف کے ساتھ حیرت بھی ہوئی۔ حیرت اس لئے کہ اس فتویٰ سے چند ہفتے پہلے ہی

میرے اس ناول "سٹینک ورسز" کا فارسی ترجمہ ہوا تھا اور مترجم کو موجودہ معروف ایرانی رہنما ہاشمی رفسنجانی نے انعام سے نوازا تھا اور اس کے لئے ایک تقریب بھی منعقد ہوئی تھی۔ پھر میں خود بھی شیعہ ہوں۔ اس لئے شیعہ بھائی کو دوسرے شیعہ کا خیال رکھنا چاہئیے تھا۔

(برطانوی جریدے "کمنٹس" سے انٹرویو۔ بشکریہ ہفت روزہ "زندگی" لاہور ۲۵ تا ۳۱ مئی ۹۰ء)

زبان میری ہے بات ان کی

- بے نظیر سے وفاداری میرا جزوایمان ہے (سپیکر معراج خالد)
- میرا جماعت اسلامی سے قلبی اور اعتقادی تعلق ہے (سپیکر معراج خالد)

اک طرف گیسوئے عذرائے سخن کی رونق
اک طرف جبّہ و دستار خدا خیر کرے

- ضیاء الحق کی باقیات جمہوریت کا خاتمہ چاہتی ہیں (نصرت بھٹو
  اور بھٹو کی باقیات ملک کا خاتمہ چاہتی ہیں۔
- شریعت بل ملک کے خلاف سازش ہے۔ اسمبلی نے منظور کر لیا تو حالات بگڑ جائیں گے (علامہ عرفان حیدر عابدی)

ہے کوفیوں میں آج وہی شخص معتبر
شہر نبی میں جو کبھی بلوائیوں میں تھا

- نشتر کالج گرلز ہاسٹل کے باہر ایم این اے کی نمبر پلیٹ والی کار سے فائرنگ دو افراد زخمی (ایک خبر)
  اسمبلی ممبران کا سائیڈ پروگرام
- سیاست میں ہارس ٹریڈنگ روکنے کے لئے آئینی جنگ لڑنا چاہتا ہوں (شیر افگن)
  آپ تو خود بکے ہوئے گھوڑے ہیں۔
- ملکی نظام نوٹوں سے چل رہا ہے (ظفر اللہ جمالی)
  نوٹوں کے بغیر ملک میں کیا چل رہا ہے
- میں سیاست دان نہیں سیاسی بات سیاست دانوں سے کریں (آصف زرداری)

اس رعونت سے وہ جیتے ہیں کہ مرنا ہی نہیں
تخت پر بیٹھے ہیں یوں جیسے اترنا ہی نہیں

- پاکستان کے تھانوں میں عورتوں کی عزت لوٹی جاتی ہے (ایمنسٹی انٹرنیشنل
  خاتون وزیر اعظم کی حکومت، ویمن فریڈم موومنٹ، اپوا (اغواء) جواب دیں
- سندھ میں مکمل امن قائم ہو جائے گا (اسلم بیگ)

کہاں قاتل بدلتے ہیں فقط چہرے بدلتے ہیں
عجب اپنا سفر ہے فاصلے بھی ساتھ چلتے ہیں

○ اٹھارہ ماہ میں میرے کسی وزیر یا مشیر نے کوئی بدعنوانی نہیں کی (بے نظیر)

تجھ سے پہلے تیرا باپ یہاں تخت نشیں تھا
اس کو بھی اپنے خدا ہونے پہ اتنا ہی یقیں تھا

○ پٹواری کو رشوت دینے کے الزام میں ایک شخص گرفتار (ایک خبر)
اسے یوں پڑھیئے: طوائف کو بے حیائی کی ترغیب دینے کے الزام میں ایک شخص گرفتار

○ سب انسپکٹر (قیوم عباسی) کار چوروں کے بین الصوبائی گروہ کا سرغنہ نکلا (ایک خبر)
ایک پولسیا دوسرا کار چور۔ ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا

○ حیدر آباد میں ۶۰ جنازے ایک ساتھ اٹھے۔ لوگ دھاڑیں مار کر رونے لگے (ایک خبر)

الٰہی یہ تیری بستی میں درد و غم اتنا عام کیوں ہے
جو چل رہے ہیں رہ وفا پہ انہیں پہ جینا حرام کیوں ہے
اجاڑ دیتے ہیں جو چمن کو جو چھین لیتے ہیں سب کی خوشیاں
انہیں کے آگے ہے سر خمیدہ انہیں کی دنیا غلام کیوں ہے

○ ہمیں قرآن سمجھنے کے لئے ملّاؤں کی ضرورت نہیں (عاصمہ جہانگیر)
آپ کو قرآن سمجھانے کے لئے مفتی اعتراز احسن اور مولانا غلام مصطفیٰ کھر کافی ہیں۔

○ بھارتی درندگی اور بربریت پر پاکستان خاموش نہیں رہ سکتا (احمد سعید اعوان)
سندھ میں درندگی اور بربریت پر آپ کیوں خاموش ہیں؟

○ تین بھائیوں نے باپ کی جائیداد میں سے چوتھے بھائی کو حصہ دینے سے انکار کر دیا (ایک خبر)
کسی کا حصہ ناحق دبائے رکھنا پیٹ میں جہنم کی آگ بھرنا ہے

○ ایم۔اے پاس چپڑاسی کی نوکری مانگتے ہیں (فاروق لغاری)

ہم خون جگر لے کر بازار میں آئے ہیں
کیا دام لگاتے ہیں لفظوں کی دکاں والے

○ ضیاء کی بنائی ہوئی ایم کیو ایم میں شامل بھارتی ایجنٹ قتل و غارت گری کر رہے ہیں۔ (نصرت بھٹو)
پی پی میں شامل ایرانی ایجنٹ کیا کر رہے ہیں؟

○ شریعت بل میں متعدد باتیں آئین کے منافی ہیں (وزیر مذہبی امور الحاج خان بہادر خان)

شرع کے ہم نہیں پابند یہ مجبوری ہے
کہ اپنی جو حکومت ہے وہ جمہوری ہے

○ حیدر آباد میں ضیاء الحق کی تصویروں کے ساتھ ہزاروں افراد کا مظاہرہ اسلم بیگ واپس چلے گئے۔ المدد! المدد! پاک فوج کے نعرے (ایک خبر)
مارشل لاء کے حق میں عوام کا ریفرنڈم

○ کبھی ہمارا ملک بھی امن کا گہوارہ تھا (جونیجو)

سرور مجاز

ہر روز کراچی مرتی ہے!

ہر روز کراچی مرتی ہے
ہر روز کراچی جیتی ہے
اک یہ بھی حالت اسکی ہے
اک یہ بھی مقدر اس کا ہے
اے دوست کراچی زندہ ہے

تو نے جو مجھے خط لکھا ہے
اس میں تو بہت کچھ لکھا ہے
پڑھنے سے کلیجہ ہلتا ہے
ہر جانب اللہ اللہ ہے
اے دوست کراچی زندہ ہے

یہ بستی کیسی بستی ہے
ہر گھر پر آگ برستی ہے
بس موت یہاں کی سستی ہے
ہر زندہ مردہ لگتا ہے
اے دوست کراچی زندہ ہے

یہ بھائی بھائی کیسے ہیں
سب روٹھے روٹھے لگتے ہیں
یہ کن باتوں پر لڑتے ہیں
اب اللہ والی ان کا ہے
اے دوست کراچی زندہ ہے

یہ بات خدائی کہتی ہے
جو فصل زیادہ ہوتی ہے
وہ اکثر سستی بکتی ہے
اس شہر میں انسان سستا ہے
اے دوست کراچی زندہ ہے

جو اہل سیاست ہوتے ہیں
نفرت کی فصلیں بوتے ہیں
وہ لوگ یہیں پر ہوتے ہیں
ہر شخص فرشتہ لگتا ہے
اے دوست کراچی زندہ ہے

اک سُرخ ہوا سی چلتی ہے
پھر گولی دولی چلتی ہے
یوں جیون گاڑی چلتی ہے
ہر ذرہ محشر لگتا ہے
اے دوست کراچی زندہ ہے

جس ہاتھ میں دیکھو ڈنڈہ ہے
بندے کی تاک میں بندہ ہے
یہ آئے روز کا دھندہ ہے
ہر اینٹ پہ گولی کندہ ہے
اے دوست کراچی زندہ ہے

اک بچہ سا کل آیا تھا
اک آنسو پر لکھ لایا تھا
کیوں پاکستان بنایا تھا؟
اب آنکھیں ملتا رہتا ہے
اے دوست کراچی زندہ ہے

مت قصہ پوچھ کراچی کا
جھگڑا ہے ساری کرسی کا
کیا یار بڑھانا لسی کا
کچھ باتوں سے ڈر لگتا ہے
اے دوست کراچی زندہ ہے

اے ارض وطن

تجھ کو کتنوں کا لہو چاہئیے اے ارض وطن
جو ترے عارض بے رنگ کو گلنار کریں
کتنی آہوں سے کلیجہ ترا ٹھنڈا ہو گا
کتنے آنسو ترے صحراؤں کو گلزار کریں

تیرے ایوانوں میں پرزے ہوئے پیماں کتنے
کتنے وعدے جو نہ آسودۂ اقرار ہوئے
کتنی آنکھوں کو نظر کھا گئی بدخواہوں کی
خواب کتنے تری شہ راہوں میں سنگسار ہوئے

بلاکشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا
جو مجھ پہ گزری مت اس سے کہو، ہوا سو ہوا
مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریباں گیر
لہو کے داغ تو دامن سے دھو، ہوا سو ہوا

ہم تو مجبور وفا ہیں مگر اے جان جہاں
اپنے عشاق سے ایسے بھی کوئی کرتا ہے
تیری محفل کو خدا رکھے ابد تک قائم
ہم تو مہماں ہیں گھڑی بھر کے، ہمارا کیا ہے

ملک غلام نبی (لاہور)

دل بھر آیا جو تری مہر و وفا یاد آئی

جناب ملک غلام نبی امرتسری، تحریک پاکستان کے بہت نمایاں کارکنوں میں سے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد وہ بائیں بازو کی سیاست اپنانے اور وزارت کو جالینے میں بھی کامیاب رہے۔ ذیل کی تحریر دراصل ان کے اخباری مضامین کے مجموعہ "داغوں کی بہار" سے ماخوذ اقتباسات کی مرتب شکل ہے۔ (ذوالکفل بخاری)

۱۹۳۵ء میں "بال جبریل" کا شائع ہونا تھا کہ نوجوان طبقہ نے اسے اپنے لئے مشعل راہ سمجھا۔ کالجوں میں، ہوسٹلوں میں، ہوٹلوں میں، ریستورانوں میں ہر جگہ اسی کا تذکرہ ہوا کرتا تھا اور خودی کے ایک نئے تصور پر بحثیں ہوا کرتی تھیں۔ کسی کو کوئی رباعی پسند تھی کوئی کسی شعر کو بار بار الاپ رہا تھا۔ عجیب کیفیت تھی۔

انہی دنوں مجلس احرار اسلام کا طوطی بول رہا تھا۔ سید عطا اللہ شاہ بخاری (مرحوم) کی تقریریں جو نماز عشاء کے بعد سے نماز فجر تک جاری رہتی تھیں مجمع پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری کر دیتی تھیں۔ ان تقریروں میں بال جبریل کے کئی اشعار کا ترنم سے پڑھنا سونے پر سہاگے کا کام کر دیتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ شاہ جی نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ اگر انگریز اقبال کو سمجھ جاتا تو اسے تختہ دار پر لٹکا دیتا اور اگر قوم سمجھ جاتی تو وہ فرنگی کے خلاف ایسا انقلاب برپا کر دیتی کہ دنیا کے بڑے بڑے انقلابوں میں اسکا نام ہوتا۔

شاہ جی کی آواز میں اس بلا کا جادو تھا کہ میں نے اپنی ساری زندگی میں ان جیسا خطابت کا شہسوار نہیں دیکھا۔ اور سچی بات یہ ہے کہ میں نے جو کچھ سیکھا ہے میرے اللہ نے جو زبان اور قلم کی تھوڑی سی دولت مجھے عطا فرمائی ہے اور اپنے ماضی الضمیر کو بیان کرنے کی جو قدرت دی ہے یہ سب انہی کی صحبتوں کا فیض ہے۔

۱۹۳۷ء میں جب سارے ہندوستان میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے مطابق الیکشن کروائے جارہے تھے تو مسلم لیگ نے بھی اپنے امیدوار کھڑے کئے تھے۔ یوپی میں کانگریس اور مسلم لیگ نے کئی نشستوں پر سمجھوتہ کیا ہوا تھا۔ اسی طرح پنجاب میں بھی کئی حلقوں میں صورتحال واضح نہیں تھی۔ ایک تذبذب کی سی کیفیت پائی جاتی تھی۔ امرتسر شہر کی ایک نشست کے لئے تین امیدوار کھڑے تھے۔ ڈاکٹر سیف الدین کچلو، شیخ محمد صادق بیرسٹر اور شیخ حسام الدین! ڈاکٹر کچلو بطور آزاد امیدوار کے حصہ لے رہے تھے۔ شیخ حسام الدین مجلس احرار کے امیدوار تھے اور شیخ محمد صادق مسلم لیگ میں تھے۔

شیخ حسام الدین سیاسی میدان کے شہسوار تھے ایک تڑپ اور آزادی کا جذبہ رکھتے تھے۔ انہوں نے مصیبتیں بھی اٹھائی تھیں اور جیلیں بھی کاٹی تھیں اور اب تو مجلس احرار اسلام کی پوری حمایت بھی انہیں حاصل تھی گو مسجد شہید گنج کی تحریک کی وجہ سے احرار کی تحریک کافی دب چکی تھی لیکن پھر بھی جس سٹیج پر سید عطا اللہ شاہ بخاری تقریر کر رہے ہوتے تھے وہاں لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ جانا معمولی بات تھی۔

بظاہر تینوں امیدواروں کے جیتنے کے آثار ایک جیسے نظر آ رہے تھے کوئی بھی کسی سے کم دکھائی نہیں دیتا تھا لیکن جلیانوالہ باغ اور ڈاکٹر سیف الدین کچلو ایک ایسی داستان اور ایک ایسا قصہ بن چکے تھے کہ لوگ ڈاکٹر صاحب کو ہیرو تصور کرتے تھے چنانچہ ڈاکٹر صاحب کو چھ ہزار سے زیادہ ووٹ ملے تھے۔ شیخ محمد صادق کو پانچ ہزار کے قریب اور شیخ حسام الدین کو چار ہزار! شیخ محمد صادق نے عذرداری اس بنا پر داخل کر دی کہ الیکشن میں دھاندلی اور غیر قانونی حرکتیں ہوئی تھیں۔ اس لئے الیکشن کالعدم قرار دیا جانا چاہئیے اس انتخابی عذرداری کا فیصلہ دوبارہ الیکشن ہونا قرار پایا۔ تینوں امیدوار پھر سے میدان میں موجود تھے لیکن اس دفعہ مسلم لیگ کا ٹکٹ شیخ صادق حسین کو ملا۔ دوبارہ الیکشن ہوئے۔ شیخ صادق حسین کو کوئی سات ہزار ووٹ ملے ڈاکٹر کچلو کو اڑھائی ہزار اور شیخ حسام الدین کو وہی چار ہزار۔

مجلس احرار اسلام یقیناً دل و جان سے ھندوستان کی آزادی چاہتی تھی۔ اس کے لئے اس نے بے شمار قربانیاں بھی دی تھیں۔ اس کے پاس بڑے بڑے ایثار پیشہ لوگ موجود تھے جنہوں نے قید و بند کی صعوبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا تھا جان پر کھیلنے والے کارکنوں کی اس کے ہاں کمی نہیں تھی۔ احرار کا حلقہ اثر پنجاب تک محدود تھا اور یہ بڑی شان سے ابھری تھی اور پنجاب میں بہت مقبول ہو چکی تھی۔ یہ بھی درست ہے کہ اگر مسجد شہید گنج کا پیچیدہ مسئلہ پیدا نہ ہوتا تو یہ باور کیا جا سکتا تھا کہ ۱۹۳۷ء کے صوبائی الیکشنوں میں مجلس احرار کو کافی نشستیں مل جاتیں مگر وہ ایسی پوزیشن میں ہرگز نہیں ہو سکتی تھی کہ پنجاب میں حکومت بنا لیتی جبکہ دوسری طرف ہندو، سکھ اور پنجاب کے جاگیردار اور زمیندار اپنی پوری طاقت اور لاؤ لشکر کے ساتھ تیار بیٹھے تھے۔ انکو گرانا کوئی آسان کام نہیں تھا اور پھر یہ سارے عناصر کامیاب ہو کر کبھی بھی احرار کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار نہ ہوتے۔ خیر یہ بھی کئی حادثات کی طرح ایک حادثہ ہی تھا جو پیش آیا اور گذر گیا۔

سیاست تو ایک گورکھ دھندہ ہے۔ یہ مختلف جگہوں میں انسانیت کو پھنسائے رکھتا ہے۔ مجلس احرار اسلام نے اسلام کی بے پناہ خدمت کی تھی اور آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ عطا اللہ شاہ بخاری کی ایک تقریر ہماری ساری کتابوں سے کہیں بھاری اور وزنی ہوتی تھی۔ انہوں نے پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا لیکن شکست کھا جانے کے بعد شاہ جی نے جس عظمت کردار کا ثبوت دیا تھا وہ انہی کا حق ہے۔ خدا انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور باعظمت انسانوں کو عظیم کردار کے مالک انسانوں کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ماخوذ از صفحات ۷۱-۷۲-۸۹ تا ۹۲-۱۶۴-۲۹۶)

قادیانیوں نے مسجد احرار اور اس کے خطیب (مولانا اللہ یار ارشد) کے متعلق نہایت ناپاک اور ہلاکت آفریں منصوبے بنائے ہیں اور ربوہ میں دہشت گردوں اور قاتلوں کا یہ کٹھ اسی بات کا اظہار ہے۔ لیکن مجلس احرار اسلام کا بھی اٹل فیصلہ ہے کہ کفر و ارتداد کو سر اٹھانے کا موقعہ نہیں دیا جائے گا۔ اس لئے دشمن کسی بھول میں مبتلا نہ رہے۔ (بقیہ صہ ۶۱ پر)

عبدالواحد بیگ المرحوم (ملتان)

یہ انداز مسلمانی؟

خدا سے ڈرو اور مکر و فریب سے کام نہ لو
یا اسلام پہ چلنا سیکھو، یا اسلام کا نام نہ لو

مورخہ ۱۸ مئی (۹۰ء) کو جماعت اسلامی ملتان کی تحریک پر چوک گھنٹہ گھر ملتان میں فحاشی اور عریانی کے خلاف زبردست احتجاجی مظاہرہ ہوا اور اسی رات کو ملتان کے ایک سکہ بند جماعتی مجاہد کے نواسہ اور ان کے حقیقی بھائی کی پوتی کی شادی کا بڑی دھوم دھام سے اہتمام ہوا۔ شرم و حیا اور شرافت کا نہایت ڈھٹائی سے منہ چڑایا گیا۔ موسیقی کی طلسماتی لہروں پر عورتوں اور مردوں کے مبینہ ناچ گانے اور رقص و سرود کی ملعون و منحوس تقریب پر کوئی غم زدہ مرثیہ پڑھ رہا تھا۔

نگل جا اے زمیں، ناپید انہیں اے آسماں کر دے
نہ یوں بیٹھیں گی پردے میں یہ بے عزت یہ سیلانی

ارشاد خداوندی واضح ہے... کچھ کھا پی لو اور مزے اڑا لو یقیناً تم مجرم ہو (سورہ مرسلات)
ارشاد نبوی ہے... اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے اس شخص پر، جو گانے بجانے کا کام کرے یا اپنے گھر میں اس کا اہتمام کرے

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا ؟
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر!

جاہلانہ رسم و رواج کی عارضی لذت، شیطان کی غلامی اور ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ دولت کی فراوانی نے آنکھوں کی بینائی اور دل کی بصیرت کو ضائع کر دیا ہے۔ کاش کہ مسلمانوں میں قرون اولیٰ کی غربت اور مفلسی کا دور پھر لوٹ آتا۔ صبح کا کھانا شام کو اور شام کا کھانا دوسری صبح کو بھی پیٹ بھر کر میسر نہ آتا۔ تن ڈھانپنے کو پیوند شدہ کپڑے مہیا ہوتے لیکن مطمئن قلوب میں دنیا کی محبت کا شائبہ بھی نہ ہوتا۔ لوگ اپنے پروردگار سے نہایت عاجزی سے رو رو کر عافیت اور امان طلب کرتے اور اس کی رضا کے خواہاں ہوتے۔!

ارشاد باری تعالیٰ ہے... "اگر اللہ تعالیٰ رزق میں فراوانی فرما دیں تو لوگ زمین میں بغاوت کرنے لگیں۔" اس لئے

خدا سے ڈرو "خودآ" بننے والو
تباہی سے جلد اپنا دامن بچا لو
فضاؤں میں بھی انقلاب آ رہا ہے
سمجھ لو کہ یوم حساب آ رہا ہے

(خاموش مبلغ، ملتان)

سالانہ خریدار حضرات

شمسی مہینہ کی بیس تاریخ تک "نقیب ختم نبوت" نہ ملنے کی صورت میں ادارہ کو فوراً اطلاع کریں
- خط کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

مرزا طاہر ----- فیل ای اوئے

جریدہ "ایشیا ویک" نے انکشاف کیا ہے کہ قادیانی فرقہ کے سربراہ مرزا طاہر، لندن یونیورسٹی کے سکول آف اورینٹل اینڈ افریقین سٹڈیز کے امتحان میں فیل ہوگئے ہیں۔ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ مرزا طاہر کو اس امتحان میں شریک ہونے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ کیونکہ وہ ایک فرقہ کے مذہبی رہنما ہیں اور ان کے کئی پیروکار اس سے زیادہ سخت امتحان پاس کر چکے ہیں۔ ہمارا تو خیال تھا کہ "خلافت" کے بعد کسی اور سند کی ضرورت نہیں رہتی لیکن مرزا طاہر نے امتحان میں شریک ہو کر اغیار کو یہ کہنے کا موقع فراہم کر دیا ہے کہ ان کی خلافت کی سند جعلی ہے۔ اس لئے وہ کوئی اصلی سند حاصل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن لندن یونیورسٹی والے بڑے کٹھور نکلے۔ انہوں نے مرزا صاحب کے مرتبہ و مقام کی ذرا پرواہ نہ کی اور ان کے پرچے بھی اسی طرح جانچنے شروع کر دئیے جس طرح دوسرے طلبہ کے پرچے جانچتے ہیں۔ اس لئے مرزا صاحب امتحان میں کامیاب نہ ہوسکے....!

("سرراہے" - روزنامہ نوائے وقت ملتان - ۲۷ مئی ۱۹۹۰ء)

مرزاجی کی ٹیچی ٹیچی

میں ابھی بچہ ہی تھا کہ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم وزیر آباد تشریف لائے۔ رلت غلہ منڈی میں انہوں نے تقریر کی۔ میں بھی اپنے دوستوں کے ہمراہ تقریر سننے چلا گیا اور تو کچھ میری سمجھ میں نہ آیا البتہ ایک صاحب نے ایک پنجابی نظم پڑھی جس کا ایک شعر مجھے اب بھی یاد ہے

ٹیچی ٹیچی رب جانے کتھوں دی چڑیل اے
راتوں رلت ہوندا جدھا مرزے نال میل اے

(خدا جانے ٹیچی ٹیچی کہاں کی چڑیل ہے جو رات کے وقت مرزا سے ملاقات کرتی ہے)

میں اور میرے دوست اس پر ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہوگئے اور میں یہ شعر گاتا ہوا گھر کو آگیا... ٹیچی ٹیچی رب جانے کتھوں دی چڑیل اے... مرزائیت کے متعلق یہ میرا پہلا تاثر تھا۔

قاضی محمد حفیظ اللہ - پی سی ایس (ریٹائرڈ)

بقیہ از صفحہ ۶۴

ہے اور ان کے پرانے حامی دشمن نہیں تو کم از کم مخالفوں کے زمرے میں شمار کئے جاتے ہیں۔

عورت کی سربراہی پر آیت اللہ خمینی کی بیٹی نے پاکستان میں آکر جو ارشادات فرمائے ہیں۔ انہیں بھی انقلاب ایران کے منفی پہلو ہی میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ ایران کے اندر تو خمینی کی بیٹی کو ان کا جانشین بنانے کا کسی کو خیال بھی نہیں آیا مگر پاکستان میں سنی اکثریت کے باوجود ایک شیعہ لڑکی کا حکمران بن جانا ایران کے لیے خوش آئند ہے۔

★★

بشکریہ ہفت روزہ زندگی لاہور ۵ ا مارچ ۱۹۹۰ء

ربوہ

حبیب اللہ رشیدی

ربوہ میں دو نوجوان لڑکیوں نے اسلام قبول کرلیا

- انہوں نے رضامندی سے دو مسلمان نوجوانوں سے نکاح کرلیا۔
- مرزائیوں نے اسلام قبول کرنے پر حدود آرڈیننس کا مقدمہ درج کروادیا۔
- عدالتی شکست کے خوف سے مرزائیوں نے امن وامان کا مسئلہ کھڑا کردیا۔
- نامعلوم کرانے کے قاتلوں اور ایک سو(100) مسلح کشمیری مرزائیوں کی ربوہ آمد!

قادیانیت سے تائب دو، نومسلم لڑکیوں کو13 مارچ (90ء) کو ان کے مسلمان خاوندوں کے حوالے کردیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق 23 فروری (90ء) کو مسمات شمیم اور صدیقہ نے عالمی مجلس احرار اسلام کے مرکزی مبلغ اور جامع مسجد احرار ربوہ کے خطیب مولانا اللہ یار ارشد کے ہاتھ پر قادیانیت سے توبہ کرلی اور اسلام قبول کرلیا۔ 24 فروری (90ء) کو مسمات شمیم کا نکاح عمر دراز اور صدیقہ کا نکاح منظور احمد سے چینوٹ میں پڑھادیا گیا۔ اور یوں دونوں نومسلم لڑکیاں مسلمان خاوندوں کے نکاح میں آگئیں۔ 28 فروری (90ء) کو قادیانیوں نے تھانہ ربوہ میں دونوں نومسلم خواتین کے خلاف حدود آرڈیننس کے تحت پرچہ درج کرادیا۔ جس کے نتیجہ میں 6 مارچ کو نومسلم خواتین اور ان کے شوہروں کو حراست میں لے لیا گیا۔ بعد ازاں لڑکیوں کو دارالامان فیصل آباد بھیج دیا گیا۔ اور دونوں نوجوانوں کو مولانا اللہ یار ارشد کی کوششوں سے رہا کردیا گیا۔ 12 مارچ کو جب کہ خواتین کو ربوہ عدالت میں پیش کیا جانا تھا۔ قادیانیوں نے عدالت کو گھیرے میں لے لیا۔ وہ لوگ دستی بموں اور دیگر خطرناک اسلحہ سے لیس تھے اور انتظامیہ اور مسلمانوں کو دھمکا رہے تھے کہ ہم دونوں نومسلم خواتین کو مولانا اللہ یار ارشد کو اور مسجد احرار کو بم سے اڑا دیں گے۔ پولیس نے اس موقعہ پر صورتحال کو سنگین ہونے سے بچانے کے لئے، خواتین کو عدالت میں پیش کرنے کی بجائے، واپس دارالامان بھیج دیا۔ جس سے مسلمانوں میں سخت اشتعال پھیل گیا۔ پولیس کی بھاری نفری صورتحال کو قابو میں رکھنے کے لئے اس دوران موجود رہی۔ صورتحال کی سنگینی کے پیش نظر اس سے اگلے ہی روز 13 مارچ کو نومسلم لڑکیوں کو اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ کی عدالت میں پیش کردیا گیا۔ جہاں قادیانوں کی طرف سے بشارت احمد ایڈووکیٹ اور مسلمانوں کی طرف سے ملک رب نواز ایڈووکیٹ نے بحث میں حصہ لیا۔ اسسٹنٹ کمشنر ڈاکٹر محمد ثاقب کے روبرو ملک رب نواز ایڈووکیٹ نے کہا کہ این ایل آر 1990ء بہاول پور... مسٹر جسٹس منیر احمد خان نے اس پر رولنگ دی ہے کہ کسی مجسٹریٹ، اے سی، ڈی سی، سیشن جج، ایڈیشنل سیشن جج کو کوئی قانونی اختیار حاصل نہیں کہ وہ کسی بالغ عورت کو اس کی مرضی کے بغیر دارالامان روانہ کرے اور اگر دارالامان والے اس غیر قانونی حکم کی تعمیل کریں تو ان کے خلاف بھی حبس بے جا کی کارروائی کی جاسکتی ہے۔ لہذا مجسٹریٹ کا پہلا حکم، جس میں ان دو خواتین کو ان کی مرضی کے برعکس دارالامان بھجوایا گیا تھا غیر قانونی ہے اور قانون کی تشریح کے مطابق اب ان خواتین کو دوبارہ دارالامان نہیں بھجوایا جاسکتا۔ ملک رب نواز ایڈووکیٹ نے قرآنی آیت کا حوالہ دیتے ہوئے عدالت میں کہا کہ " نہ یہ عورتیں کافر مردوں پر حلال ہیں اور نہ کافر مرد، ان عورتوں پر حلال ہیں۔ گو جونہی ایک غیر مسلم خاتون، اسلام قبول کرتی ہے تو اس کا سابقہ نکاح خود بخود فسخ ہوجاتا ہے۔

فاضل عدالت نے نومسلم خواتین کے وکیل ملک رب نواز ایڈووکیٹ کے دلائل سے اتفاق کرتے ہوئے لڑکیوں کا بیان قلم بند کیا اور انہیں اپنی مرضی سے، اپنے شوہروں کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔ اس موقعہ پر ان نومسلم خواتین نے اپنے والدین اور دوسرے قادیانیوں کو بھی اسلام کی دعوت دی۔

اس یادگار موقعہ پر مسلمانوں کی فتح یابی پر، مقامی علماء اور علاقہ کے اہل اسلام نے مولانا اللہ یار ارشد اور ملک رب نواز ایڈووکیٹ کو بہت مبارک باد دی۔ مولانا اللہ یار ارشد نے اس موقع پر کہا کہ ہمیں اللہ کے فضل و کرم سے اپنی کامیابی کا پورا یقین تھا اور ہم جانتے ہیں کہ قادیانی ان دنوں بہت بوکھلائے ہوئے ہیں۔ مولانا نے انکشاف کیا کہ قادیانیوں نے کشمیر سے ایک سو مسلح افراد ربوہ منگوائے ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ کئی اجنبی صورت اور نامعلوم کرانے کے قاتل بھی ربوہ میں ٹھہرائے گئے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۵۸ پر)

نقطۂ نظر — **حافظ محمد ادریس**

اس مہینے، بانیٔ انقلاب ایران ۔۔ خمینی، کی برسی پاکستان اور ایران میں بہت دھوم دھام سے منائی گئی اور اس سے پہلے انقلاب ایران کی "برسی" بھی اسی انداز میں منائی گئی۔ اس موقع پر جماعت اسلامی پاکستان کے ایک مرکزی عہدیدار کا "ردعمل" خاصے کی چیز ہے۔ خصوصاً ان کے مضمون کا دوسرا حصہ اگر اس پس منظر میں پڑھا جائے کہ یہ "جماعت اسلامی" کے مرکز سے اٹھنے والی ایک نمائندہ آواز ہے تو بے اختیار کہنا پڑتا ہے۔

ع "بہت دیر کی مہرباں آتے آتے!" (ادارہ)

انقلابِ ایران

اچھے کام کرنے والوں نے
بہت کچھ اچھا نہیں کیا

اِدھر کا پہلو ۔ اُدھر کا پہلو

انقلابِ ایران کی گیارہویں سالگرہ پر مختلف تقاریب منعقد ہوئیں، اخبارات و رسائل نے خصوصی نمبر نکالے۔ روزنامہ جنگ نے راقم الحروف سے فون پر تاثرات معلوم کرنا چاہے۔ میں نے کہا کہ میں تحریری صورت میں اپنے خیالات بھیج دوں گا۔ ادارہ "جنگ" کے رُکن جناب تنویر ظہور صاحب نے فرمایا کہ تحریری تاثرات زیادہ بہتر رہیں گے۔ فون پر نہ تو انہوں نے زیادہ تفصیل بتائی، نہ میں نے زیادہ استفسار کیا۔

جب تحریر روزنامہ "جنگ" کو بھیجی جا چکی تو تنویر صاحب کا فون آیا کہ چونکہ جنگ کا خصوصی نمبر ایرانی سفارت خانے کے اہتمام سے شائع ہو رہا ہے۔ اس لیے صرف ایسے تاثرات درکار ہیں جو "در مدحِ انقلاب" ہوں لہٰذا اگر اجازت ہو تو تحریر کے محض وہ حصے شائع کر دیے جائیں، جن میں انقلاب کے مثبت پہلو بیان کیے گئے ہیں مگر میں نے اس تجویز سے اتفاق نہ کیا اور ادارہ جنگ سے درخواست کی کہ اگر چھاپنا چاہیں تو پوری تحریر چھاپیں، خواہ اس کا خلاصہ ہی نکال لیں مگر مثبت اور منفی دونوں پہلو سامنے آنے چاہئیں۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر کچھ بھی نہ چھاپیں، ظاہر ہے ادارہ "جنگ" کے لیے یہ شرط قابلِ قبول نہ تھی۔ اس لیے انہوں نے اسے نہیں چھاپا۔ اب یہ تحریر نذرِ قارئین ہے۔

انقلابِ ایران بلاشبہ ہماری موجودہ صدی کے اہم ترین واقعات میں سے ہے۔ ایرانی قوم نے اپنے جذبۂ حریت اور بے پناہ قربانیوں کی بدولت دنیا کے ایک مستبد آمرِ مطلق کا تختہ الٹ کر پوری عالمی برادری کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ اس انقلاب نے یہ ثابت کر دکھایا کہ عوام اگر متحد ہو جائیں اور اپنی منزل متعین کر لیں تو بدترین مظالم بھی ان کا راستہ نہیں روک سکتے۔

نہ کسی آمر کی "مضبوط کرسی" زیادہ دیر تک قائم رہ سکتی ہے اور نہ غلامی کی زنجیریں ٹوٹنے میں دیر لگتی ہے۔

انقلابِ ایران میں مذہبی طبقے نے نمایاں کردار ادا کیا۔ ایک مذہبی رہنما جناب آیت اللہ خمینی جنہیں ملک سے جلاوطن کر دیا گیا تھا، بیرونِ ملک پہلے عراق اور پھر فرانس میں بیٹھ کر عوامی جدوجہد کی منصوبہ بندی کرتے رہے۔ ان کی تقریریں ٹیپ ہو کر ایران پہنچتی تھیں اور فوراً ان کی ہزاروں کاپیاں بن کر ملک کے چپے چپے میں تقسیم ہو جاتی تھیں۔ اس پوری جدوجہد میں لوگوں نے بہترین تنظیم کا مظاہرہ کیا۔ تنظیم جدوجہد کی جان اور کامیابی کی ضامن ہوتی ہے۔

مذہبی طبقات میں خوش قسمتی سے باہمی یگانگت اور اتحاد نے ایک شخصیت کو بطور رہنما ابھرنے کا موقع فراہم کیا، جو پوری جدوجہد کے دوران اور اس کے بعد بھی تحریک کی علامت (SYMBOL) بن گیا۔ یہاں یہ بات بھی پیشِ نظر رہنی چاہیئے کہ ایران کی اکثریت شیعہ اثنا عشریہ (جعفریہ) عقیدہ کی پیروکار ہے۔ مگر سنی اقلیت کے دینی رہنماؤں نے بھی جدوجہد کے دوران شاہ کے خلاف برسرِ پیکار قوتوں کا بھرپور اور بلاانتظار ساتھ دیا۔ شاہ ایک اسلام دشمن حکمران ہی نہیں تھا، بلکہ وہ انسانیت کا بھی دشمن تھا۔ ایک شخصیت کا تحریک میں سمبل

بن جانا ہمیشہ جدوجہد کی کامیابی میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ جہادِ افغانستان میں یہی کمی کامیابی کی راہ کا سب سے بڑا روڑا ہے۔ ایرانی تناظر میں علامہ خمینی کو مرکزی مقام حاصل تھا جن کے گرد تمام لوگ جمع ہو کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے تھے۔

ایرانی قوم نے بحیثیتِ مجموعی اس جدوجہد میں بھرپور حصّہ لیا۔ مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے اور جوان، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور دیہاتی اَن پڑھ، مزدور اور کسان سب نے شاہ کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا تھا۔ شاہ کی پولیس، سکیورٹی فورس اور فوج نے قوت کے ذریعے اس تحریک کو کچل ڈالنا چاہا، مگر لوگوں نے تہیہ کر رکھا تھا کہ کٹتے رہیں گے مگر آگے بڑھتے رہیں گے۔ یقیناً آمریت کا خاتمہ ہوا اور عوام کی جیت۔

انقلاب کے بعد ایران کی نئی حکومت نے بعض اصلاحات بھی کیں جو قابلِ قدر ہیں۔ فحاشی و عریانی جس کے لیے پوری دُنیا میں ایران اور بالخصوص دارالحکومت تہران بدنام تھا ختم کرنے کے لیے مثبت قدم اٹھائے، منشیات کے خاتمے کی سنجیدہ کوشش کی، سول سروس کو نئے سرے سے مرتب کیا اور دنیا بھر میں اپنے سفارت خانوں میں خوش اخلاق، محنتی اور قابل افراد کو متعین کیا۔ 'متعہ' چونکہ فقہ جعفریہ میں جائز سمجھا جاتا ہے، اس لیے اسے بھی حدُود کا پابند بنایا گیا اور پہلے متعہ کے نام پر جو کھُلم کھُلا بُرائی دَر آئی تھی، اِس کی روک تھام کی کوشش کی گئی۔ یہ الگ بات ہے کہ اہلِ سنّت کے نزدیک قرآنی دلائل کی روشنی میں متعہ کی ہر شکل ناجائز ہے اور اسے گناہ ہی سمجھا جاتا ہے۔

جہاں ایرانی انقلاب نے اندرونی طور پر یہ مثبت کام کیے وہاں اس نے بیرونی محاذ پر امریکہ کی چودھراہٹ پر کاری ضربیں لگائیں، اسرائیل کو للکارا اور جہادِ افغانستان کی بھی حمایت کا اعلان کیا۔ یہ بھی قابلِ قدر کارنامے تھے۔ شیطان رُشدی کی بابت گولی پر ایران نے دنیائے اسلام کی تمام حکومتوں کے مقابلے میں سبقت حاصل کر لی تھی۔ دنیا بھر کے مسلمان اس موقف پر خوش تھے اور انہوں نے ایرانی حکومت کی تعریف میں کسی بخل سے کام نہیں لیا تھا۔ یہ تمام مثبت پہلو ہیں، ان کی تعریف نہ کرنا بے انصافی اور تنگ نظری ہو گی۔

اب تصویر کا دوسرا رُخ دیکھ لیا جائے۔ کوئی بھی انسانی کاوش سوائے انبیائے کرام کے کبھی لغزشوں سے پاک نہیں ہو سکتی۔ انسان اچھے کام بھی کرتا ہے اور اس سے غلطیاں بھی سرزد ہو جاتی ہیں۔ جدوجہد کے دوران مسلسل یہ کہا جاتا تھا کہ ہم اسلامی انقلاب کے لیے سب کچھ کر رہے ہیں مگر انقلاب کی کامیابی کے بعد اصل رُخ سامنے آیا کہ یہ شیعہ انقلاب ہے۔ ایران میں چونکہ شیعہ اکثریت میں ہیں، اس لیے ظاہر ہے کہ وہاں ان ہی کی فقہ ملک کا قانون قرار پائے گی، مگر دستور میں یہ لکھ دیا جانا کہ صدرِ مملکت اور وزیرِ اعظم شیعہ جعفریہ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا، ہرگز پسندیدہ عمل نہیں ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی کہ ان عہدہ داروں کے لیے لازمی شرط ہے کہ وہ کئی پشتوں سے ایرانی ہوں۔

انقلاب کے بعد ایرانی حکومت نے سولہ ملین سُنّی اقلیت کو اس کے بنیادی حقوق ادا نہیں کیے۔ تہران بھر میں سنیوں کی ایک بھی مسجد نہیں ــــ مشہور سنّی لیڈر مفتی احمد زادہ جنہوں نے انقلاب کی حمایت کی تھی، انقلاب کے کچھ عرصہ بعد سے اب تک جیل میں ہیں۔ دنیا بھر کے مسلمان رہنماؤں نے بارہا اپیل کی کہ انہیں رہا کیا جائے، مگر بے سود۔ اسی طرح ایرانی بلوچستان میں بھی بہت سے سنّی علماء گرفتار ہیں یا زیرِ عتاب، حالانکہ انہوں نے جدوجہد کے دوران تحریک کی پوری طرح حمایت کی تھی۔

شیعہ فرقہ کے وہ معزز افراد جنہوں نے جدوجہد میں بے پناہ قربانیاں دی تھیں، محض معمولی اختلاف رائے کی وجہ سے انتقام کا نشانہ بن گئے۔ ڈاکٹر ابراہیم یزدی، مہدی بازرگان، صادق قطب زادہ اور آیت اللہ شریعت مداری کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ کس سے پوشیدہ ہے۔

امریکہ کو شیطانِ اکبر قرار دیا گیا اور روس کو شیطانِ کوچک مگر اس شیطانِ کوچک کے ساتھ دوستی قائم کرنے کی کوشش جاری رہی۔ شیطان خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا کسی مومن کا ــــ دوست نہیں ہو سکتا ہے۔ اسی طرح شام کے آمرِ مطلق اور نصیری فرقے کے غیر مسلم حکمران حافظ اسد کے ساتھ دوستی کی ایسی پینگیں بڑھائی گئیں کہ اخوان المسلمون کے خون سے رنگیں اس کے ہاتھ چُومے گئے۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ وہ عراق کا دشمن ہے اور دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے، مگر اخوان نے بھی تو انقلابِ ایران کی زبردست حمایت کی تھی۔ اس طرح دوست کا قاتل کیسے دوست بن سکتا ہے۔

حافظ اسد کی حمایت اور دوستی کے لیے یہ کمزور دلیل دی گئی کہ وہ عراق کا دشمن ہے اور اخوان کے خلاف یہ دلیل گھڑی گئی کہ ان کی سعودی حکومت سے دوستی ہے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ شام کے نصیری حکمرانوں کی سعودی عرب سے دوستی بھی ہے اور ان کو سعودی حکومت سے مالی امداد بھی ملتی ہے! اس

کے علاوہ شامی صدر کا بھائی اور دستِ راست رفعت اسد سعودی ولی عہد کے ساتھ رشتہ بھی رکھتا ہے کہ دونوں کی بیویاں آپس میں بہنیں ہیں۔

ایران، عراق جنگ میں یقیناً عراق نے جنگ کا آغاز کرکے جرم کا ارتکاب کیا تھا مگر اس طویل جنگ کو جاری رکھنے کا جرم ایران کے کھاتے میں جاتا ہے۔ پوری دنیائے اسلام نے ایران کی منت سماجت کی کہ اس مسلم کش جنگ کو بند کر دیا جائے۔ عراق نے یہ بات تسلیم کرکے ایران کے مقابلے پر بالاتری حاصل کر لی مگر ایران اپنی ضد پر اڑا رہا۔ بالآخر جنگ اس انداز اور ایسی شرائط پر بند ہوئی کہ ایران کو اس سے کچھ بھی حاصل نہ ہو سکا۔ پوچھا جا سکتا ہے کہ ہزاروں افراد کو موت کے منہ میں دھکیلنے اور اربوں ڈالر کا اقتصادی نقصان کرنے کا نتیجہ کیا نکلا؟ شاید ایران کو اپنی قوت کے بارے میں زعم باطل تھا یا شاید ان کے اندرونی مسائل کے پیشِ نظر جنگ ان کی سیاسی ضرورت تھی، بہرحال مؤرخ اسے ایران کا منفی پہلو ہی قرار دے گا۔

سعودی حکومت سے بے شمار شکوے اور شکایتیں دنیا بھر کے مسلمانوں کو ہیں۔ مگر حج کو ہنگامہ آرائی کی نذر کر دینا اور دیارِ مقدسہ میں جنگ و جدال کا بازار گرم کرنا کسی بھی صاحبِ عقل و ہوش مومن کے لیے قابلِ قبول نہیں ہو سکتا۔ ایرانیوں نے اس موضوع پر بھی اپنی ہٹ دھرمی کے باعث اپنے بہت سے بہی خواہوں کی ہمدردیاں کھوئی ہیں۔

سعودی حکومت کے کار پردازوں، سفارت خانوں کے اہل کاروں اور امیگریشن افسران کا رویہ بلاشبہ ایسا ہے کہ دنیا کا ہر مسلمان اس سے نالاں ہے۔ وہ اپنے سوا دوسرے لوگوں کو انسان ہی نہیں سمجھتے۔ اس ناروا طرزِ عمل کی وجہ سے ان کے خلاف شدید نفرت پائی جاتی ہے مگر دنیا کا کوئی مسلمان یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ سعودی افسروں کے خلاف پائی جانے والی اس نفرت کو حرمین کا تقدس پامال کرنے، حج کو سبوتاژ کرنے، اور دورانِ حج جنگ و جدال کا بہانہ بنایا جائے۔ سعودی لوگوں میں اچھے مسلمانوں کی بھی خاصی تعداد پائی جاتی ہے اور جو اچھے ہیں وہ انتہائی نیک اور صالح مسلمان ہیں۔ اس طرح پورے سعودی عرب کو نشانہ بنا کر کوئی اقدام بھی معقول نظر نہیں آتا۔

پاکستان کے مقابلے پر ایران نے انقلاب کے بعد بھارت کو ترجیح دی ہے، یہ بات بھی ناقابلِ فہم ہے اور اس کا کوئی قابلِ اطمینان جواب آج تک ایرانی زعما نہیں دے سکے۔ پاکستان کی کسی حکومت سے اختلاف یا عداوت سے تجارتی مفادات کا مطلب کسی صورت یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ بحیثیتِ قوم پاکستان پر بھارت کو فوقیت دی جائے۔ اس سلسلے میں البتہ یہ بات خوش آئند ہے کہ حال ہی میں مسئلہ کشمیر پر ایران نے بہت اچھے موقف کا اظہار کیا ہے۔ ہم تو کھلے دل سے ہر اچھی بات کی تعریف کرتے ہیں۔ ایران کا یہ موقف قابلِ صد مبارک باد ہے۔ خدا کرے کہ ایران اس پر ثابت قدم رہے اور دوسرے مسلمان ممالک بھی اس اچھی مثال کی تقلید کریں۔

جہادِ افغانستان میں ایران کا رول شروع میں قابلِ قدر رہا۔ اسلام آباد میں منعقد ہونے والی وزرائے خارجہ کی کانفرنس میں ایرانی وزیرِ خارجہ صادق قطب زادہ مرحوم نے افغان مجاہدین کے نمائندوں کو اپنے سرکاری وفد میں شامل کرکے ایک قابلِ قدر مثال قائم کی تھی مگر بعد میں ایران نے جہادِ افغانستان کو بھی شیعہ سنی کی نظر سے دیکھنا شروع کر دیا۔ حزبِ اسلامی کو ایران سے مجبوراً اپنے دفاتر بند کرکے کوچ کرنا پڑا۔ افغان عبوری حکومت کے قیام کے وقت مجلسِ شوریٰ کے لیے ایران نے ایسے مطالبات پیش کر دیے جو مضحکہ خیز تھے۔ اس سے جہاد کو فائدے کے بجائے خاصا نقصان پہنچا۔ ان مطالبات کے پیچھے بھی اسلامی جذبے سے زیادہ شیعہ جذباتیت کارفرما تھی۔

شیعہ، سنی بھائی بھائی کا خوب صورت نعرہ ایک جانب اور آیت اللہ خمینی اور دیگر انقلابی رہنماؤں کی تقاریر اور تحریریں دوسری جانب۔ صحابہ کرامؓ کے بارے میں انقلابی رہنماؤں نے جو کچھ کہا وہ اذیت ناک ہے۔ پھر ائمہ معصومین اور انقلابِ ایران کے حوالے سے انبیاء کرام کی شان میں بھی ایسی باتیں کہی گئی ہیں جو از حد دل آزار ہیں۔ اس موضوع پر جدوجہد کے دوران تحریک کے رہنماؤں نے جو کچھ کہا وہ اہلِ سنت کے لیے بہت حوصلہ افزا تھا۔ صحابہ کرامؓ کا نام عزت و احترام سے لیا جاتا تھا اور انہیں اپنا قائد قرار دیا جاتا تھا، مگر انقلاب کے بعد صورتِ حال یکسر بدل گئی شاید تقیہ کا استعمال اس کا جواز مہیا کرتا ہو، مگر اسلامی نقطۂ نظر سے یہ بہت بڑا عیب ہے جس کی کوئی توجیہہ ممکن نہیں۔

انقلابِ ایران کی جدوجہد کے دوران میں بدقسمتی سے پاکستانی شیعہ برادری شاہ کے حق میں اور امام خمینی کے خلاف تھی اور بعض دیگر افراد، ادارے اور جماعتیں سنی ہونے کے باوجود انقلابی قوتوں کے حامی تھے۔ ستم ظریفی ملاحظہ فرمائیے کہ انقلاب کی کامیابی کے بعد شیعہ برادری انقلابیوں کی منظورِ نظر

(بقیہ صفحہ ٦٠ پر)

آئیے۔۔۔ اللہ کی رضا اور اجر حاصل کیجئے!

ہمارے دینی ادارے اور مستقبل کے منصوبے

مسلمان توجہ فرمائیں

★ ۔۔۔ مجلس احرار اسلام دینی انقلاب کی داعی ہے۔ دینی انقلاب ۔۔۔ دینی مزاج اور دینی ماحول پیدا کیے بغیر ممکن نہیں۔ ۱۹۲۹ء سے آج تک احرار نے بیسیوں تحریکوں کو جنم دیا اور پروان چڑھایا۔ احرار کی سب سے بڑی، مضبوط اور زندہ تحریک **تحریک ختم نبوت** ہے۔

★ ۔۔۔ پاکستان سے پہلے اور پاکستان کے بعد احرار نے سینکڑوں دینی ادارے قائم کیے جن سے امت مسلمہ میں دینی مزاج عام اور دینی قوتوں میں اضافہ ہوا۔ اکابر احرار نے ایک بات شدت سے محسوس کی کہ جب تک دینی ادارے بنیادی طور پر احرار کی نگرانی میں نہیں چلتے اس وقت تک نتیجہ خیز پیدا ہونا مشکل امر ہے۔ لہٰذا ہم نے امت مسلمہ کے تعاون سے اندرون و بیرون ملک دینی ادارے قائم کیے ہوئے ہیں جن کی مختصر تفصیل یوں ہے:

★ مدرسہ معمورہ ۔۔۔ مسجد نور، تغلق روڈ ملتان ۔۔۔

★ مدرسہ معمورہ ۔۔۔ دار بنی ہاشم، پولیس لائنز روڈ ملتان فون ۷۲۸۱۳

★ مدرسہ محمودیہ معمورہ ۔۔۔ ناگڑیاں ضلع گجرات ۔۔۔

★ جامعہ ختم نبوت ۔۔۔ مسجد احرار متصل ڈگری کالج ربوہ ۔ فون نمبر: ۸۸۶ ۔۔۔

★ مدرسہ ختم نبوت ۔۔۔ سرگودھا روڈ ربوہ ۔۔۔

★ دار العلوم ختم نبوت ۔۔۔ چیچہ وطنی ۔ فون نمبر: ۲۹۵۴ ۔۔۔ ۲۱۱۲

★ مدرسہ ابو بکر صدیق ۔۔۔ تلہ گنگ ضلع چکوال ۔۔۔

★ ورلڈ ختم نبوت مشن ۔۔۔ (ہیڈ آفس) گلاسگو برطانیہ ۔۔۔

ادارے سرگرم عمل ہیں۔ ان کے اخراجات اور آئندہ کے منصوبے، مسجد احرار ملتان، مدرسہ معمورہ کے بڑھتے ہوئے کام کے پیش نظر زمین کی خرید اور تعمیر نو۔ دفاتر کا قیام، بیرونی ممالک میں مبلغین کی تعیناتی اور اداروں کا قیام، سچی کتابوں کی اشاعت ۔۔۔ یہ تمام کام امت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعاون سے ہوگا۔ یہ کام آپ ہی نے کرنا ہے۔

تعاون آپ کریں دعا ہم کریں گے اور اجر اللہ پاک دیں گے ۔۔۔ آئیے آگے بڑھئے اور اجر کمائیے

سید عطاء المحسن بخاری — مدیر مدارس التحفیظ والمساجد

دار بنی ہاشم ○ پولیس لائنز روڈ ○ ملتان

ترسیل زر کے لئے: اکاؤنٹ نمبر: ۲۹۹۳۲ حبیب بنک لمیٹڈ حسین آگاہی ملتان

Monthly Phone : 72813

NAQEEB-E-KHATM-E-NUBUWWAT

Regd. L. No. 8755 MULTAN

Vol. 1 No. 6

زیرِ تعمیر:

فون: ۷۲۸۱۳

جامع مسجد ختمِ نبوّت

دارِ بنی ہاشم — مہربان کالونی — ملتان

زیرِ اہتمام: تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّت (شعبۂ تبلیغ) عالمی مجلس احرارِ اسلام پاکستان

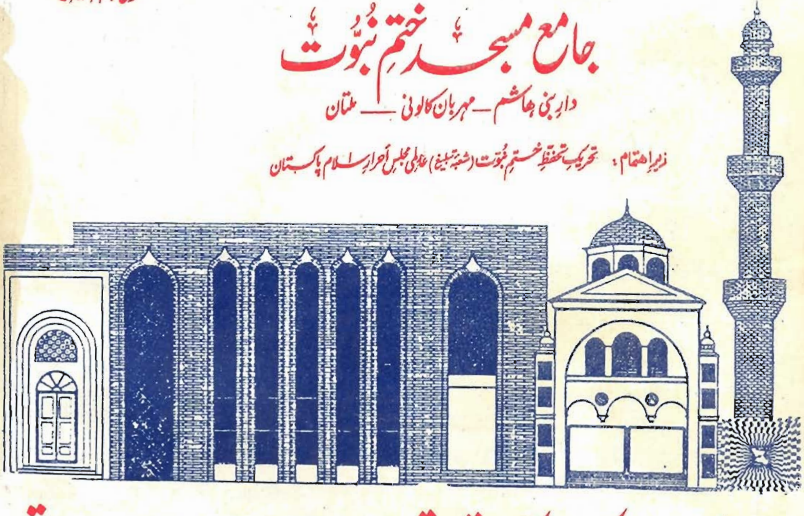

مسجد کی بنیادیں مکمل ہو چکی ہیں۔ تعمیر کی تکمیل میں بھرپور حصّہ لیں، نقد و سامانِ تعمیر

دونوں صورتوں میں تعاون فرمائیں — ترسیلِ زر کیلئے:

منتظم و متوّلی ابنِ امیرِ شریعت سیّد عطاء المحسن بخاری، دارِ بنی ہاشم — ملتان

اکاؤنٹ نمبر: ۲۹۹۳۲، حبیب بنک حسین آگاہی، ملتان